بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی اشتری من المومنین انفسهم بان لهم الجنة والرضوان والصلوة علی من دلنا علی
تجارة تنجینا من العذاب والخسران وعلی الذین بایعوه بالصدق واتبعوه بالاحسان اما بعد فیا ایها
الاخوان ایاکم من الحرام ومشتبهات الامور وعلیکم باصلاح الاعمال وتطهیر الاموال وما حیوة الدنیا
الا متاع الغرور خادم المسلمین شیخ محمد تائب عرض کرتا ہے کہ وہ حقوق جنکا مواخذہ آدمی
سے ہوگا دو قسم کے ہین حق اللہ و حق العباد مگر اللہ تعالی غنی و کریم ہے ندامت اور توبہ سے
معاف کرتا ہے اور بندی کے حق بے ادائی معاف نہین ہوتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ شہید کے سب گناہ معاف ہوجاتی ہین بجز قرض پس حق العباد کی رعایت زیادہ
تر لازم ہے اور حق خواہ بدنی ہوتے ہین خواہ مالی بدنی حقوق تھوڑے اور احکام اونکے معلوم و
مرقوم ہین مگر حقوق مالی کثیر الشیوع اور کثرت الوقوع ہین احکام انکے زمانہ اور حال کے
اعتبار سے بدلا کرتے ہین اور مال باعث قوت و قیام جسم ہے ہر صالح و فاسق اسکا محتاج
ہر غریب و امیر اسکا خواستگار واجب ہے کہ مالی مسائل نہایت تفصیل سے بیان کئے جاوین
تاکہ عوام مسلمان بھی حلال و حرام سے مطلع ہوکر اپنی تدبیر معاش مین حکم خدا اور رسول کے
پابند رہین اور دنیا مین آفات و ہلاک سے بچین اور آخرت مین اجر عظیم پائین خصوصا
اس زمانہ مین اسقدر [illegible] بہت پیش آتی ہین اور طرح طرح سے معاملات [illegible]

ہین کہ عوام کیا خواص کو بھی اوسکے سمجھنے مین وقت پڑتے ہے اور رفتہ رفتہ یہ امر ذہن نشین
جم گیا ہے کہ تدبیر معاش مین آزادی مطلق ہے عقل مختار ہے صرف نماز روزہ کا کتاب
وسنت پر مدار ہے لہذا اس عاجز نے حسبۃً للہ یہ رسالہ مسمّٰی بہ تطہیر الاموال جمع کیا اور جہانتک ہوسکا
نئے معاملات کے حکم بیان کیے اکثر مسائل مین کتب مشہورہ کا حوالہ دیدیا ہے کہ جو یاے سند کو
تردد نہو ماہران فن خوب جانتے ہین کہ ان نئی صورتون کی تخریج مین کیسا خون جگر کہانا پڑا
اور اس ضعیف نے کیسی مقام مزلۃ الاقدام پر قدم رکہا ہے وما توفیقی الا باللہ قال سبحانہ تعالے
یا ایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم اے ایمان والو خرچ کرو پاک چیز وسے جو تمنے کمائین
ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ اور نہ قصد کرو تم ناپاک مال کا کہ اوس سے
خرچ کرو اور ہرگز تم اوسکے لینے والے نہین ہو مگر یہ کہ آنکہہ بند کرلو یعنے برا بھلا کچھہ نہ دیکھو
تو بیشک حرام کہا سکتے ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجال یتخوضون فی مال اللہ بغیر حق
فلہم النار یوم القیامۃ (بخاری) جو مرد لیتے ہین مال اللہ کا بغیر حق کے اونکے لیے آگ ہے قیامت کے دن طبرانی اور
بیہقی کی روایت ہے طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنے حلال روزی بقدر کفایت طلب کرنا فرض ہے بعد
فرائض اسلامیہ کے اور فرمایا یا سعد اطب مطعمک تکن مستجاب الدعوۃ (ترغیب الترہیب) بعد تحصیل حلال کے یہی
خیال کرنا چاہیے کہ کونسا طریقہ احسن اور افضل ہے کیونکہ مال طاہر کے لیے صورتین ہین ایک وہ جو بیسعی اکتساب
کسی سے ملے جیسے صدقات دوسرا وہ جو آپس کے مراسم اور حقوق قرابت ومحبت وغیرہ مین
حاصل ہون جیسے تحائف وہبہ ونذر و میراث وغیرہ سوم وہ جو خاص اپنے مشقت وتدبیر سے
حاصل کیا جائے جیسے تجارت وپیشہ وری وغنائم وغیرہ اور بیشک یہی قسم سوم افضل ترین اموال
ہے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الید العلیا خیر من الید السفلی اوپر کا ہاتھہ نیچے
کے ہاتھہ سے بہتر ہے اور فرمایا حکیم ابن حزام کو جبکہ سوال کیا فمن اخذہ بطیب نفس بورک لہ فیہ

[illegible]

ومن اخذہ باشراف نفس لم یبارک فیہ ... یاکل ولا یشبع (بخاری) اور فرمایا ما اکل احد طعاما خیرا من ان یاکل من عمل یدہ (بخاری) اور ارشاد ہوا احل اللہ البیع اللہ نے خرید وفروخت حلال کی اور فرمایا التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء یوم القیامۃ (ترمذی) تاجر سچا امانت دار قیامت مین پیغمبرون اور صدیقون اور شہیدونکے ساتھ ہوگا پس ایسی عمدہ تجارت کی لئے جسکے فضائل مذکور ہوئے چند امور کا لحاظ ضرور ہے

۱ امر اول تجارت مال حلال سے ہو ۲ ایسی چیز کی تجارت نکرے جسکی زیادہ خریدار فساق یا کفار یا امراء متکبر یا حکام ظالم ہون کیونکہ اونکی صحبت زہر ہے اور اونکا مال بھی اکثر حرام کا ہوتا ہے ۳ ایسی چیزین بھی نہون جو بالذات ممنوع اور تبعاً یا ضرورۃً حکم جواز مین ہین جیسے افیون اور سمیات یا وہ تصویرین جو کسی کپڑے یا ظرف یا کتاب مین منقش ہون یا جیسے وہ ریشمی اور زرتار کپڑے چاندی سونے کی چیزین جو غالباً مردونکے استعمال مین آتی ہین وہ کتب جنمین مذاہب باطلہ کے احکام یا تقویت ہو یا لچر پوچ فاسقانہ قصے ہون یا شریعت کے مخالف احکام ہون کیونکہ یہ بھی اعانت باطل اور معاصی کے شبہ سے خالی نہین اور ارشاد ہوا ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان باہم گناہ کی مدد نکرو ۴ ایسی تجارت اور پیشے بھی نہون جنمین سخت مشغولی اور کمال محویت کی ضرورت ہو اور تحصیل حسنات وحضوری جماعت ووعظ وسعادت سنن ومستحبات سے محرومی رہے (شعر) مکن عمر ضائع بہ تحصیل مال ٭ کہ ہم نرخ گوہر نباشد سفال ٭ اور اسیطرف حق سبحانہ تعالی نے ترغیب دلائی ہے فیہم رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اون مین ایسے مرد خدا کے ہین کہ نہین کھیل مین ڈالتے اونکو تجارت اور بیع اللہ کے یاد سے یعنی ان سب کامو مین اللہ کو نہین بھولتے لیکن یاد رکھنا اوسوقت ممکن ہے کہ آدمی زیادہ بکھیڑونمین نہ پڑے ۵ ایسا مال بھی نہو جو غالباً ناقص اور خراب ہوا کرتا ہے اور بدون فریب اور عیب پوشی کے بکنا مشکل ہے کیونکہ انسان بمقتضاے نفس وبخوف نقصان ضرور ایسی صورتونمین نیت بدل دیتا ہے ۶ بوقت خرید وفروخت ایسی لفظ نکہے کہ جس سے فریب کی بو آئے جیسے یہ شئی فلان موسم یا شہر یا قوم مین زیادہ تر مطلوب اور عزیز ہے یا اسمین ایسی ایسی وصف ہین یا اسکی بہت خریدار ہین یا ضرور تمکو اسمین نفع ہوگا غرضکہ اسکی

تین سے تین ہین ۱ دروغ محض یہ حرام ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
الیمین الفاجرۃ منفقۃ للسلعۃ و محقۃ للکسب یعنے جھوٹی قسم بغرض ترغیب و اعتبار خریدار
یا بایع کے ایسی بے برکتی پیدا کرتی ہے) ضائع کرا دیتی ہے مال کو اور مٹا دیتی ہے کسب کو
اور فرمایا المنفق سلعتہ بالحلف الکاذب یعنے بیچنے والا اپنے مال کا جھوٹی قسم سے اون
سے ہے جنپر خدا نہ رحمت کریگا نہ نظر ۲ محض ہے بہت اسکا حکم مثل الفاظ یمین کے کسیقدر
مبالغہ یہ اگر دروغ کے قریب ہے تو مکروہ تحریمی اور اگر سچ کے قریب ہو تو ترک اولی ہے
۵ ناپ اور تول مین نہایت دیانت داری کرے بلکہ کسیقدر زیادہ دے کم نہو جیسا کہ
منقول ہے کہ آنحضرت نے جابر ابن عبداللہ سے اونٹ خرید کیا اور بلال سے فرمایا
کہ ایک وقیہ قیمت پر ایک قیراط زیادہ تولو اور کم تولنا ناپنا تو معاذ اللہ سخت گناہ اور
موجب بلاے آسمانی ہے چنانچہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر اسی مین فعل سے عذاب
آیا قال اللہ تعالی اقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان وقال اوفوا الکیل والمیزان اسی پر
شمار وغیرہ کو قیاس کر لو ۶ جب خریدے یا بیچے تو وہی قیمت کہے جو منظور ہو پھر اگر
جانب مقابل کے اصرار یا تبدیل نرخ بازار سے بیشی و کمی ہو جاے تو مضائقہ نہین اولا
نیت مغالطی اور دروغ کی نہو جیسا کہ منقول ہے آنحضرت سے کہ خرید آپنے اونٹ
جابر سے اور قیمت بار بار زیادہ کرتے تھے یہانتک کہ جابر نے قبول کیا ۷ جیسا جانب
مقابل بیوقوف یا صغیر السن یا محض ناواقف ہو یا ایسا دوست ہو جو بوجہ کمال اعتماد
یا مروت کے کچھ نہین کہہ سکتا یا قبول کر دے یا یہ سمجھا جاے کہ نرخ بازار یا ثمن تو اکثر
دیا جاتا ہے پھر ہرگز تفاوت نکرے کیونکہ اسلام اور دیانتداری اور خداترسی اور
مروت سے یہ امر نہایت بعید ہے ۸ وعدہ خلافی نکرے اور خوب سمجھکر وعدہ کرے
بہت خیال رہے کہ کسیکو بغایت تقاضی یا آمد و رفت وغیرہ کی وجہ سے تکلیف نہو
اور جب ایسا ہو کہ کسی اپنے فعل اختیاری یا اضطراری سے دوسرے شخص کو کچھ
نقصان یا تکلیف پہنچی تو اوسکا معاوضہ سخاوت اور جوانمردی سے کر دے جیسا کہ مروی
ہے ہمارے اور تمام عالم کے سردار سے کہ آپ قرض خواہ کو کچھ زیادہ عطا کرتے تھے

اور فرمایا بہتر وہ آدمی ہے کہ جو ادای دین مین احسن ہے یعنے بلا تقاضا دیدی یا کچہ زیادہ دی اور آنحضرت سے ادای قرض مین زیادہ دینا ثابت ہوا ہے ۱۲ معاملاتمین خوب تفصیل کرلیا کرے تاکہ انجام کار نزاع اور اختلاف کا احتمال نرہے خصوصًا قرض کے معاملات مین تحریر ضرور ہے اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ جب معاملہ کرو تم ساتہ قرض کے ایک مدت کی لیئے پس لکہہ لو اوسکو ۱۳ حسابات ہمیشہ مرتب رکہا کرے کیونکہ فرمایا آنحضرت نے ماحق امرء مسلم یمر علیہ ثلث لیال الا وعندہ وصیتہ کسی مسلمان کی یہ شان نہین کہ اوسپر تین راتین گذر رہین اور اوسکی پاس وصیت لکہی ہوئی نہو ۱۴ بیع اور اجارے مین نموونے اور وعدے کے خلاف نکرے بلکہ وہ کام کرے جس سے اہل معاملہ خوش رہین اور یکمشادہ پیشانی معاملے کو ختم کرے ۱۵ اگر جانب مقابل مجبور ہویا اوسکا نقصان ہوتا ہو تو اقالہ کرلے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من اقال مسلما اقال اللہ عثرتہ جس نے کسی مسلمان سے اقالہ کرلیا اللہ اوسکا بوجہ ہلکا کر دیتا ہے ۱۶ اجرت ادا کرے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ (ابن ماجہ) ۱۷ معاملات مین نرمی اور عفو اور سخاوت اختیار کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے ان اللہ یحب سمح البیع و سمح الشرا و سمح القضاء اللہ دوست رکہتا ہے نرمی کو بیع اور شرا اور حکم کرنے مین من انظر معسرا او وضع لہ اظلہ اللہ یوم القیامۃ تحت ظل عرشہ یوم لا ظل الا ظلہ جسنی مہلت دی تنگدست کو یا کچہہ کم کردیا اپنا حق اوسکے ذمی سے سایہ دیگا اوسی اللہ قیامت کیدن اپنے عرش کے نیچے ایسی دن کہ نہین سایہ اوسدن مگر سایہ عرش کا اور خبر مین وارد ہے کہ ایک مرد بنی اسرائیل سے بعد موت کے حساب کیا گیا پس کوئی نیکی نملی مگر یہ کہ وہ امیر تہا اور آدمیو نسے معاملات مین اپنی خادمونکو حکم کرتا تہا کہ تنگدست سے درگذر کرین پس فرمایا اللہ جل شانہ نے ہم مستحق تر ہین اس عفو اور تجاوز مین اس آدمی سے یعنی جس طرح اس نے تنگدستو نسے رحم اور نرمی کی ہم اوسپر اس سے زیادہ رحم کرینگے پس داخل کیا اوسکو جنت مین اور فرمایا ہے مطل الغنی ظلم و اذا اتبع احدکم علی ملی فلیتبع یعنی امیر کیلیے حق ادا کرنے مین اگر تساہل کرے تو یہ ظلم ہے اور جب حوالہ کرے کوئی تم مین کا صاحب مال پر پس چاہیے کہ قبول کرلے یعنی مفلس اگر

حیلہ حوالہ کرے تو مجبور رہے اور جب کسی امیر پر تمہارا حق ہو تو اوسپر تقاضا اور سختی کرو مگر
کچھ حرج نہین کیونکہ وہ ظالم اور شریر ہے ہان مفلس و مجبور پر بنظر رحمت چاہیے ۱۸
بہ نیت خیر رکہے اور سبکی خیر خواہی کرے اور یہ قصد نہو کہ مجہی کو نفع ہو اور دوسریکو نقصان پہنچے
۱۹ ایسا معاملات مین ذلت و خواری و خوشامد نکرے کیونکہ رزاق اللہ ہے اور اشراف نفس نہایت بری چیز ہے
اور شریعت اسلام اور توکل اور یقین باللہ کی منافی ہے ۱۹ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا معشر التجار
ان الشیطان والاثم یحضران البیع فشوبوا بالصدقۃ یعنی شیطان اور گناہ بیع مین موجود ہوتی ہین یعنی
کچھ نہ کچھ تجاوز ہو جاتا ہی پس چاہیے کہ کچھ خیرات کر دیا کرو تا کہ اوسکا کفارہ ہو جاوی ۲۰ سب سے زیادہ تر یہ کہ
کہ جس قسم کا کام کرتا ہو اوسکے متعلق مسائل خوب یاد کرے تا کہ مخالفت شرع سے بچے فرمایا حضرت عمر نے لا یبیع
فی سوقنا الا من قد تفقہ فی الدین نہ بیچے ہماری بازار مین مگر وہی شخص کہ احکام دین سمجھتا اور رکھتا ہو ۲۱
جنمین شروط و قیود ہین کہ جنکا ذکر بالتفصیل آتا ہی لحاظ رکھے اور یہ حدیث شریف جامع ضروریات تجارت ہے
ان اطیب الکسب کسب التجار الذین اذا حدثوا لم یکذبوا واذا ائتمنوا لم یخونوا واذا وعدوا لم یخلفوا واذا اشتروا لم
یذموا واذا باعوا لم یمدحوا واذا کان علیہم لم یمطلوا واذا کان لہم لم یعسروا (ترغیب الترہیب) یعنی سب سے زیادہ
پاک کمائی اون سوداگرون کی ہے کہ جب بولتے ہین جھوٹ نہین بولتے اور جب اونکے پاس امانت رکھی جاوے
خیانت نکرین اور جب وعدہ کرین خلاف نکرین اور جب مول لین تو اوسکے مال کو برا نکہین تاکہ
بائع قیمت کم کر دے یہ بہی ایک قسم کا مغالطہ ہی اور جب بیچین تو اپنی مال کی تعریف بہی نکرین تاکہ
خریدار دہوکے مین آکر خریدے اور جب اونکی ذمے قرض ہو تو درنگ و سستی نکرین اور جب اونکو کسی پر
لینا ہو تو اوسپر سختی نکرین اور اوسکی طاقت سے زیادہ (حکمت تمام مخلوقات حضرت سبحانہ تعالی کی تین
طرح پر ہے ۱ وہ جو نہ مالک ہو سکتے ہین نہ مملوک جیسے فرشتے ۲ وہ جنمین مالک بننے کی صلاحیت عطا ہوا
جیسے انسان ۳ وہ جنکو مملوکیت کی استعداد دیگئی جیسے اور تمام اشیا مگر ان مملوک اشیا سے بعض کو اپنی ملک
مین خاص کر لی عموما اپنی بندون پر جائز فرمایا جیسے دریا جنگل شکار وغیرہ اور بعض کو بندونکی ملک خاص مین
کیا لیکن انسان ایسی طبیعت پر نہین پیدا ہوا ہے کہ کسی وقت اون چیزونکی مالک ہو جانیکا خیال چہوڑ کر
قبضے مین نہین چہوڑے یا پہر ہم نے قسم کی حاجت اوسے پیش نہ آئی اسلیے قسم قسم کی معاوضات
اور ہبہ کی طریقے اسے تعلیم فرمائے اور طرح طرح کی حقوق باہمی معین کی تاکہ اونکی ذریعے سے باہمی حاجتون

پر کامیاب اور دوسرونکی مملوک پر قابض ہوتی ہین اسباب ملک اسکی دو قسمین ہین اول اضطراری
جیسی میراث دوم اختیاری اسکی چار صورتین ہین ۱ عقود جو کہ ایجاب و قبول سی متعلق اور فریقین کی رضامندی
پر موقوف ہین پس یہ کبھی معاوضہ ہوتی ہین جیسی مہر بدل خلع بدل صلح بیع اجارہ شرکت مساقات وغیرہ
اور کبھی بلا معاوضہ جیسی عاریت ہبہ صدقہ وصیت ۲ دعاوی ثابتہ اسمین ضرور ہی کہ کسی مال کا عوض
یا فعل کی جزا ہو جیسی ضمان غصب و سرقہ و اتلاف مال امانت و ودیعت وغیرہ ۳ قبض یعنی جس ادویہ اموال
مباح مین خاص ہی جیسی شکار جنگل کی گھاس دریا کا پانی اور وہ جو معدن سی نکلی ۴ غلبہ و قہر جیسی غنیمت
یعنی کفار پر غالب ہوئی یا دار حرب سی کوئی چیز لوٹ لائی یا کفار ہمارے مال پر غالب ہوئی از شرح نقایہ

**محرمات** اسکی دو قسمین ہین اول حرام لعینہ جیسی شراب خنزیر مردار وغیرہ انکا نفع اور استعمال دونو حرام
ہین مگر بوقت ضرورت و اضطرار مضائقہ نہین دوم حرام لغیرہ اسکی پانچ قسمین ہین ۱ حرمت حکمی جیسی جانور
حرام گوشت ۲ حرمت وصفی جو اوسکی ذات سی جدا نہو سکی جیسی زہر افیون بھنگ وغیرہ انسی صرف وہ استعمال
جو وصف محرم سی متعلق ہی منع ہی جیسی زہر کا کھانا اور لگانی یا سونگھنی سی ہلاک کری تو لگانا سونگھنا بھی
منع ہی ورنہ نہ اور افیون بقصد لہو یا مقدار نشہ کھانا پینا ورنہ دوا جائز ہی ۳ بوجہ مخالفت شروط ملک جیسی
چوری کا مال یا وہ چیز جو غصب یا ربوا یا رشوت یا بیوع باطلہ سی ہی یہ مال اگرچہ بذاتہ حرام نہین لیکن
بوجہ تعلق حق غیر و عدم ملک و مخالفت احکام شرعی ملک مین نہ آتی ہین نہ استعمال جائز ہوتا ہی ۴ بوجہ
مخالفت بعض شروط صحت جیسی بیع فاسد وغیرہ انمین ملک ہی مگر نفع حرام ہی چاہئی کہ تصدق کر دئی
جائین ۵ بوجہ اختصاص و احترام جیسی صدقہ بنی ہاشم اور اغنیا پر اور زکوٰۃ عشر و کفارہ و نذر حرام ہی صدقہ
یعنی اوساخ صدقی کو اگر نذر سادات کری یا کسی غنی کو کھلائی تو لینا روا ہی اسکی تعیین صدقہ ہی مگر جسکو
دی اوسکی حق مین صدقہ نہین ایسی ہی منقول ہی آنحضرت سی ۔ ایسی ہی حرمت اجزای انسان کی

بوجہ تکریم کے ہی انسان کی بال اور کھال اور ہڈی اور گوشت اور دانت وغیرہ کسیکا استعمال جایز نہین ہی

اقسام اموال کے مال خواہ دوسری چیزونکی حاصل کرنیکی لئی موضوع ہی جیسی چاندی سونا خواہ

بذاتہ خود مقصود ہی جیسی چاندی سونیکی سوای اور چیزین پس اول غیر متعین ہی اسلئی کہ جب بذاتہ مقصود

نہین تو تعیین عبث ہی مگر جبکہ امانت ہون یا کوئی صناعت کیجای جیسی زیور تو تعیین ہو جائیگی اور قسم

دوم متعین ہی انکو قیمی کی تین قسمین ہین اسلئی کہ خواہ مقدر ہوگا اسی مثلی کہتی ہین جبتک کسی صنعت

سی ہیئت و کمی متحقق نہو جیسی غلہ ہر قسم کی تیل - کاغذ - سونا - چاندی - دودھ وغیرہ خواہ عددی متقارب ہو

جیسی بکا عدد ایکدرجہ ن کی جاتو ایک نمبر کی چیزین خواہ قیمتی ہوگا یعنی جب عدد اور وزن اور کیل کا اعتبار

نرہا تو قیمت کی اعتبار سی تمیز ہوگی جیسی حیوانات اور ہر قسم کی مصنوعات وغیرہ پس اگر کسینی کسیکا

مال لی لیا اور بعینہ موجود ہی تو غیر متعین مین مختار ہی کہ وہی دیدی یا دوسری دی اور متعینات مین

وہی مال دینا ہوگا اور اگر وہ مال موجود نہین تو مثلی اور عددی مین قیمت واجب الادا ہوگی یا ویسا ہی

مال ادا کری اور قیمتی مین قیمت ادا کری اور معاوضات یعنی ثمن مبیع یا اجرت وغیرہ مین قیمتی کی تعیین

اشاری وغیرہ سی ضرور ہی اور مثلی اور نقدین مین وصف وغیرہ کافی ہی پھر یہ سب اموال چار نوع کی

ہین حلال غیر مملوک جیسی عاریت کی چیزین حلال و مملوک یعنی وہ مال جو صورتا و حقیقتہ وجہ شرعی سی

حاصل ہون اور اسکی تفصیل اسباب ملک اور تمام رسالی مین مذکور ہی مملوک غیر حلال وہ اموال جنمین

صرف صورتا وجہ شرعی پائی جای جیسی محاصل بیع و اجارۂ فاسد کی غیر مملوک و غیر حلال جسمین کوئی وجہ

شرعی نہو مالک راضی ہو یا نہ جیسی ربوا - رشوت - غصب - سرقہ - بیع باطلہ وغیرہ پس جو مال مملوک ہی

اور حلال نہین وہ اگر دوسری شخص کی ملک مین جائی اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ مال حرام ہی تو اوسپر حلال

ہونگی جیسی بکر نی زید سی غلہ بطور بیع فاسد لیا پھر اوسی بیچا یا اوسکی زوجہ یا دوسری مستحقین نی اوس سی

پایا اور اونکو یہ معلوم ہین کہ یہ غلہ وہی ہے جو بکر نی بطور بیع فاسد خرید اتھا تو ان پانی والونپر حلال بہی ہے
اور انکی ملک مین بہی آجائیگا (شامی) اور زید کو انسی کچھ واسطہ نرہیگا (ہدایہ) اور یہ مال اگر نقدین سی ہی
تو جو شی اونکی عوض لیجا یگی اوسکی تین صورتین ہین ۱ یہ کہ یہی نقد حرام عوض بہی قرار پائی اور یہی
دیا جا ی جیسی یہ صندوق بعوض ان پانچ روپیون کی جو بیع یا اجارہ فاسد مین ملی ہین) خرید ا پہر یہی روپیے
دیدیی اپ صندوق سی نفع اوٹھانا حرام ہی ۲ یہ روپیے عوض قرار پائین مگر دوسری روپے دیدی
۳ مطلق عقد کری مثلا یہ صندوق پانچ روپیہ کو خریدا اور ثمن ان روپیونسی ادا کیا جا ی ان دونو
صورتونمین صندوق سی انتفاع حلال ہی مگر اس روپے دینی کا اسپر گناہ ہوگا اور اگر غیر نقدین
ہی تو معاوضی سے بہی حرمت مرتفع نہوگی (ہدایہ) ایسی مالونکی طاہر کرنیکی یہ صورت ہی کہ اگر ممکن
ہو تو واپس کردی ورنہ اگر نقدین سی ہی تو جس چیز یا جس عمل کا عوض ہی اوسکی اصلی قیمت سے
جسقدر زیادہ ہو وہ تصدق کردی اور اگر غیر نقدین ہی تو بیچڈالی اور اگر کچہ نفع ہو تو اوسی تصدق
کردے یہ مال پاک ہو جائیگا باقی رہا ایسی غیر مشروع عقد کا مواخذہ اوسکا علاج توبہ اور انفعال ہی
اور اگر مال نہ مملوک ہو نہ حلال پس اگر ممکن ہو تو مالک یا اونکی وارثونکی حوالے کری اور اس فعل سے تائب
ہو ورنہ بالکل تصدق کردئی جائین نہ ان مالونمین زکوۃ ہی نہ کسیطرح ملک مین آسکتی ہین اور نہ پاک
ہو سکتی ہین البتہ اگر کوئی چیز خریدے اور ان مالونکو اوسکی عوض مین دیا تو بائع سے بری ہوگیا مگر مشتری
اور اوس معاوضی کا مالک اور اصلی مالک کا دیندار ہو جائیگا اور گناہ باقی اور معاوضات مین حرمت
قائم رہیگی نہ ایسی مالونمین زکوۃ ہی نہ وارثون اور مستحقونکو جان بوجہ کر اسکا لینا جائز ہی مسئلہ ورثا کو
جب معلوم ہو کہ اکثر مال متروکہ حرام کا ہے مگر یہ نہین جانتی کہ حلال کون ہی اور حرام کون تو بطور
ترک تقوی لینا اوسکا جائز ہی مسئلہ شراب یا خنزیر کی قیمت سی مسلمانونکو اپنا حق لینا جائز نہین
مگر جبکہ دینی والا ذمی ہو پس شراب فروش سے کسی چیز کی عوض مین وہ بیچی جو اوسی قیمت شراب مین
ملی ہین لینا جائز ہی اسلیی کہ یہ چیزین اونکی حق مین مال ہین بخلاف زر ربوا اور رشوت وغیرہ کی کہ یہ مسلم
یا کافر کسیکی ملک مین نہین آسکتی مسئلہ اس پر آشوب و پرفتن دعوت یا معاوضہ عمل یا بیع یا تنخواہ وغیرہ
مین دو امر کا لحاظ ضرور کری ۱ یہ کہ اسکی پاس کوئی مال حلال بہی ہی یا بالکل نہین ۲ جو کچہ بہی دیا جاتا ہے
وہ بعینہ اور بالیقین مال حرام سی ہی یا نہ امید ہی کہ اسقدر احتیاط پر بہی حق تعالی عفو فرماے

حاکم نقضا رو وہ حکم جو ثابت ہو دیانتاً وہ حکم جو واقع ہو قضاءً رو دیانتاً وہ جو ثابت بھی ہو اور واقع بھی
باطل وہ جو نہ واقع ہو نہ ثابت عرف اسکی چار صورتین ہین عا مستمر یعنی سلف سے منقول چلا آتا
ہو سنت و تقریر نبوی علیہ السلام سے مشتہر یعنی تمام دنیا مین متعارف ہو یہ چلا عرف ایک
یعنی ایک قوم یا ایک شہر کا عرف وہ مری مخالف اور مبطل ہو یہ متعارض اور ساقط ہی عرف خاص یعنی
خاص قوم یا شہر کا عرف یہ مختلف فیہ ہی صاحب در مختار نے اسکا اعتبار کیا ہی دو قول بیان کئی اور شامی
مین مشایخ بلخ اور خوارزم اور علی نسفی سے جواز پر فتوی ہی اور سید شہید نے اسکی جواز سے انکار کیا اور کہا کہ اگر
بیع خمیر و خنزیر پر عرف ہو تو کیا جائز ہو سکتا ہی مگر یہ اعتراض تو عرف مستمر و مشتہر پر بھی جسکی سند سے ہوتی
پر اتفاق ہی وارد ہوگا حق یہ ہی کہ ہماری زمانیکا عرف سے مخالف نصوص و اصول فقہی نہو سکے اور
میں حاجت عام ہو تو اوسکی جواز مین کلام نہ کرے بہتی ہی ابواب یمین اور اوقاف اور بیوع و اجارات وغیرہ
میں جزئیات فقہ کو تتبع سے اعتبار عرف خوب ثابت ہی وہو العرف فی الشرع له اعتبار لذا علیه الحکم قد یدار شامی التعریف
تقسیم بیع آپس کی رضامندی سے دو مفید الملکین بغرض اثبات ملک مبادلہ کرنیکو بیع کہتے ہین بیع کی تیرہ قسمین ہین
مبیع کا اعتبار سے بیع معطل جب نقدین کی عوض اسباب بیچا جای سے بیع سلم جب ثمن نقد ہو اور مبیع
موجل سے مقایضہ جب دونو طرف اسباب ہو سے صرف جب دونو طرف ثمن ہو اور چار ثمن کے
اعتبار سی ۵ مساومہ جب تعیین ثمن مین بائع و مشتری مختار ہوں یعنی جو چاہین قیمت قرار دین سے
مرابحہ یعنی نفع معین سے وضیعہ نقصان معین سے تولیہ اصلی لاگت اور تین حکم کے اعتبار سے ۹ نافذ یعنی
فوراً لازم اور واجب العمل ہو جای سنا موقوف جو کسی امر پر موقوف ہو سلا مکروہ جسمین کوئی بات

خلاف شرع ہو مگر شروط بیع کامل ہوں یہ سب بیوع صحیح ہیں اگرچہ بکراہ مکروہ ہیں گناہ اور موقوف ہیں
لتواہی اور ردو فسخ کے اعتبار سے ۳ فاسد جسمیں بعض شروط بیع کی مخالفت یا کچھ زائد شرطوں کا لزوم
ہو ۴ باطل جو شرعاً بیع نہ سمجھے جائے واضح رہے کہ یہ صورتیں باہم جمع بھی ہوا کرتی ہیں مثلاً [illegible]
موقوف بیلم فاسد مکروہ باطل - اور عاقدین سات قسم کے ہیں ۱ اصیل جو اپنا ہی مال بیچے یا
اپنے ہی لئے خریدے ۲ وکیل جو شرعی اجازت سے مختارانہ معاملہ کر سکے ۳ سفیر یہ نہ مستحق ہو نہ
مستحق ۴ جعلی جو ناجائز طور سے مالکانہ معاملہ کرے جیسے غاصب - چور اسکے معاملات (یعنے بیع و شرا) ناجائز ہیں
اور اگر مشتری کو معلوم نہ ہو تو معذور رہے اور مبیع پر تصرف جائز مگر جب مالک دعوی کرے تو مبیع اوسکی
حوالے کیا جاوے فقط بائع پر دعوی رہیگا مل سکے یا نہ ۵ فضولی جو مالک کی بے اجازت خرید
فروخت کرے جن بیع اذن مالک پر موقوف اور قبل از استحقاق جائز ہے (ہدایہ) ۶ مجبور جسے بالاکراہ
معاملہ کرنا پڑے اسمیں جب مجبور کو اختیار حاصل ہو جائز رکھنے نہ رکھنے کا مختار رہے ۷ مالک حکمی
یعنی سلطان - یا قاضی - یا ولی جو بغرض تعمیل احکام شرعی تصرف مالکانہ کرے پس جو شخص
شرعاً قاضی یا ولی نہو سکے یا بلا دلیل شرعی کچھ تصرف کرے تو اوسکی بیع جائز نہوگی صحت بیع کی
آٹھ شرطیں ہیں اول ایجاب یعنے پہلی درخواست جیسے خریدا بیچا دوم قبول یعنی منظوری
ایجاب قبول کبھی تعاطی کے ذریعے سے بھی ہو جاتا ہے (ہدایہ) یعنی قیمت دیدی اور مال اوٹھا لیا
اور بائع نے کچھ عذر نہ کیا سوم محل اسکا مجلس ہے یعنی ایک ہی مجلس میں ایجاب و قبول تمام ہو جاوے
پس جب زید نے ایجاب کیا اور بعد مجلس بدلنے کے عمرو نے قبول کیا تو زید کے ایجاب کا کچھ اثر باقی نہ رہا عمرو
کا قول ایجاب ابتدائی سمجھا جائیگا اور اگر مجلس نہ بدلتی یا زید انکار نہ کرتا اور عمرو قبول کر لیتا تو معاملہ
ختم اور بیع لازم ہو جاتی کسیکو مجال انکار اور موقع انحراف نہ رہتا مگر ایسی صورتوں میں احتیاط یہ ہے کہ
بعد قبول کے مکرر کہدیا جاوے کہ بیع تمام ہو گئی تاکہ بجمیع وجوہ اتباع حدیث ہو جاوے اور وہم مخالفت

---

البیعان بالخیار مالم یتفرقا [illegible] باعتبار لفظ
[illegible] یعنی ظاہر اور حقیقۃً ایک ہی [illegible]
یعنی ایجاب و قبول ہو گیا ۱۲
یعنی ایک دوسرے کو دینا [illegible] ۱۲
(شامی) اگر قاضی [illegible]
[illegible] ۱۲

بھی باقی رہی اور مجلس بدلنی سے یہ غرض ہے کہ معاملہ بیع سے جو پیش ہے اعراض سمجھا جاوے جیسا اگر ایک
شخص چلنے کی لیے کھڑا ہو گیا یا خود سو گیا یا کسی اور کام میں مشغول ہو گیا مجلس بدل گئی اور اگر دونو ایک ساتھ
چلیں تو مجلس باقی رہیگی جبتک جدا نہوں (حاشیہ ہدایہ) اور پیغام اور تحریر میں بھی ایسی ہی مجلس
معتبر ہے مگر تحریر میں بعض صورتوں میں مہلت مل سکتی ہے مثلاً خط کی جواب میں چند امور واقع ایسے لگتے ہیں جو
فوراً ممکن نہیں یا اوسوقت جواب کا بھیجنا مشکل تھا کیونکہ قاصد یا ڈاک کی لئے کچھ انتظار [illegible]
یا تحریر جواب کی لیے ایک وقت خاص مقرر ہے اب اگر مکتوب الیہ نے عذر کیا کہ میں مکان پر نہ تھا یا فوراً خط
پڑھنے کی فرصت نہ تھی یا جواب وقت پر دیا گیا مگر کسی وجہ سے دیر میں پہونچا ایسی شکلوں میں کاتب
مجبور نہیں ہو سکتا اوسے اختیار ہے کہ ایجاب اول کو باقی رکھے یا نہ رکھے اور اگر کہا کہ میں یا میرے کارندے
یا منشی نے فوراً خط نہیں پڑھا یا جواب نہیں لکھا بلکہ جو وقت خطوط پڑھنے اور لکھنے کا معین ہے
اوسوقت تک توقف کیا گیا تو [illegible] کی نسبت [illegible] توقف معقول ہوگا زید نے لکھنؤ سے
جمعہ کے دن بکر کو مقام کلکتہ لکھا کہ [illegible] فلاں قسم کا [illegible] جدید [illegible] معافقت
تحریر کی اور بکر نے وہ کپڑا روانہ کیا تو اگر بکر نے اوسوقت تک جو اوسنے تحریر جواب کے لئے معین کیا ہے
ایجاب کر لیا تو بیشک معافقت بیع ہوگی اگرچہ مال روانہ کرنے سے پہلے ہی بکر کو اطلاع ہو گئی ہو اسلئے کہ
نے مجلس میں قبول کر لیا اور بیع تمام ہو گئی اور اگر قبول کرنے سے پہلے یہ معافقت بکر کو پہنچ گئی یا اوسنے
وقت معین کی بعد قبول کیا تو بیع نہو گی اور مال واپس کیا جائیگا اور خرچہ وغیرہ سب بکر کی ذمہ ہوگا
واضح رہے کہ ایجاب و قبول اور قیمت طے کرنے میں فرق ہے ایجاب و قبول بعد تصفیہ جملہ ضروریات بیع
انعقاد کی غرض سے ہوتا ہے اور اوسکی بعد بائع و مشتری دونو اس معاملے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور
قیمت صرف اسلئے چکائی جاتی ہے کہ اسکی بعد مال پسند کیا جاوے یا مشتری اپنی مطلب پر غور کرے اگرچہ
یہ مساوی بطور ایجاب و قبول ہو مگر مشتری کو اختیار رہتا ہے اسلئے کہ اگر مال دیکھا اور مقدار بیع [illegible]
باہم قیمت چکایا ہو

[illegible]

سے نہین ہوئی تو اختیار مشتری کا ظاہر ہی اور اگر سب امور طے ہوگئی تب بھی اسلئی اختیار دیا جاتا
کہ کبھی بوجہ جہالت و کمی ثمن نظر ثانی یا تبدیل مقدار وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہی پس اگر ہم مساومت سی بیع لازم کرتے
تو شکل اول مین بیع باطل یا فاسد ہوگی اور شکل ثانی مین رضای مشتری نہ متحقق ہوگی مگر بایع
کو ایسے امور کی ضرورت نہین ہے ہان جبکہ دونو طرف مال ہو تو دونونکو اختیار ہوگا پس اگر بایع و
مشتری مین اختلاف ہوا بایع نے کہا کہ بیع تمام ہوئی اور مشتری کہتا ہے کہ نہین یہ قبول بطور مساومت
تھا تو شکل اول مین عقد فاسد اور شکل ثانی مین اگر کوئی قرینہ اور تعامل معین قول مشتری ہو تو
قضاءً بیع لازم ہوگی واللہ اعلم سوم مال یعنی وہ شی جسی محفوظ و مقبوض کر سکین پس منافع
اور حقوق مال نہین اور اسمین پانچ چیزین شرط ہین ۱ مفید ہو پس بیکار اور سڑی چیزین اور وہ چیزین
جو پاؤنتا پھینک دیجاتی ہین جیسی اکثر میوونکی چھلکی لکڑی کی راکھ وغیرہ مال نہین مگر جبکہ کسی غرض کے
لیے فراہم کیجاویں تو بک سکتی ہین ۲ متقوم ہو یعنی شرع مین اوسکی قیمت قرار دینا منع نہو اور بحیثیت
بیع مقصود و معزز سمجھی جاوے پس خمر خنزیر مال متقوم نہین ۳ مملوکیت کی صلاحیت ہو پس آزاد آدمی
نہ کسیکا مملوک ہوسکتا ہی نہ اسکا بیچنا جائز اور غیر کا مال اگرچہ ہماری ملک مین نہو مگر مملوکیت کی قابل ہے
۴ جائز الاستعمال ہو پس مردار اور پوست مردار قبل از دباغت اور خمر اور خنزیر اور سب حرام
اور نجس چیزین نہین بک سکتین اسلیے کہ نہ انسی نفع جائز ہی نہ استعمال حلال البتہ مال مباح یعنی کسیکی ملک
مین نہو بلکہ ہر شخص اوس سی نفع اوٹھانیکا حق رکھتا ہی جیسی شکار جنگل کی گھاس دریا کا پانی یہ
یہ چیزین بعد قبضہ کے مملوک اور مبیع ہوجاتی ہین ۵ جائز البیع ہو پس حشرات الارض اور بتونکا
بیچنا منع ہی ہان جبکہ اونسی کوئی خاص نفع جائز ہو چہارم وصف و مقدار ثمن یعنی اتنی اور
اوس قسم کی روپی یا پیسی پس اگر تعداد بیان نکی تو بیع فاسد ہی اور اگر وصف بیان نکیا اور کئی طرح کی سکے
ایک نوع کی رائج ہین پس اگر رواج برابر اور قیمت متفاوت ہی تو بیع فاسد ہے اور ایک سکہ

زیادہ رواج ہی تو پھر دنیا ہوگا پنجم تعیین مبیع اسکا ادنی درجہ یہ ہی کہ مشتری کو معلوم ہوجاے کہ
جو چیز میں خریدی وہ تغیر اور بیشی و کمی سے محفوظ ہی اور کل قیمت اسکی اسقدر ہی یہ صورتین کبھی ناپ
اور تول اور شمار اور تخمینی اور اشارہ سے بھی حاصل ہوتی ہین جیسی یہ سب غلہ دو سروپیہ کا یا یہ گیہوں فی
من ایک روپیہ کا یہ آم دو فی عدد یا دو پیسہ کا اور کبھی انقطاع اور انحصار سے معین ہوجاتا ہی جیسی جو
کچھ اس صندوق میں ہی یا پنجرہ میں ہی کو اسقدر ثمن اگرچہ مقدار اور وصف مبیع کچھ بھی معلوم نہین مگر نہ بدل
اور تغیر ہو سکتا ہی نہ کمی بیشی کا احتمال ہی نہ ثمن غیر محدود بخلاف اسکے کہان دو گیہون سے ایک کھیپ یا گیہون
کا انبار جسقدر ہو فی من لیکر دو گیہون کے حساب سے شکل اولین تغیر مبیع ہی کہ نہین معلوم کون کیسا ہے گیا اور
شکل دوم مین ثمن مجہول ہے کہ گیہون سب کتنی روپیہ کے ہونگی اور یہ بھی ضروری ہوجاے کہ مبیع
یکمشت بکتا یا علیحدہ علیحدہ کیونکہ بصورت یکمشت بکنے کے خریدار کو بعض چیزونکی بیچ منتز کا اختیار نہین اور
اگر یکمشت نہین تو ثمن بھی جدا جدا بیان کیا جاے اور مبیع معدوم اور غیر مقدور التسلیم نہو (عالمگیری)
ششم اہلیت عاقدین یعنی نابالغ مجنون مجبور مجور نہون پس اگر معلوم نہین کہ نابالغ یا
مجنون ہی اور معاملہ کیا تو گناہ نہین مگر تا تمام بیع اوسکا ولی یا آقا بیع فسخ کر سکتا ہی اور مجبور کا معاملہ اوسکی
حالت اختیار پر موقوف ہی یعنی جب وہ جبر دفع ہوجاے اوسی اختیار ہی کہ بیع قائم رکھی یا نہ اور جابر
ہر حال مین گنہگار ہی مجنون کا معاملہ بے بنیاد ہی ہفتم مدت ادای ثمن ضرور ہی کہ قیمت ادا کرنے کی
مدت بیان کردیجاے تاکہ آخر کو نزاع نہو پس ایسی مدت جسکی معرفت کی اعتبار سے نکالن سکین یا جسکا تعین
کسی وقت پر معین نہو جیسی پانی برسنے یا ہوا چلنے تک ناجائز ہی (ہدایہ) بعد ختم بیع کی ادا کا وعدہ کرنا یا
قرضکو نقد اور نقد کو قرض کرنا یا بجہت معرفت و معاملات سابق عادت قدیم پر اکتفا کرنا جائز ہے
حاصل کلام یہ ہی کہ وہ امر نہو کہ نزاع کا احتمال رہے یعنی خریدار کہی کہ مثلاً مینی ایک مہینی کا قصد کیا تھا
اور بائع کہی کہ مین ایک ہفتہ سمجھا تھا اور لکر مال قرض بیچا اور مدت معین نکی تو ایک مہینا سمجھا جائیگا
مجملہ ہی اور سوای سلم کی بیع کی وسیتہ کی مدت معین کرنا جائز نہین ہی کیونکہ یہ وعدہ خواہ اصلی ہے

[illegible]

کہ مبیع سی نفع اوٹھایا جاتا ہی خواہ مبیع موجود نہین صورت اول مین نفع ممنوع اور دوم مین بیع ناجائز ہی
البتہ اگر یہ غرض ہے کہ مبیع مین صناعت وغیرہ باقی ہی یا کہین سی منگوانا ہی یا کسی کارندے یا وکیل کے
پاس ہی تو وعدہ صحیح ہی مگر جسوقت مشتری تسلیم کرے اوسی اختیار ہی اور اگر یہ شرط لازمی قرار دیجاوی
اور مشتری درمیان مدت کی قبض و امتناع سے روکا جاوی تو بیع فاسد ہی ہشتم قدرت علی التسلیم
یعنی عاقدین معاوضی کی سپرد کرنی پر قدرت رکہتی ہون پس وہ چیزین جو معدوم ہین جیسی پہل قبل از
ظہور یا اوڑتی ہوی جانور یا دریا کی مچہلیان یا وہ چیز جو اپنی قبضی مین نہو نہین بک سکتی ہین البتہ ثمن
کا فی الحال موجود ہونا شرط نہین لیکن جب ایسی چیز ثمن قرار دیجاوی جو دنیا مین ممکن نہین یا مبیع
کی متعلقات سی ہو بیع صحیح نہین مثلاً ایک بکری خریدی اور ثمن اوسکی بچے قرار دئی یا تلوار خریدی
اور اوسکا قبضہ یا میان ثمن قرار دیا اسلئی کہ ان صورتون مین ثمن جزو مبیع ہی اور در صورت ہلاک
مبیع ادا غیر ممکن **احکام بیوع** اول نافذ یہ فوراً لازم ہوجاتی ہی اور شرطین اسکی بیان
ہوگئین دوم موقوف جو فوراً لازم نہو بلکہ کسی شرط کی پائی جانیکی بعد نافذ ہو اسکی چار قسمین ہین
۱ خیار شرط ۲ بیع بشرط الوفا ۳ بیع مجبور ۴ بیع فضولی پس خیار امام صاحب کے نزدیک تین
دن سی زیادہ نہین اور صاحبین کی نزدیک جسقدر مدت مقرر کیجاوی جائز ہی مشتری جسوقت اوسکا جی
چاہے بیع تمام کر سکتا ہی مگر فسخ کرنیکی لئی ضرور نہی کہ بایع کو خبر ہوجاوی مسئلہ مشتری نے واپسی کا قصد
کیا اور بایع مکان یا دوکان پر اپنی معمولی وقت پر نہین ملا یا اوسکا کوئی مکان معین و معلوم نہ تہا تو
مدت خیار کی گزرنیسی خیار باطل ہوگا دو شریک خریدار ہین اور ایک نی منظور کر لیا بیع تمام ہوگئی

مشتری کی قوت اور منظوری اور مالکانہ تصرف اور ایسی عیب حادث ہی جو دفع نہو سکے خیار باطل
ہوجاتا ہے اور بیع لازم اگر بائع کو خیار ہی تو مال اوسکی ملک سے نہیں نکلتا اور ہلاک مال سی
بیع فسخ ہو جاتی اور مشتری کی خیار میں مبیع ملک بائع سے نکل جاتا ہی مگر امام صاحب کی نزدیک
مشتری بھی مالک نہیں ہوتا بخلاف صاحبین کی پس ثمرۂ اختلاف ظاہر ہی کہ اگر میں فلان چیز کا مالک ہوں
تو میرے ذمی حج ہی اور وہی چیز بطور خیار خریدی امام کے نزدیک نہ مالک ہوا نہ ذمہ دار حج
صاحبین کی نزدیک ملک وحج دونو ثابت ہیں (ہدایہ) اگر مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوا خیار
بائع سی قیمت اور خیار مشتری سی ثمن باتفاق لازم ہوگا اور بائع کے پاس ہلاک ہو تو دونوں صورتوں میں
بیع فسخ ہوگی خیار شرط میں میراث نہیں یعنی زید نے ایک صندوق چار کو خریدا اور مرگیا تو ورثا کو پھیرنے
کا اختیار نہ ہوا (ہدایہ) مگر جبکہ زید نے کسی وصف خاص کی شرط پر خریدا تھا تو ورثا کو اختیار ہی اور اسے
خیار وصف کہتے ہیں (مجلہ) خیار تعیین یعنی چند چیزوں سی بعض کے پسند کرنیکا اختیار اسکی دو صورتیں ہیں پہلا
یہ کہ سب چیزیں ایک جنس اور ایک قیمت کی ہوں اسمیں تین چیزوں سی زیادہ کا جواز نہیں اور یہی صورت
کتب میں مذکور ہی دوسرا مختلف القیمت اور مختلف الجنس جیسے مذہب و کرمتان [illegible]
میں سکتی ہی غیر کرمتان [illegible] جسقدر ہوں جائز ہی اسلئی کہ خیار تعیین بغرض پسند [illegible] مقصود ہی اور یہ سوم شہر اسکے
صورت ہی اور پہلی صورت میں تین چیز خواہ ادنی ہو گی خواہ اوسط خواہ اعلی نہ چوتھا درجہ ہی نہ اوسکی ضرورت
اور دوسری صورت میں بیشمار درجے ہیں اور انکی ضرورت بھی ہی خیار تعیین میں مدت مقرر کرنا ضروری
مگر امام صاحب کی نزدیک تین دن سی زیادہ نہو اور صاحبین کی نزدیک اختیار ہی جتنی مدت چاہی قرار
دی یہ امر کہ جب خیار تعیین کرے خیار شرط بھی ضرور کرلے (یعنی چاہے تو کل چیزیں پھیردے) جامع کبیر
میں مذکور ہی اور جامع صغیر میں مشروط ہی اور یہی مناسب تر ہی اسلئے کہ بوجہ عدم تعیین مبیع

[illegible]

کی رضامندی مشتری کی معلوم اور یقینی نہیں پس اگر خیار شرط ہو تو کبھی بدون رضا کے ناچار ایک چیز لینا
ہوگی اور یہ مخالف ہے حدیث لبعد تعیین مستحق و مضمون ہے باقی امانت یعنی ایک یا دو مقصود لینے کا اقرار ہے تو اوس سے
زیادہ یا کم لینے کا مشتری کو حق نہیں اور اگر مبیع عیب دار یا ہلاک ہو تو اوسی مقدار کی نسبت ثمن دینا ہوگا مگر یہ عیب یا
ہلاک ہوا اوس چیز کی طرف منسوب ہوگا جو مبیع کے لیے قرار دیا گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مثلاً تین چیزوں میں سے ایک
کی بیع لینے کا اقرار ہے سب اسباب پسند آئیں تو بھی مشتری ایک ہی چیز جو مجبوب کیا جاویگا ایک ناقص یا ہلاک ہو گئی تو
صرف ایک ہی لے سکتا ہے اور اگر دو ہلاک یا ناقص ہو گئیں تو اب خیار نہیں مشتری کی چیز امانت ہے واپس کرے اسلیے کہ
عیب دار یا ضائع شدہ قابل واپسی نہیں پس حکماً وہی مبیع متصور ہونگی سے اسیلئے ہلاک ہو گئیں تو ایک چیز یعنی ثلث امانت
ہے اوسکا معاوضہ کچھ نہیں دو ثلث کا ثمن دے اور اگر عیب دار ہو گئیں تو دو عیب دار معین کر لے ایک پھیر دے پہلی ایک میں
عیب آیا پھر دوسری میں ہے تو پہلی مبیع ہے اب پچھلی امانت ہے اسلیے کہ وہ دونو بوجہ تقدیم عیب کے معین ہو گئیں اور اگر برابر نقصان
آیا مگر ایک میں نقصان زیادہ ہے تو جسمیں کم ہے وہ امانت ہے اسی طرح ایک یا تین کے خیار کا بھی حساب کر لینا چاہیے
اگر مشتری مر جاوے تو اسوجہ سے کہ بایع کا مال مخلوط ہے اوسکی وارثوں کو تعیین کرنیکا اختیار ہے مگر مدت اور خیار شرط مسقط ہے
(ماخوذ از ہدایہ) مقبوض علی وجہ الشرا ادنی درجہ خیار میں ہے یعنی بیع نہیں ہوئی بلکہ اس غرض سے وہ چیز لی گئی
کہ بعد پسند مبیع و شرا کے گفتگو ہوگی اسمیں ضرور ہے کہ ثمن صراحتاً یا دلالۃً معلوم ہو پس مبیع کے ہلاک ثمن و نیز ہلاک
قیمت دینا پڑیگی اور اگر ثمن بیان نکیا تو محض امانت ہے اسکو مقبوض علی وجہ النظر کہتے ہیں خیار میں مبیع ہو جاتی ہے مگر
ملتوی رہتی ہے جبتک مشتری پسند کرلے اور ان دونو صورتوں میں بیع ہوتی ہی نہیں بلکہ بیع کا قصد اور ارادہ کی طور پر مبیع
کا معائنہ منظور ہوتا ہے مال بحیثیت امانت ہے (عقود الدریہ) اکثر تاجر اس شرط پر مال جاکر دیتے ہیں کہ جسقدر بکے اوسکی
قیمت قرار داده اور باقی مال بوقت طلب واپس دینا اور قیمت معینہ سے جو بیشی و کمی ہو وہ نفع و نقصان ہے مالک کو
اوس سے کچھ واسطہ نہیں یہ معاہدہ جائز ہے صحیح بخاری میں ابن عباس سے منقول ہے کہ فرمایا لا باس بان یقول بع هذا
الثوب فما زاد علی کذا و کذا فهو لک اسصورت میں اگر مال ضائع ہو تو مالک نقصان لے سکتا ہے مبیع نہیں بشرط وفاداری

شرط پر معاملہ کرنا کہ اگر اتنی دنوں مین قیمت ادا کی تو بیع نہ ہوگی اس صورت مین قبل از ادائی ثمن مبیع
مین تصرف نکرنا چاہیے اور اسکی مدت خیار کی طرح مختلف ہی مگر مفتی ابو یوسف اس قول مین امام
صاحب کی ساتھ ہین کہ خواہ بائع دیون تھا اور اوسنی قرضخواہ کی ہاتھ کوئی چیز بمقابلہ دین بیچی یا دین
نہ تھا اور کوئی شی بیچی اور قرار پایا کہ جب ثمن پھیر اجاوی مبیع بھی واپس ہو یہ عاقلہ بیع احکام رہن ہین
(ہدایہ عالمگیری شامی) اور اگر یہ شرط علاوہ بیع کی بطور وعدہ قرار پائی تو بیع صحیح اور شرط بحیثیت
وعدہ ملحوظ ہوگی اور اگر یہ شرط داخل عقد ہو تو بیع فاسد ہوگی میری نزدیک یہی قول اصح ہی پس اگر
زید نی عمر سی ایک مکان بطور بیع بالوفا خرید کر عمر کو بکرایہ دیا تو کرایہ عمر کی ذمہ نہوگا اور ہمارے زمانہ میں
توجسقدر معاملی بیع بشرط وفا کی ہوتی ہین وہ محض ربوا ہین اور سود خوار یکی حیلی اور بعض معاملی
یون بھی ہوتی ہین کہ جب چاہین گی اسقدر نفع دیکر مال پھیر لینگے یہ بھی سود ہی بیع فضولی یعنی
غیر کا مال بے اجازت بیچنا یا غیر کے لئی خریدنا امام شافعی اسی نادرست فرماتی ہین مگر ہم ثابت کرتی
ہین سلکی بیشہ سوداگر ابی جعد جنکو حضرت نی ایک دینار بکری خریدنی کو دیا تھا اور اونہوں نی دو بکریاں
خرید کر ایک بکری ایک دینار کو بیچ کر ایک بکری معہ دینار لیکر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوئے
اور آپ نی اونکی تجارت مین برکت کی دعا فرمائی سے بحکم ضرورت و حاجت جیسی مشتری یا راہین یا مالک
مفقود الخبر ہوگئے اور مبیع یا مرہون یا مال ضائع ہوتا ہی یا مرتہن یا بائع کو روپیہ کی ضرورت ہو
ایسی حالتو مین یہ قابض بطور فضولی بیچنے کی مجاز ہو مگر تو برا مرج ہوگا مگر بائع فضولی کو ضرور
ہی کہ بطور ناجائز قابض نہو تاکہ سرقہ و غصب سی فرق رہی ورنہ عاصی ہوگا اور خریدار اگر جانتا ہی
تو گنہگار ہی یہ بیع مالک کی اجازت تک موقوف ہی مگر مشتری کو حق تصرف حاصل ہو فضولی
بائع ہو یا مشتری مختار ہی کہ قبل از اجازت مالک بیع فسخ کر دالے (عالمگیری) مالک بائع و
مشتری دونوں پر دعوی کر سکتا ہی پس اگر فضولی کی پاس مال امانت تھا تو جبتک اصل مالک کی حوالہ
نکیا جاوی عرصہ اجازت کافی نہوگی اور امانت نہو تو اجازت کافی ہی اور ثمن فضولی کی پاس امانت
ہو اجازت ملنی تک ہو یا نہ اور اجازت تب صحیح ہوگی کہ مالک کو قدرت کاملہ حاصل ہو پس اگر
احد المتعاقدین یا ایسا مبیع جو قسم عروض سی ہو موجود نہو تو مالک کا اجازت دینا مفید نہوگا اور
اگر بائع یعنی فضولی معین ہو تو کسکی ذریعہ سے اجازت نافذ ہوگی اور مشتری معین نہو تو کسکی

ہنوز یا ہوگی اور مبیع نہو تو کیرا جازت ہوگی اور مالک مرجاوے تو وارث مستحق ہے مگر قبل قبض
اجازت اونکی معتبر نہیں اور راہن یا مرتہن اور اجیر اور مستاجر مال رہن یا مال کرایہ فروخت کرے قبضہ نکراوین تو بیع
بیع موقوف رہیگی کیونکہ راہن جبتک زر رہن ادا کرلے اور مرہن جبتک گرو کی کو خریدار کے حوالے
کرادی کو چیز جبتک کرایہ دار کے حق سے فارغ نہو جاوین اوسوقت تک مالک متصرف نہیں ہوسکتا
(ایسا ہی مفہوم ہوتا ہی عالمگیری سے کہ بیع موقوف ہی) ایسی معاملونکی نفاذ کر نیکی پہلی راہن اور
مالک مال کو اختیار ہی کہ بیع اول فسخ کرکے مرتہن یا کرایہ دار کی ہاتھ بیچ ڈالی مثلاً زید کا مکان عمرو کے
پاس رہن ہی پھر زید نی اوسی بکر کے ہاتھ بیچا اور بوجہ استحقاق مرہون یہ بیع فسخ کرکی عمر کے ہاتھ
بیچ ڈالا یا عمر نی وہ مکان بکر کے ہاتھ بیچا تھا پھر زید نی کہ مالک مکان ہی اوس بیع کو فسخ کر کے اپنی طرف
سے عمر کی اتھ بیع کی اور یہی حکم ہے جبکہ زید مالک مکان اور عمر کرایہ دار ہو تا بیع مجبور مجبور وہ شخص ہے
جسے خوف دلایا جاوے کہ اگر ایسا نکریگا تو قتل یا قید ہوگا اور مجبور اپنی ظن غالب سے جانتا ہے کہ جابر
اس بات پر قادر ہی پس اگر قتل یا قطع اعضا کا خوف ہو تو کلمہ کفر بھی باطمینان قلب ظاہر کردینا
جائز ہے اور عقد بالکل غیر معتبر اور اگر سخت قید یا صرف مار کا ڈر ہے تو فقط عقود فاسد ہونگے پس
مثلاً کوئی صورت ہیں جیسے زید نی عمر کو کسی چیز بیچنے یا خرید نی پر مجبور کیا تو بیع اوسوقت تک نافذ نہوگا
جبتک عمر کو امن حاصل نہو اور اپنی رضامندی ظاہر کرے ان صورتونمیں مجبور کو ہمیشہ بری اور جابر
ذمہ دار ہی اور مبیع پر بعد قبض بطور بیع فاسد مالک آجاتے ہیں پس اگر بایع مشتری نی یہ تو مجبور
ہون تو قیمت جابر کے ذمہ ہی ہے۔ مجبور آخر کار راضی ہوگیا تو بیع جائز ہوگی بصورت بایع مجبور ہے اب
جابر و مشتری دونو سے قیمت لی سکتا ہے (شرح وقایہ) سے صرف مشتری مجبور ہے تو جسقدر دیا ہے
جابر سے لی سکتا ہے اور ان صورتونمیں مال اگر خود ضائع ہو تو قیمت جابر کی ذمہ ہوگی مجبور سے
کچھ واسطہ نہیں اور حکم جبر کا مجبور کی اعتبار سے مختلف ہوتا ہے بہت امور از ال کی حق میں جبر

[illegible]

ہیں شرفا کی نسبت جبر ہوتی - بایع نے ثمن یا مشتری نے مال بجبر دیدیا اور اوسکی پاس خود ضائع
ہوا تو پھر کوئی ذمہ دار نہیں ایسی جبری معاملے اگرچہ کئی درجے تک ہو جاتے ہیں مگر اونکا حکم مال دینا جبر مثلاً
بکر نے عمرو سے کتاب جبراً خریدی کر زید کے ہاتھ اور زید نے محمود کے ہاتھ بیچی یہ جملہ بیوع موقوف اور
ناجائز ہیں جبتک عمرو بخوشی اجازت نہ دے (درمختار) سوم بیع سلم اسمین دس چیزون کا تعین
ضرور ہے مثلاً امکان تسلیم ۲ وقت تسلیم ۳ جنس مبیع جیسے گیہون یا جو ۴ نوع جیسے فلان قسم کے
گیہون ۵ وصف جیسے عمدہ یا خراب ۶ مقدار مبیع ۷ مقدار ثمن ۸ مدت بعضونکے نزدیک
کم سے کم نصف یوم سے زیادہ اور بعضونکے نزدیک تین یوم اور امام صاحب کے نزدیک ایک ماہ اور
اوسی پر فتوی ہے (فتح) یعنی اس سے کم بابت معین کرے تو احکام سلم مرتب نہونگے ۹ اوسی مجلس
مین ثمن تمام و کمال نقد دیا جاے اگر سینکڑہ و پانسو کرائی یا انی باقی ثمن وضع لیا بیع سلم ہوگی اور
اگر کچھ نقد کیا اور کچھ قرض تو بقدر نقد بیع ہو جائیگی ۱۰ مبیع وقت عقد سے وقت ادا تک موجود ہو
پر بایع کی قبضے میں نہو پس ایسی چیز پر سلم کرنا جو پیدا ہوگی اور فی الحال کہین بازار مین نہین جیسے
میوہ جات وغیرہ کھلنی سے پہلی جائز نہیں مبیع کیلی ہو تو کیلی شئے سے خریدنا اور وزنی ہو تو وزنی شئے سے
خریدنا جائز نہین مگر جبکہ قدر مختلف ہو (شامی) راس المال اگر مستحق نکلی اور صاحب حق اجازت
ندی تو عقد سلم باطل ہو گیا یا مسلم الیہ عاجز یا مسلم فیہ منقطع ہو گیا تو رب السلم خواہ انتظار کرے خواہ
اصلی روپیہ جو دیا پڑا ہے پھیر لے کچھ کمیش و کم تبدل و تغیر جائز نہین کیونکہ راس المال مین تبدل ادا ہو

جن چیزون کا ناپ اور وصف بحسب عرف معلوم نہو اونمین سلم نہین ہوسکتا جیسے حیوانات اور وہ تمام چیزین
جو وزن و پیمایش کی اعتبار سے نہین بکتین مگر عددی متقارب یعنی وہ چیزین جو عدد سے بکتی ہین اور
سب برابر سمجھی جاتی ہین اگرچہ کچھ فرق بھی ہو جیسے ایک قسم کی انڈے ایک مطبع کی کتابین یا ایک نمبر کی
چاقو سوئیان وغیرہ واضح رہے کہ ہمارے زمانہ مین جو چیزین کارخانون اور نمبرونکی اعتبار سے ایک صفت
اور صورت کی بنتی ہین وہ سب عددی متقارب مین داخل ہین اونمین سلم صحیح ہے پس ہر سکے کو
راس المال بنا سکتے ہین مگر مسلم فیہ چاندی سونا بنسکتا ہے نہ اشیاء غیر معینہ جنکا ذکر ہو گیا چونکہ چاندی سونے
بصورت تاجیل سود اور بصورت تقابض بیع صرف ہو جائیگی اور اشیاء غیر معینہ مین جہالت مفضی الی
النزاع ہے اسلئے جائز نہین کسی خاص درخت یا کھیت کی اناج یا میوے مین سلم کرنا کہ شاید وہ ہلاک
ہون یا نہ پیدا ہون مسلم الیہ اگر مر جائے تو مدت ادا باطل اور ادای مسلم فیہ فوراً واجب ہو (قاضیخان)
راس المال اور مسلم فیہ مین تصرف قبضے سے پہلے منع ہے پس زید نے عمرو سے سو تھان تنزیب بطور
سلم خریدے ہین قبضہ سے پہلے بکر کو شریک کیا یا اوسکے ہاتھ بیچی تو تصرف جائز نہین سلم مین خیار رویت و خیار
شرط جائز نہین چہارم تولیہ پنجم مرابحہ ششم وضیعہ چونکہ اسکی بنا کمال دیانت پر ہے اسلئے کہ مشتری
بائع پر اعتماد کرتا ہے اور شبہ خیانت بھی اسمین ممنوع ہے لہذا اصلی لاگت کا علم صحیح شرط ہے پس ضرور
ہے کہ ۱ وہ مال نقدین یا مثلی چیزونکی عوض مین خرید کیا ہو کیونکہ اگر بعوض اسباب کے خریدا تو اصلی
لاگت معین نہو سکیگی ہان جب وہ اسباب بازار مین بلا کلفت ایک معین قیمت پر بکا کرتا ہو یا بعینہ
خریدار کے پاس موجود ہو اور وہی ثمن قرار پاوے ۲ کہ چیز نقد خریدی ہو کیونکہ ادھار کی رعایت سے دو سہ مین کمی
و بیشی ہو جاتی ہے ۳ قرض نخریدا ہو کہ قرضکی قیمت اکثر گران ہوتی ہے ۴ کوئی نیا عیب اپنی طرف
سے نہ پیدا کیا ہو اگر کوئی عیب پہلے سے تہا یا از خود ہو گیا اوسکا بیان بہی لازم نہین جیسے چوہیکا کاٹنا
عیب اختیاری نہین ہے اور کہانے بچھانے مین خراب ہو جانا عیب اختیاری ہے ۵ کوئی ایسا نفع
نہ اوٹھایا ہو جس سے قیمت مین نقصان آوے جیسے کہ آپ کتاب یا جزو اصلی ہین کی آجانے کپڑا
جتنا قیمت کم ہو گئی کتاب یا احتیاط پڑہی تو کچھ حرج نہین اگر ایک چیز دس کو خریدے پہر

[illegible]

بیچکر اوسی شخص سے پانچ یا دس کو خریدی کی اب صورت اول مین منفعت اور [illegible]
مین زیادہ اوسکے اصلی لاگت رہنے کے ایسے مصارف جنسے مال یا قیمت مین زیادتی
ہوجاوے جیسے رنگ یا نقش یا بار برداری وغیرہ لاگت مین شامل ہین اور جو [illegible]
اور رونق مال کے مصارف داخل نہین جیسے مکان کا کرایہ اور محافظ کی تنخواہ یا دام
کماس وغیرہ اور باقی رضامندی سو جس قسم کی مصارف شامل کیے جاوین جائز ہو [illegible]
یعنی فی روپیہ [illegible] یا جتنی کو جتنی خریدی کیا ہے سو روپیہ قیمت یا اوسکی سوا [illegible]
صورتون مین اگر تعداد ثمن مجلس مین معلوم ہو گئی [illegible] فاسد [illegible]
(۳) بیع [illegible] بعد ازان بیان کر دیا گیا کہ عیب کا خریدار [illegible] آنکھ [illegible]
کہ جو بہی کہاتی مین تحریر ہو یا ہمارا کارندہ بیان کرے یا بازار مین قرار پاوی اوسکا حساب ہوگا [illegible]
کہ ان سب باتونکی تصریح اوسی مجلس مین ہوجاوے [illegible] فاسد [illegible]
بازار مین [illegible] فی روپیہ [illegible] بازیادہ [illegible] پس یہ مضمون اگر [illegible]
قیمت بازار دونوکو [illegible] اختیار ہے کہ معاملہ کرین یا نکرین اور جو قیمت بازار مین قرار [illegible]
ہین اور اگر وہ شرط لازم اور شل ایجاب و قبول کی متصور ہو تو بیع فاسد ہے [illegible] مشتری کو [illegible]
کہ کسی شرط مین مخالفت کی گئی ہو تو لیے مین [illegible] بیع اور [illegible] مین کمی قیمت کا اختیار [illegible]
امام محمد کے نزدیک دونون خیار اور مفتی ابو یوسف کی نزدیک دونون [illegible] قیمت [illegible]
اور عیب مین قیمت کم ہوگی خیار کافی ہے جب مبیع ہلاک ہو جاوی یا کسی [illegible] کی وجہ سے [illegible]
[illegible] تو خریدار کو کوئی حق واپسی وغیرہ بذا مال مغصوب مین ملک [illegible]
(عالمگیری) مثلاً زید نے عمرو کا [illegible] غصب کیا جب عمرو نے دعوی کیا [illegible] گم ہو گیا [illegible]
گئے بعد ازان بہی لگیا اب زید با عتبار قیمت ادا کرے

جیسے تنکا یا الاس ہوا اور تیغ لی سکتا ہو جو چیز بہنایت گران خریدی اوسپر نفع لینا یا نفی [illegible]
اچھا یہ ہین فرماتی ہین ہان جبکہ اوسکی کیفیت بیان کردی (عالمگیری) ہفتم بیع مقایضہ یعنی
اسباب سی اسباب کا مبادلہ اگر یہ اور صورتوں مین بایع اول مستحق قبض کا ہوتا ہی مگر مقایضہ
مین دونونکو برابر قبضہ پانیکا حق ہے کیونکہ دونو بایع اور دونو مشتری ہین مثلاً زید نی ایک تھان
بکر کی ہاتھ پچیس روپیہ کو بیچا اسوا زید کو حق ہی کہ پہلی روپیہ لیکر تھان دی اور اگر یہ تھان بمقابلہ کتاب
کی بیچا تو دونو برابر مستحق قبضہ پانیکی ہین بیع مقایضہ مین تعیین [illegible] شرط ہی مثلاً [illegible] بمقابلہ
اس [illegible] دونو چیزین معین اور معلوم ہین اور اسطرح کہ ایک [illegible]
جائز ہین اگر وزنی یا کیلی چیزین ہوں [illegible]
سونا یا چاندی باہم بیچا اسمین شرط [illegible]
ہو جائیگا [illegible] بیع فاسد ہی جیسی اشرفی بعوض روپیہ خریدی اور کہا کہ [illegible]
پا جاکر لیتا ہون اور قبل اسکی کہ بایع اور مشتری علیحدہ ہو جائین روپیہ [illegible] کردی تو
بہتر ورنہ بیع فاسد ہوی مگر روپیہ و اشرفی بعوض اثمان خلقی یعنی فلوس [illegible]
فلوس و نوٹ بمقابلہ فلوس و نوٹ بیچی تو صرف ایک ہی جانب سی قبضہ [illegible] چاندی
سونے کے بمقابلہ اثمان خلقی قرضا بک سکتی ہین کیونکہ بیع [illegible] اگر چاندی
سونا قرضا یا بطور خیار یا دوسری ملکوں سے خریدنا ہو تو اوسکی جواز صورت [illegible]

[illegible]

یا فلوس وغیرہ اسمین قرض جائز ہی اسلیے کہ اثمان حکمی مین تقابض البدلین شرط نہین ہے
سے بعوض ہنڈوی کے یعنی آثار و قیمت ہنڈوی کے مقابلے مین اسمین مجلس عقد مین وصول
اور ادای مبیع اور مجلس ایجاب و قبول کا متحد ہونا شرط ہی سے جاکر اسکی لیے لازم ہی کہ بائع یا اوسکا
وکیل جواب دینے تک ہمراہ رہے سکے اور اگر دوسری ملک سی منگایا اور یہ کہا کہ روپیہ بوقت
وصول مال ملیگا یا بعد دیکھنے کے پسند ناپسند کرنیکا اختیار ہی تو ضرور ہی کہ بائع کا وکیل مال لیجاوے
یا معرفت ڈاک بشرط ادای زر نقد بھیجدین تا کہ مشتری مجلس واحد مین روپیہ دے اور مال لے اور
الیان جو ڈاک تسلیم مبیع اور قبض ثمن مین بائع کی وکیل متصور ہونگی اور مشتری کو کسی نقصان
سے غرض نہوگی مسئلہ اگر مال ریل مین بھیجا اور بلٹی بشرط ادای زر نقد بذریعہ ڈاک آئی تو معًا قبضہ
نہ پایا جائیگا اسلیے کہ توقف ادا [illegible] مین صرف بلٹی ملیگی مال نہین ملیگا اور اگر روپیہ نقد بھیجکر مال منگایا
اور جلد [illegible] ارسال مال بھی تعین کردیا تو بائع کو چاہیے کہ بشرط [illegible]
اوسی مجلس [illegible] تا مال اوس روپیہ دینے والے کے حوالی کرے یا اوسکے ہمراہ کردے یا جسکی معرفت
مشتری نے طلب کیا اوسی اوسی مجلس مین دیدے ورنہ بیع فاسد ہوگی اور یہ روانگی اور روپیہ کی
روانگی [illegible] داری خریدار ہوگی گویا اوسکے وکیل یا سفیر نے روپیہ دیا اور مال لیا اور ایسی صورتون مین
جائز ہی کہ خریدار یا بائع اپنا کسیکو وکیل کردے اور قرض کی تدبیر یہ ہی کہ بائع سے روپیہ قرض لیکر ثمن ادا
کردے فصل مسئلہ اگر ایسی چیزین ہون جنمین سونا یا چاندی شریک ہو جیسے لونڈی معہ زیور یا تلوار
صندوق وغیرہ جسمین جابجا سونے چاندی کی کڑیان یا زنجیرین ہون یا [illegible] جیسی کمخواب یا وہ مصحف
جسکو جلد [illegible] یا بالکل چھوٹی چھوٹی نقش و نگار ہون جیسے وہ کتابین جنمین جابجا کچھ سونا ہوتا
ہے یا تھال جسکی کنارے پر کچھ چاندی کے تار ہوتے ہین یا سونے چاندی کا ہلکا پانی تو شکل اول مین معلوم
مین ضرور ہے کہ مقدار چاندی یا سونیکی قیمت نقد دی جاوے اور یہ کہ قیمت اوس چاندی یا
سونے سے جو اوس مین ہی کچھ زیادہ ہو [illegible] اور شکل سوم مین نظر کرین کہ آیا وہ نقش بالتبع مبیع مین ملحوظ
ہے یا نہین اور ملحوظ ہونے سے یہ غرض ہی کہ اگر وہ نہوتی تو خواہ خریدار اوس چیز کو نہ لیتا یا قیمت کم دیتا پس اگر

ف اگر [illegible] روانہ کیا [illegible] ۱۲

[illegible]

ملحوظ ہی تو رعایت مذکور لازم ہی ورنہ بیعًا بیع جائز ہی دیکھو از شامی مگر احتیاط یہی ہی کہ بلحاظ حدیث نہو
و وجود محظور قیمت نقدی دیجاوی اور صورت اسکی مثل نقشا و غیر مقصود کی نہ ہو واللہ اعلم سوا اسکی ہر صورت مین
بقدر چاندی یا سونیکی (جو ہو) احکام بیع صرف باقی رہینگے اور کھوٹی چاندی کی سکی اگر وزنًا مروج ہون
تو وزنًا اور عددًا مروج ہون تو عددًا بکین گی لیکن جبکہ اپنی ہمجنس سے بیچی جائین تو مساوات و
رعایت احکام بیع صرف لازم ہی بخلاف فلوس وغیرہ کی کہ وہ جب عددی ہو جاتے ہین پھر وزن کا
لحاظ نہین رہتا اسلئی کہ فلوس مین ثمنیت محض اصطلاحی ہی اور اونمین خلقی پس ایک ڈبل کو ایک ہی موڑ
پیسی سے بیچنا اگرچہ وزنًا تفاوت ہو جائز ہے معادن اور چاندی سونے کی مٹی مین شرطین تین یہ سمجھو
ہی اول وہ شی جو اوسمین سے نکلی اگر اموال ربویہ سے ہی تو اپنی جنس کے ساتھ نہ بیچی جای مثلًا تانبی کی کان
بعوض تانبی کی اور لوہی کی کان بعوض لوہی کی نہ بکی اور اگر ایسا کیا تو اور کوئی شی اوسکی ساتھ کردی اور یہ
بھی خوب سمجھ لے کہ جسطرف دوسری چیز ملی ہی اصل شی کم ہو مثلًا سونیکی مٹی سونے سے بیچی اب اگر اوس
مٹی کے ساتھ کچھ لوہا بھی شریک کر لیا تو ضرور ہی کہ جو سونا مٹی سے نکلی وہ اس سونے سے کم ہو جو خالص ہے
اور اگر اسطرف سے سونا اور لوہا دیا گیا تو یہ خالص سونا اوس سونے سے کم ہو جو اوس مٹی مین ہی دوم اگر چاندی
کی کان یا مٹی بعوض سونیکی یا سونیکی مٹی بعوض چاندی کی بیچی تو قیمت نقد دیجای سوم اوس مٹی یا
کان مین چاندی یا سونا یا جسکا اقرار کیا گیا ہو ضرور نکلی ورنہ بیع معدوم اور بیع باطل ہو گی کیونکہ
یہان مٹی نہ بیع ہی نہ مقصود اسلئے بایع اگر شرط کر لے کہ بعد چاندی نکال لینے کے مٹی واپس لیجائیگا
تو جائز ہی جیسے جو اس صندوق مین ہی بیچا مگر صندوق نہین بیچا خیار رویت اسمین حاصل ہی (عالمگیری)
چونکہ ان معاملات مین خیار رویت مخل مقصود ہی بہتر یہ ہے کہ تھوڑی مٹی صاف کر کے دکھادیجاوے یا
کوئی اور چیز ساتھ کردی تاکہ خیار رویت کا خدشہ نہو اور اگر باقی مٹی سے کچھ نہ نکلی تو بھی بیع مین نقصان
نہو اور بایع کو یہ بھی جان لینا ضرور ہی کہ اسمین کچھ مال پیرا بھی ہے اور معادن کی بیع کی جائز شرطین یہ ہین ۱
یہ کہ مقام معین کر کی اوسکی مٹی یا جو اوسمین سے نکلی بیچڈالے ۲ وہ مقام اسکا مملوک ہو ۳ یہ
بیان کردی کہ کتنا گہرا کھودا جائیگا تاکہ مقدار مجہول نرہے ۴ اگر زمین جنگل یا کہستان وغیرہ کی ہے یعنی
مملوک نہین تو اوسمین خمس وہی جیسا کہ ہم آئندہ ذکر کرینگی ۵ ہم بیع مکروہ یعنی ایسا معاملہ کرنا
جسمین کسی قسم کی شرعی کراہت ہو اور اوسکی پانچ صورتین ہین ۱ باعتبار مبیع جیسی آلات لہو

اوعیب کا چھپانا ہے باعتبار ثمن جیسی اوس شخص کا بیچنا جو غالباً ادائی ثمن مال حرام سے کریگا ہے باعتبار
بائع جیسی ورزیونسی کپڑی کی گٹھری خریدنا جو اکثر اونکے مخفی ہوتے ہین یا اون کاریگرون سی جو دریچے
مال مصالحہ سی کام کرتے ہین وہی مال مصالحہ خریدنا ہے باعتبار مشتری جیسی آلات جنگ یا قرآن مجید
یا مومن غلام وکنیز کافر کے ہاتھ بیچنا ہے باعتبار امور خارجیہ جیسی بوقت اذان جمعہ کے خرید و فروخت کرنا
مگر جب دونو مسجد کی طرف جاتی ہوئی راہ مین خرید و فروخت کرین تو مکروہ نہین جب کئی مسجدون مین جمعہ ہوتا
ہو اور وقت متفاوت ہون تو ہر شخص کو اوس مسجد کی اذان کی پابندی کرنا پڑیگی جسمین اوسنے نماز کا قصد کیا ہو
پس سے لوگونکی ترغیب دلانیکے لیے قیمت بڑھانا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناجش آکل الربا خائن
کرنیوالا یعنے قیمت دکھانیکو بڑھانیوالا سود خوار ہی ہان اگر بہ نیت خرید کچھ زیادہ کری تو جائز ہی ہے اور اگر
مال کی قیمت بہت کم لگائی جاتی تھی پس بغرض دفع ضرر قیمت بڑھائی تو بہتر اور موجب اجر ہی مگر
ایک خریدار معاملہ طے کر چکی پھر اپنی طرف سے گفتگو کرنا (ہدایہ) ہے مال کا عیب چھپانا ہے شہر سے نکلکر تاجر
قافلی سے ملنا اور اوسی غلہ وغیرہ اوسکے پہلے خرید کر شہر مین فروخت کرنا اور اگر نرخ شہر کا چھپایا تو فریب
بھی ہوا اور اگر کسی ضرورت سی نکلنے اور قافلی سے ملاقات و معاملہ ہو جاوی تو مضائقہ نہین لیکن
اگر ایسی صورت مین بائع نے فریب کھایا اور مال بیچ ڈالا پھر شہر مین آیا اور معلوم ہوا کہ نرخ مین فریب دیا گیا ہے
تو اوسے اختیار ہی کہ بیع پھیر لے اور بیع فسخ کر ڈالے ہے دیہاتی تاجر کیطرف سے شہری واقف کار کا بیچنا اگر
بنظر اخوت اسلامی وحمایت احباب و مروت یہ توسط جائز ہے اور ایسے شہر مین جہان
بدون دلال کے معاملہ نہایت دقت سے یا بہت دنون مین ہونے کا خیال ہے تو
بضرورت دلالی بھی جائز ہے ہے احتکار یعنے غلہ یا جانورونکا چارہ روک رکھنا اور گرانی کا منتظر رہنا خواہ
مخواہ بیع ہو ڈالی بصورت ضرر عام امام صاحب سے ہو منقول ہی اور فعل نبوی علیہ السلام سے ہوتا ہے قیمت
الغرض حاکم دیا اور محتکر نے غلہ نہ بیچا امام کو قید و تعزیر مناسب کا اختیار ہی (ہدایہ) اور قاضیخان مین قحط و تسعیر منقول
ہے کہ امام صاحب کی نزدیک محتکر کا غلہ اہل حاجت پر تقسیم کرائین اور جب اونکو ملے ادا کرائین

[illegible]

سو ہمین کوئی چیز لانا مکروہ ہے کیونکہ اسمین فریب ہے مگر کسی زیور یا اور مصلحت کے لیے مضائقہ نہیں (عالمگیری)
۸ کسی جاندار کی تصویر بیچنا یا خریدنا یہانتک کہ کھلونے مٹی وغیرہ کی لڑکونکی لیے خریدنا مکروہ ہے (عالمگیری)
۹ جو زکات مین وہی ایسی کریں یہ ہر لوہے خریدنا مثلاً لوہے کی انگوٹھی بیچنا مکروہ ہے (عالمگیری) اور پیتل و تانبے وغیرہ کے زیور
کا بھی یہی حکم ہے ۱۱ ایسی چیز بیچنا جس سے گناہ پر اعانت ہو جیسے شیشۂ شراب و ظروف طعام و لباس تاڑ کے درخت لہو و لعب
کی چیزین حرام ہے مگر جبکہ بعینہ اونسے معصیت پر اعانت نہو سکے جیسے سرکہ یا انگور کہ جب اوسکی شراب بناوین
تو بیچنے والے گنہگار ہون ورنہ فی نفسہ طاہر و حلال ہے یا کسی فاعل مختار کے فعل پر اوسکی برائی بھلائی
موقوف ہو جیسے تاڑ کے درخت کہ اوسکی لکڑی اور پتون سے جائز نفع بھی لے سکتے ہین یا افیون و زہر و
پارچہ ریشمی و زیور طلا و نقرہ اگرچہ بعض محل پر منع ہین مگر استعمال انکا خریدار کے فعل اختیاری پر
موقوف ہے ممکن ہے کہ دوا اور عورتونکی لباس مین خرچ ہون اور ممکن ہے کہ ممنوع استعمال مین آئین ایسی
ہی دکان یا مکان طوائف یا شراب فروش کو بکرایہ دینا بظاہر روا ہے اور زر کرایہ حلال مگر ان معاملات مین
دیانتاً دیکھو کہ مبیع باعتبار رواج و مقام و قصد و عادت خریدار کی ممنوع استعمال مین آتا ہے یا نہین
اور ظن غالب پر عمل کرے اور باوجود غلبۂ ظن اگر معاملہ کیا تو بظاہر روا ہے اور عند اللہ مواخذہ ہے
واللہ اعلم ہم کہہ سکتے ہین کہ جو چیزین اکثر ممنوعات مین صرف ہوتی ہین اونمین سمجھنا چاہیے کہ گو با
فعل فاعل مختار درمیان مین ہین کیونکہ عادت و رواج کو بہت بڑا اثر ہے جیسے طوائف یا کلال
کو مکان کرایے پر دینا یا غیر محتاط آدمیونکی ہاتھ خصوصاً جو تاڑی پیتی یا بیچنی مین باک نہین کرتی
تاڑ کے درخت بیچنا ہمارے شہر مین افیون بیچنا ظن کیا یقین ہے کہ ضرور ممنوعات مین استعمال ہوگا
پس احتیاط شرط ہے ۱۲ جب علت کراہت بیع کسی وجہ سے غیر معتبر یا مغلوب ہو یا اوس سے ضرر نہو تو
صرف کراہت تنزیہی یا ممانعت احتیاطی باقی رہیگی مثال رفع علت جیسے آلات حرب کفار اور
باغیونکی ہاتھ بیچنا اس وجہ سے منع ہے کہ بخلاف مسلمانونکی اعدای دین کی اعانت ہوگی مگر جبکہ امن

ہو یا مشتری اہل فتنہ سے ہو یعنی ظاہر سمجھا جاوے کہ یہ خریدار مخالفین اسلام کی مدد کریگا تو بیچنا اقبح
ہے لیکن کسی قسم کا امن و عہد کیون نہو جسقدر احتمال فساد باقی ہو اوسیقدر احتراز اولی ہے کیونکہ
کفر و اسلام مین عناد اصلی ہے ضرر طبعی ہر کسی حال مین احتمال فساد مرتفع نہین ہو سکتا پس اس شبہہ سے
بچنا بہتر ہوگا تماثیل منقوش بے عملت جیسے کتاب یا فرش یا برتن کے ساتھ تصویرین اسطرح بیچی جاوین کہ نہ تو
بیع سمجھی جاوین نہ مقصود بیع نہ انکی اعتبار سے قیمت کمی بیشی ہو تو تبعاً جائز ہے مگر کراہت تو یہی ہے کہ
بچاو نہین مثال ضرورت جیسے چہرہ دار روپیہ یا اور ولایتی اشیا جنکا بنانے والا کافر ہو یا کاریگرون کی تصویرین
بنی ہوتی ہین اور سب ہرگز خریدار کو اونسے کچھ تعلق نہین ہوتا یہ ہو بطور ترک اولی بلا کراہت جائز ہے
اگرچہ اصل صانع اور آمر ماخوذ ہوگا قاعدہ ہے کہ کھانے کی چیزین چکھ کے لیتے ہین ہے اگر بلا اجازت
بائع کے چکھا اور سابق عیب رہا ہے بدون نیت خرید ہے بہ نیت خرید کرتی مگر چکھنے کے بعد بہ دل
کسی وجہ اور عدم رضا کے عزم فسخ کیا تو بہتر یہ ہے کہ قیمت مناسب ادا کرے مسئلہ جو پانی حاجت سے
زیادہ ہو اور آدمی اوسکی محتاج ہون اوسکا بیچنا مکروہ ہے بلکہ بلا قیمت دینا چاہیے ملحقات بیع مکروہ
باندا اور مرتکب گنہگار ہی وہم بیع باطل جو شرعاً عقد بیع متصور نہو پس ہے وہ عقد جسمین ایجاب
یا قبول نہو ہے وہ چیز جو کسی مذہب مین مال نہین جیسے خون مردار۔ آزاد آدمی انکی بیع باطل ہے
اور اگر صرف ہماری شرع مین مال نہین سمجھے گئے جیسے شراب خنزیر تو اگر یہ چاندی سونے یا اثمان کے مقابلہ بیچے
تو بیع باطل ہوی اور اگر بمقابلہ اسباب وغیرہ بکی بیع فاسد ہوے مدبر ام ولد مکاتب کی بیع باطل ہے
اسلیے کہ یہ مستحق آزادی کے ہین اور مالیت انکی غیر معتبر اور مکاتب خود مختار ہوتا ہے ہے ناپاک چیز
پاک مین ملے جیسے خون یا پیشاب یا حلال اور حرام جیسے گوشت ذبیحہ و مردار یا مال متقوم و
غیر متقوم جیسے بکری اور سور بیع ناجائز ہوگی مگر جبکہ ہر شی کا ثمن علیحدہ علیحدہ قرار دیا ہو اور
یہ قید نہو خواہ مخواہ دونو خریدی جاوین تو جائز ہے ہے جبکہ ذات مبیع بدل جاوے اور اوس تبدیل
سے بالکل غرض فوت ہوتی ہو بیع باطل ہوگی جیسے یاقوت کہکے لوٹا بیچا اور غلام جو اسے لیا
اب تبدیل محل بیع سے غرض خریدار کی فوت اور بیع باطل ہوگی کیونکہ ایجاب و قبول ہوتا
پر تھا نہ غلام پر اور اگر مقصود باقی رہے صرف بعض صفات مین فرق آئے جیسے گھوڑا بیچا اور
گھوڑی حوالے کی بیع جائز ہے اور مشتری مختار ہے چاہے لے چاہے واپس کرے ۵ فروخت

مال جو کسی کے قبضے اور ملک مین نہون جیسے پنچھی ہوا مین یا موتی سیپی مین یا اوڑتی ہوی چڑیا بالکل
بے اشکار دریا مین مچھلیان یہ قبل از قبض نہ مال ہین نہ قابل بیع کے مال معدوم جیسے درخت کے
پھل قبل از ظہور یا جانور کے بچے قبل از تعلق کے مال مشکوک الوجود جیسے انڈے مین بچہ یا حمل وغیرہ
کے جس نشہ والی چیز کی ذات مین سیلان ہو جیسے شراب یا تاڑی وغیرہ اگرچہ کسی چیز مین ملا کر بعد ازان سیال بنا
دی جائے جیسے بسکٹ نان پاؤ جنمین تاڑی ملی ہوتی ہے تو بھی نجس ہے اور حرام اور نہ نفع اوس
سے جائز ہے نہ بیع اوسکی صحیح اور جس نشہ والی چیز مین بذاتہ سیلان نہو اگرچہ اوسے گھول کر سائل بنالین
مگر نجس نہوگی اور نفع اور بیع اوسکی صحیح ہے اگرچہ خود حرام ہے جیسے افیون بیچنا اور اوس سے دوا کرنا جائز
ہے مگر حشیش کا بیچنا بوجہ تامل اسلاف کے اور بھانگ بیچنا بسبب ضرورت متحیرہ کے بطور تخصیص جائز
ہے (الجامع الصغیر) انسان کی کسی جزو کی بیع اور اوسکا استعمال جائز نہین جیسے بال - دانت -
ہڈی - ناخن - چمڑا - گوشت - دودہ - بیع باطل مین قبضہ کرنیکے بعد بھی ملک نہین آسکتے
(ہدایہ) اور کسی قسم کا تصرف مثل ہبہ و بیع و عتق کی جائز نہین اور قابض یعنی مشتری کے پاس
اگر مال ہلاک ہوجائے تو امام کے نزدیک امانت ہے اور صاحبین کے نزدیک مضمون (ہدایہ)

یازدہم بیع فاسد جو اصل مین مشروع اور باعتبار کسی وصف کے ممنوع اصل اسمین وہ امر ہے جس
سے بایع یا مشتری کو عقد بیع کی اعتبار سے موقع نزاع کا مل سکے اور فساد کی تین قسمین ہین ۱
فساد فی صلب العقد یعنی اصل بیع مین فساد ہے جبکہ بیع مجہول ہو جیسے اس گھر مین میرا
جسقدر حصہ ہو اور مشتری بھی حصہ نہین جانتا یا جو مقدار مشتری سمجھا ہے بایع کو اوس سے انکار ہے یا
دو تو نہین جانتی یا ان چند چیزون سے ایک یا ثمن مجہول ہو جیسے کسی قسم کا روپیہ دینگے یا جو قیمت
قرار پاویگی یا جو فلان شخص کہدے یا جو تمہاری بہی مین لکھا ہو ۲ یا اوس چیز کو ثمن گردانین جو
کسی شرع مین مال تھی مگر ہماری شرع مین مال نہین جیسے شراب - خنزیر اور اگر یہ اشیا بیع
گردانی جاوین تو بیع باطل ہے اسلئے کہ مبیع مقصود و عزیز ہوتا ہے اور ان اشیا کو شرع نے ذلیل قرار دیا ہے لہذا
بیع باطل ہے اور ثمن وسیلہ حصول مبیع ہے نہ عزیز و مقصود مگر ایسے مالونکو جنہین شرع نے بیکار و غیر مفید و
حقیر سمجھا ہے ذریعہ حصول مقصود گردانا مناسب نہین لہذا بیع فاسد ہوگی ۳ یا سوال ربوا نا جائز طور
پر پیدا ہو جیسے گیہون گیہون سے جو سے جو بیچنا یا ایک درہم سے دو درہم بیچنا یا باہم چاندی سونے کو قرضا بیچنا

دوم بیع و شرا اسکو صفقہ فی صفقہ کہتے ہیں یعنی ایک عقد میں دو معاملے اور اوسکی چار صورتیں ہیں
جسمیں بائع یا مشتری یا مبیع مستحق کا نفع ہو جیسے یہ مکان بیچا شرط یہ کہ مشتری اوسکو ایک برس تک
کرایہ پر یا مفت رہنے دے یا بائع اوسے قرض دیا کرے یا یہ غلام خدمت سے معاف رکھا جائے یا جسمیں
غیر کا حق قائم ہو جیسے یہ بیع بایں شرط کہ زید کو یا کہ اپنا مکان بیچ ڈالو یا عمر کو نوکر رکھ . دو شرطیں جنمیں
نہ کسی کا نفع ہو نہ کوئی مدعی ہو سکے اور نہ متعارف ہوں جیسے یہ بکری ذبح نہ کیجائے یہ مکان نہ گرایا جائے
متعارف ہوں یعنی بدون جن امور کے مبیع منتفع ہو نہ سکے جیسے کلاہ یکن قالب پر چڑھا دو یا کپڑا
تہ کر دو یا یہ ادویہ وغیرہ پڑیا میں باندھ دو یا کتاب کے ورق علیحدہ کر دو سوم فساد النقصان یعنی بعض چیز یا
بیع کا ترک کرنا جیسے مال کا غیر مقدور التسلیم ہونا یعنی وہ مال جسپر وہ یا اوسکا قائم مقام قابض نہ ہو جیسے بھاگا
اونٹ یا مفقود اور مبیع قبل از قبض اور مرہون کی بیع فاسد ہے اسلئے کہ اسکے قابض یا اسکے
قائم مقام نہیں ہیں یا مدت ادای ثمن مجہول ہو جیسے جب کھیت کٹے یا تنخواہ ملی یا زید سفر سے
آئی یا پانی برسی ثمن ادا کرینگے یا کسی ایسے امر کی تصریح نکی گئی جو اغراض بیع میں داخل ہے جیسے گوشت
لیکر الیا اور وضع قطع نہ بیان کیا الغرض جو امور اقتضای بیع کے خلاف ہیں یا کسی قسم کے تنازع پیدا کرنے
والے ہیں وہ سب موجب فساد ہیں اور اقتضای بیع یہ ہے کہ مشتری مبیع کا اور بائع ثمن کا پورا مالک
ہو جائے پس جو امر اس کمال ملک کو ساقط یا کسی دوسرے امر کو ثابت کرے وہ مفسد بیع ہے احکام
بیع فاسد . فساد اصلی کسیطرح مرتفع نہیں ہو سکتا شرط اول و فساد النقصان اگر قبل از فسخ بیع مرتفع
مرتفع ہو جائے تو بیع صحیح ہو جاتی ہے جیسے وہ شروط زائد جو لازم کیے گئے تھے ترک کر دیے جائیں یا مدت
مجہول بیان کر دی جائے یا ثمن نقد دیدیا جائے یا مال مفقود و مرہون قبضہ میں آجائے شرط
دوم و سوم اگر لازم و ضرور رہے نہ متصور ہو تو خود بخود ساقط ہو جائیگی اور بیع ثابت ہو گی
کہ محض شرط زائد ہے بخلاف شرط اول کے کہ اوسمیں ایک مستحق مدعی ہے اور اوس نے اسی غرض سے معاملہ کیا
اور شرط دوم و سوم ایسی نہیں اور شرط چہارم موافق مقتضای عقد و متمم بیع ہے اس سے کچھ ضرر نہیں

عدم جواز بیع سے یہ غرض نہیں کہ اوس مال کا لینا ممنوع ہو گیا بلکہ اس ایجاب وقبول کا اثر
جاتا رہا عقد بیع کو مخالفت نہیں بیع فاسد مین مبیع مشتری کی ملک مین نہین آتا مگر جبکہ بائع برضامندی قبضہ
کرا دے تو اوسوقت ملک مین آجاتا ہے لیکن خمر او خنزیر مسلم کی ملک مین آہی نہین سکتی لہذا انکی قیمت محاید ہوگی
اس بیع فاسد کا فسخ کرنا اور مبیع اگر قبضے مین آگیا ہے تو پھیر دینا واجب ہے اور اگر مشتری کے پاس
سے مبیع ضائع ہو گیا یا بک گیا یا قابل واپسی نرہا جیسے گیہون پیس ڈالے گوشت پکا لیا کپڑا قطع
کر ڈالا تو قیمت دینا پڑیگی ثمن سے کچھ غرض نہین قیمت سے کم ہو یا زیادہ اسلئے کہ بیع نہین ہے ایک
قسم کا غصب ہے اور اگر مبیع مین کچھ بیشی وکمی ہو گئی ہے جیسے زمین پر مکان بنا لیا یا باغ لگا یا تو پھر
امام صاحب کے نزدیک واپسی نہوگی بیع فاسد سے بعد قبضے کے ملک آجاتی ہے مگر نفع لینا حلال
نہین پس اگر اوسے بیچا تو جسقدر نفع ہو تصدق کرے اور اگر خود کوئی نفع حاصل کیا تو ماخوذ ہوا کریگا
اسلئے کہ ملک فاسد ہے اور فقہا نے اسی باب ربوا سے قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ نے زید بن ارقم
رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اگر تم اس بیع فاسد سے جو کر رہے ہو باز نہ آؤگے اور توبہ نکروگے تو اللہ تعالی تمہارا
حج وجہاد جو آنحضرت کے ساتھ کیا ہے باطل کر دیگا البتہ ثمن یعنی چاندی سونا جو اس بیع فاسد مین بائع
کو ملی اوسکا نفع حلال ہے اسلئے کہ ثمن متعین نہین (عالمگیری) میری نزدیک یہ بھی کراہت سے خالی نہوگا
مگر غصب اور خیانت اور سرقے مین نقدین سے بھی نفع حرام ہے (عالمگیری) مسئلہ پھل وغیرہ
اگر خراب اور بیکار نکلین تو اوسکی چار صورتین ہین ۱ کل خراب ہین تو بیع باطل اور قیمت ساقط
ہے ۲ ربع یا ثلث خراب ہین تو بیع فاسد ہوگی ۳ کسیقدر خراب ہین یعنی وہ مقدار جو اوس قسم کے
اشیا مین عادتا ناقص نکلتی ہو جیسے گیہون اور دوسرے اناج جنمین کچھ نہ کچھ کوڑا وغیرہ ضرور ہوتا ہے یا عرفا
قلیل وغیر معتبر سمجھی جاتی تو بیع صحیح ہے ۴ اگر ایسی خرابی ہو جس سے مالیت اور انتفاع باقی رہے صرف
اوسکی عمدگی اور وصف مین کمی آگئے تو حکم خیار عیب جاری ہوگا شرط وعدے اور وعدے کا پورا کرنا
لازم اور بدعہدی گناہ عظیم ہے قال اللہ تعالی اوفوا بالعقود وقال رسولہ المسلمون عند شروطہم
رواہ بخاری اور ابوداؤد مین ہے کہ بعض صحابہ اس شرط پر اپنے اونٹ مسلمانونکو دیتے تھے
کہ جہاد مین جو مال غنیمت سے ہاتھ آئی اوسکا آدھا تقسیم کر لین بخاری مین قاضی شریح سے

منقول ہو متن شرط علی الفعلیہ ما نحیم کر فی حیلہ اور جامع صغیر میں امام ابو حنیفہ اور محمد سے مروی ہے کہ قرضخواہ قرضدار سے
کہا کہ اگر آدھا روپیہ ادا کرو تو آدھے قرض سے بری کر دونگا پس یہ شرط لازم ہے یعنی اگر قرضدار وقت پر آدھے
ادا کیا نصف قرض سے بری ہو ورنہ اور فتاوی بزازیہ کے کتاب الکفالہ میں ہے ان المواعید
باکتساء صور التعلیق تکون لازمة اور رد مختار کی بیع بالوفا میں ہے المواعید قد تکون لازمة لحاجة الناس
یہ سب عبارتیں مصرح ہیں اس امر کی کہ شروط مثل عقود کے بجبر پوری کرائی جاتی ہیں اور قضاءً لازم
ہیں ورنہ حاجت خلق سے تعلیل اور تعلیق سے قید لغو ہو جاتی اور نکاح وغیرہ میں تو باتفاق شروط
لازم ہیں اور بدعہدی کی نسبت وعید وارد ہے اور کوئی دلیل عدم لزوم پر قائم نہیں عقل سلیم
آدمیت اور انتظام عالم بھی اسی امر کو مقتضی ہے ورنہ اعتماد اور امن اٹھ جائیگا اور بڑی خرابی
واقع ہوگی والمرء یؤخذ باقراره مگر جو وعدے اور شرطیں اصول و احکام شرعیہ کے خلاف ہیں
وہ لغو ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شرط شرطا لیس فی کتاب اللہ فلیس له وان شرط
مائة شرط شرط اللہ احق واوثق رواه البخاری اسی بنا پر جملہ بیوع فاسدہ و عقود باطلہ و معاہدۂ
ربوا و اجارات معاصی قابل التفات نہیں ہوتی اور شرط ربوا و قسم اکل خنزیر و شرب خمر یا قطع
رحم یا ہجر مسلم وغیرہ باطل اور واجب الفسخ ہیں ۳ شروط مجہول جسمیں مشروط نہ معین ہو
نہ معلوم کیونکہ یہ امر مفضی الی النزاع اور موجب تکلیف ما لا یطاق اور وجہ بغیر علم ہو اور یہ باطل
ہو پھر اس معاہدہ کی دو قسمیں ہیں اول وعدہ محض یعنے صرف اقرار جسمیں دوسرے کے قبول کی
قولاً و فعلاً حاجت نہ پڑی اسکی تعمیل قضاءً لازم نہیں عند اللہ مواخذہ ہوگا کیونکہ یہ معاہدہ یکطرفہ
ہو دوسرے شخص کے قبول کو نہ ابتداءً اسمیں دخل تھا نہ انتہاءً اور اسی خصوصیت کی تائید

[illegible]

[illegible]

ہوگی اور قاضی بدون خصومت وقیام مدعی کے حاکم نہیں کر سکتا مثلاً ہم تمکو یہ کتاب دینگی یہ شہادت
گزر آئینگی تو کر کسر لینگے دوم شرط معلق یعنی وہ وعدے جو کسی فعل یا معاوضی پر معلق ہوں اسمیں
دوسری طرف سی قبول شرط ہی اور جب شرط پائی جاوے تو تعمیل دیانتاً و قضاءً لازم کیونکہ جبکہ یہ عقد
ہی اور ایک معاوضی کیوجہ سے مستحق وفا ہی مثلاً زید نے عمرو سے کہا کہ تم دوا یا دعا کرو بشرط صحت دس روپیہ
دینگی یا میرے مقدمے میں وکالت کرو بشرط کامیابی سو روپیہ دینگی یا ہمارا مال بطور تجارت لیجاؤ یا
اپنا مال بیچو وہ صورت والیسی خرچ آمد و رفت ہم دینگی یا فلان حق سے جو تمہارا ہمارے یا کسی کے
ذمہ ہی دست بردار ہو یا یہ مال تم نہ بیچنا ہم اس قیمت پر خریدینگے یا تم اب کسی سے یہ چیز خرید و
ہمیں اس قیمت پر بیچو یا اپنا مال ہمارے ساتھ لیجاؤ اگر ہم نہ خریدیں تو تمکو اس آمد و رفت کا نقصان
دینگی الغرض جو شرط مشروط لہ کی قبول کرنے پر موقوف ہو وہ لازم ہی یہ وعدہ کہ ہمارا فلان کام ہوجاویگا
تو اسقدر دینگی نہ محتاج قبول ہی نہ قضاءً لازم زید نے ایک طبیب سے علاج کرایا یا کسی کو اپنے
مقدمے میں وکیل کیا اور یہ قرار پایا کہ زید جملہ مصارف علاج و مقدمہ سے بری کا ہی البتہ بشرط
کامیابی اسقدر دیا جائیگا اب اگر مجموع معاوضہ محنت و مصارف ایک مد رقم ہے جیسے ہزار روپیہ
یا نصف یا ثلث مال تو شرط صحیح اور معاوضہ مذکور لازم ہے اور جملہ مصارف دوا و مقدمہ سے بری ہو
جاینگے اور اگر معاوضہ مصارف علیحدہ اور محنتانہ علیحدہ قرار پایا جیسے سو روپیہ بابت دوا کی اور دو سو
حق المحنت تو یہ شرط فاسد غیر معتبر ہے اور قیمت مصارف بطور بیع فاسد لازم اسلیے کہ اگر وہ
مال ہی تو شرط ادا کیسی اور اگر قرض ہی تو شرط عدم ادا کیسی اور دوا وغیرہ میں قرض بھی صحیح نہیں
جیسا کہ باب القرض میں معلوم ہوگا اسکی نظیر معاہدہ زراعت ہے جبکہ زمیندار ہی بشرط لیجائے
کہ جسقدر پیدا ہوگا اوسکا نصف یا ثلث مالک زمین کا ہی اور مصارف مزارع کے ذمہ ہیں
واضح ہو کہ یہ ایک بڑی اصل جامع اور واسع ہی جو ایک عمدہ الہامات سبحانیہ و فیضان الٰہیہ
سے اس رسالہ میں ہی اس سے ہر قسم کی معاملات کا جواز نکل سکتا ہی چاہیے کہ جو معاملہ ہو اوسکو
پہلی دوسری عقود کی نظر سے دیکھیں اگر کسی عقد مشروع کی موافق ہی تو اوسکے احکام کی پابندی
کریں ورنہ غور کریں کہ اصول شرعی کے مخالف ہی یا نہ اگر مخالف ہی تو شرک و غرر و قمار وغیرہ
اسباب سے متعلق و معدود ہوگا اسکی فروع متفرقات میں مذکور ہونگی انشاء اللہ بعد تحسینیہ و تکفیر

ملہ بیان مثال قسم اول ۱۲ منہ اسلیے کہ مزارع باوجود صرف زر و محنت در صورت پیداوار مستحق ہوتا ہے گو تاوان مقدمہ یا رہن مثل زمین کے ہے ۱۲

واداے دیون فرض ہے اسمین وارث کی قبول اور پسند کو دخل نہین خود بخود لاگ جاتا ہے اور بعضے بیوقوف
باقی تشریح اسکی ہمارے رسالہ اصلاح الاعمال کی کتاب النکاح اور باب المیراث مین موجود ہے وقف وانعامات سلطنت
اگر کسی خدمت سابقہ کا عوض ہے تو بعد اجرا دوامی استقرار کے حسب شرائط استحقاق ثابت ہونگے ورثہ کو ملیگا مگر جو نوکری ہو
غنائم یہ مال جملہ اموال سے زیادہ تر طاہر اور بہترین مکاسب فرمایا آنحضرت ﷺ نے میرا رزق تلوار کے سایہ کے نیچے ہے
یہ مال بعد غلبہ اہل اسلام کے ملک ہوتا ہے اور قبل تقسیم اسمین تصرف منع اور چرانا اسکا نہایت گناہ ہے
رد بالعیب عیب دار چیز پھیر سکتے ہین جسوقت خریدار کو اطلاع ہو البتہ اگر بائع نے کہدیا تھا یا دکھلا دیا تھا
ظاہر کہ دیا ہو کہ مین کسی عیب کا ذمہ دار نہین (عالمگیری) یا عیب ایسا تھا جسپر بے تامل نظر
پڑتی تھی جیسے پھٹا ہوا کپڑا تو خریدار کو کچھ حق نہین رہا عیب کی پانچ شکلین ہین اول قبل
قبضہ عیب موجود تھا یا بائع نے کوئی ایسی تدبیر کی جسکا عیب سُکا ظاہر نہو سکے جیسے کپڑے پر
تیزاب لگا دیا یا بہت میلے کپڑے مین باریک رفو یا کسی کپڑے کا داغ تھا جو ہرگز نہ چھپ سکے مگر کپڑا ایسا
ہے جس سے اوس داغ کا اثر مخفی ہے دھلنی پر ظاہر ہوگا یا جانور کو کوئی ایسا زہر دیا یا سفوف
کھلائی جس کا اثر کئی روز بعد ظاہر ہوا اس صورتین خریدار کو اختیار ہے کہ پھیر دے یا رکھ لے
مگر ثمن کم ہوگا اور ثبوت اس امر کا کہ عیوب مذکورہ بائع کے پاس سے تھے خریدار کے ذمے ہے
دوم ایک عیب سابق تھا دوسرا بعد قبضہ کے لاحق ہوا خواہ مشتری کے فعل سے جیسے کپڑا پہنا
گیا خواہ کسی اتفاق سے جیسے چوہے کتر گئے اب بائع مختار ہے کہ چیز پھیر لے یا قیمت بقدر عیب
سابق کم کر دے سوم خریدار کا حق اوس سے متعلق ہو گیا جیسے کپڑا سلوا لیا یا رنگوا لیا یا گوشت بھنوا
اور اب اوس عیب سے آگاہی ہوئی جو قبل از قبضہ مبیع مین موجود تھا اسمین خیار ساقط
اور نقصان عیب ذمہ بائع عاید ہوگا اور بائع اگرچہ راضی ہو مگر مبیع واپس نہین ہو سکتا
کیونکہ حق خریدار ہوا اوسمین متعلق ہے چہارم مبیع مین ایسا تصرف کیا کہ وہ ہلاک ہو گیا یا قابل
واپسی کے نرہا جیسے غلام بیچ ڈالا یا قتل کر ڈالا یا کھانا کھا لیا یا کپڑا پہنا اور پھٹ گیا یا بیچ ڈالا یا ہبہ
کر کے حوالے کر دیا اب نہ واپسی ممکن ہے نہ رجوع نقصان قیمت لازم پنجم یہ امر خود بخود ہوا
جیسے کھانا سڑ گیا غلام مر گیا کپڑا جل گیا اب رجوع بنقصان قیمت ہو سکتا ہے کیونکہ عیب واقعہ
مال جدا اور زید مشتری تھا اسنے عیب کا دعوے کیا کہ پھر اگر بحکم قاضی مال پھیر لیا ہو تو

اول ملزم بائع اول نہو نقصان عیب لے سکتا ہے اگر ثابت کردے کہ یہ عیب سابق ہے اور اگر بدون قضا
قاضی باہمی معاملہ کر لیا تو بائع اول ملزم نہوگا عیب وہ ہے جسکی وجہ سے تاجر قیمت کم کرلیں جب خریدار
عیب سے آگاہ ہوا پھر کوئی ایسا تصرف کیا جو منظوری اور ملک پر دلالت کرے خیار عیب باطل ہوا
مثلاً کپڑا پہن لیا سواری پر سوار رہا زید نے ایک چاقو اکبر سے خریدا بعد دو ماہ کے عیب اوسکا معلوم
ہوا اور قیمت بازار بھی نصف رہگئی تو یہ کمی قیمت عیب حادث نہیں اگرچہ مرور ایام سے قیمت کم ہوگئی
مگر مشتری کا اسمین کچھ اختیار نہ تھا جو تصرف یا عیوب ایسی ہیں جنپر تسلیم مبیع یا معرفت عیب موقوف
ہے وہ عیب نہیں مثلاً کپڑا تھا انسے علیحدہ کرالیا یا گوشت کٹوالیا یا انسے حلوائی سے شیرنی تلوا کر لی
یا خربوزہ۔ تربوزہ کاٹکر دیکھا اب عیب معلوم ہوا تو کپڑے یا گوشت کا علیحدہ ہوجانا یا مٹھائی کا سلمانگی
بالتقیین آجانا یا خربوزے تربوز کا ترشنا ہر چند موجب نقصان ہے مگر عیب حادث متصور نہوگا
اسلئے کہ عیب حادث وہ ہے جو بعد قبض پیدا ہوا اور یہ قبض سے پہلے پیدا ہوے اور مشتری کا اسمین
کوئی قصور نہیں کیونکہ بدون ان صورتوں کے بائع تسلیم مبیع پر قادر بھی نہ تھا اور خربوزے تربوز
مین اگرچہ یہ عیب بعد قبضہ ہوا مگر مشتری بے تراشے اوس عیب کو نجان سکتا ہاں وہ امور
جنپر نہ تسلیم مبیع موقوف ہو نہ معرفت عیب اگر مشتری کے حکم سے ہونگے تو قبل قبض سے مشتری
ملزم ہے مثلاً گوشت کا قیمہ بنوانا کپڑے کی ٹکڑے کرانا مٹھائی لیکر چکھنا یہ سب عیب حادث ہیں اور
یہی مفہوم ہوتا ہے فقیہ ابو اللیث رح کی رای سے جو خیار رویت میں مذکور ہوگا البتہ یہ سب چیزیں
خیار رویت کی مسقط ہیں۔ رد عیب میں ہدایہ شرح ہدایہ عالمگیری) خیار رویت جو شخص بے دیکھے
ہوئی چیز خریدے اوسی اختیار ہے کہ دیکھنے سے پہلے یا دیکھتے ہی واپس کردے اور دیکھنے سے یہ غرض
ہے کہ مبیع کا اجمالاً علم ہو جاوے اور یہ علم تین طرح حاصل ہوتا ہے قبل خریدنے دیکھا ہے یا خریدکے دیکھ لیا ہو

[illegible]

[illegible]

مین شرط ہو کہ مبیع مین کچھ تبدیل و تغیر نہ پایا جائے ہے تفصیل بیان سن لا اور اوسیکی موافق پائی بس
فقط عذر مین جائز ہو جیسے مشتری نابینا ہو یا بیع سلم کر جاوے تو دیکھے یا امتحان لے مگر جسکا علم دیکھنے
ہی سے حاصل ہو جیسے عطر شیرینی وغیرہ اوسمین امتحان شرط ہے یعنی سونگھ لینا یا چکھ لینا اور برعکس اسکے
بیکنے ہی سے خیار باقی نہین ہوتا (عالمگیری) پس غلام یا لونڈی یا اور چیز کی تصویر یکسی اور زمین و
مکان وغیرہ کا نقشہ دیکھ لینا کافی نہین اور صرف رضا سے خیار رویت ساقط نہین ہوتا یعنی اگر
بے دیکھے مشتری نے کہدیا کہ مجھے خیار نہین ہے تو اس سے کچھ نہین ہوتا البتہ اگر کوئی ایسا تصرف کرے
جس سے مبیع قابل رد نہ رہے یا مشتری مرجاوے یا مبیع عیب دار یا ہلاک ہوجاوے تو خیار رویت
نہ رہیگا یعنی بعد دیکھنے کے اوسی واپسی کا اختیار نہین تیس شک جب نائی سے نکال ڈالا گیا خیار
رویت نہ رہا فرستادہ کا دیکھنا معتبر نہین ہان وکیل کا دیکھنا کافی ہے نہ خیار رویت کی مدت کو ایسے
امر پر موقوف کرنا جسکا ہونا نہونا ضروری نہو جائز نہین جیسے جبتک زید آئے یا جبتک پانی برسے
اور یہ کہ عید فطر یا رمضان تک خیار ہو جائز ہے اسلئے کہ پانی برسنا یا زید کا آنا ضروری نہین بخلاف
عید اور رمضان کے مسئلہ زید نے ایک صندوق عمرو سے مول لیا اور کہا کہ اسے فلان مقام پر پہونچا
پس جب صندوق اوس مقام پر پہونچ گیا خیار رویت ساقط ہوا اور یہ فقیہ ابو لیث کا قول ہے اسلئے
کہ یہ حمل بمنزلہ عیب حادث ہے اگرچہ صندوق مقام معین پر نہ پہونچے بلکہ راہ مین ہو تب بھی خیار
ساقط ہو جائیگا صفقہ واضح رہے کہ تفریق صفقہ جائز نہین مثلاً چار برتن یکمشت بیچے اب
خریدار کو یہ اختیار نہین کہ بعض برتن خریدے اور بعض نہ خریدے اگرچہ قیمت ہر ایک کی علیحدہ
ہو لیکن جب مبیع پر قبضہ ہوگیا صفقہ کا حکم نہ رہا پس جبتک مبیع قبضہ مین نہ آئے اور
چارون سے ایک معیوب یا مستحق نکلا تو خواہ چارون پھیر دے جائین یا چارون خریدار کے
پاس رہین اور قبضے کے بعد البتہ وہی عیب دار یا مستحق چیز پھیر جائیگی کیونکہ قبض سے صفقہ تمام
ہوگیا البتہ اگر قیمت علیحدہ علیحدہ نہ بیان کیجاوے یا ایسی چیز ہو جسکی تفریق مین نقصان ہے جیسے
دری ستمان گھوڑی کے دو رکابین دو موزے وغیرہ تو تفریق نہ ہوگی کیونکہ یہ مثل ایک ہی چیز کے
مگر خیار شرط یا خیار رویت وغیرہ جبتک ساقط نہو نہ قبضہ کامل ہوتا ہے نہ صفقہ تمام
کیونکہ جبتک خیار باقی ہے بیع لازم نہوگی قبضہ راس المال سلم اور مبیع منقولہ

تصرف قبضہ سے پہلے جائز نہیں یعنی نہ کسی کے ہاتھ بیچے نہ تصدق کرے (عالمگیری) اور غیر منقول اور ثمن
میں قبل قبضہ بھی تصرف جائز ہے [illegible] یا جائز ہی ہونا قبضہ یہ ہے کہ مبیع اور مشتری میں ایسا تخلیہ کر دیا جائے
کہ کوئی مانع نہ رہے پس اگر قبل قبضہ مبیع کو اجارہ یا عاریۃ کے طور پر بائع کو دیا یہ تصرف قبضہ نہ
سمجھا جائیگا اور اگر بائع نے اپنے گھر میں مال مشتری کے حوالہ کیا اور مشتری نے قفل دیکر وہیں
رہنے دیا قبضہ تام ہوا (عالمگیری) مگر جبکہ ایسی صریح قبضہ سے سراسر نقصان و حرج ہو تو کسی
حیثیت سے مشتری کو تصرف مالکانہ پر قادر کر دینا اور بائع کا علیحدہ ہو جانا کافی ہے مثلاً زید کا مال تہا
وزنی ایک جہاز یا گاڑی وغیرہ پر لدا ہوا عمر نے خرید کر دوسری طرف روانہ کیا یا وہیں رکھا اگر بحسب
مصالح تجارت اوسے اوتار کر دوسرے مقام پر لیجانا منظور نہیں کیونکہ ایسی صورت میں بسا اوقات
اصل جمع میں بھی نقصان کا خوف ہے اور ریتی ہے اگر نمونہ یا تحریر وغیرہ پر مال فروخت ہو کر درجہ بدرجہ
مشتریوں پر منتقل ہو ہر مشتری کو بار بار بکو مالک سے ہر بار معاہدہ کرا لینا ضرور ہے تاکہ اس معاہدہ
کے ذریعہ سے وہ مال خریدار کے اجیر کے قبضہ میں آجائے اور ہر وقت تصرف پر قادر رہے۔ اب
بائع سے یہ شرط لینا کہ باربرداری جسپر مال لدا ہے تاوقتیکہ یہ ضرور دینگے یا اسکے مالک سے دلوا دینگے (اگر کوئی اور ہو مالک)
اگر قبل معاہدہ بیع ہے اور داخل عقد نہیں تو جائز ورنہ مفسد بیع ہے مسئلہ زید نے بکر سے ایک
ایسا مال خریدا جسکے رکھنے کیلئے مصارف مکان یا محافظ وغیرہ بالضرورت مطلوب ہیں اور بکر نے بعد ختم
بیع زید کو قابض کر دیا اور اجازت دیدی پھر زید غائب ہو گیا یا قبضہ نہیں کرتا اسصورت میں
علاوہ اوس قدر وقت کے جسکی اجازت بکر نے دی ہو یا ایسی ہو کہ اوٹھانے میں عرفاً مطلوب ہے
جملہ اوقات کا کرایہ اور مصارف جزو ثمن ہو جائیگا مسئلہ اگر کلکتہ میں مال خریدا اور قرار پایا کہ بائع
اوسکا نپور تک پہنچا دے تو یہ شرط مفسد نہیں اسلئے کہ مقام تسلیم کا لحاظ کرنا شرط زاید نہیں ہے
مگر قبل از وصول کانپور وہ مال مقبوضہ متصور ہوگا اب باقی رہا وزن اور شمار وغیرہ اسکے لئے
یعنی کہا جاوے کہ یہ کل مال جو اسقدر ہے اتنے روپیہ کو بیچا ہیں اگر کم نکلا تو بائع بعد ثبوت ذمہ دار ہے
اور اگر زیادہ ہے تو اوسے کوئی حق نہیں المرء یؤخذ باقرارہ اور اسیطرح یہ قول منتقل اور
استحقاق رجوع ہوا کرینگے جہانتک مراتب بیع اسی ہیئت پر ترقی کریں اور اگر غلہ ہے جسمیں
وزن شرط ہے تو یہ شکل بطور تخمین ہو سکتی ہے یعنی یہ سب اتنے روپیہ کو اور وزن کا ذکر نکرے

اور بعد وزن کرنا لازم ہوگا ایک ساگری کی ناند یا ٹوکرہ جیکر زید نے بکر کے ہاتھ بیچا پھر بکر نے بدفعات
بیچنا شروع کیا اور جب سب بک گیا تو جسقدر بحساب بیع متفرقات مجموع وزن ہوا اوسی قیمت
ہر مشتری نے اپنی بایع کو دی اب ناند یا جیکر اگر بایع کا ہے تو اجارہ اور کرایہ کا ہے تو کرایہ
ٹوکرہ خریدار کو دینا بجاے قیمت کے ہے اور بار بار اولٹ پلٹ کرنا ضرور نہین کیونکہ اسمین تہمت
نقصان ہے مگر یہ اجازت وغیرہ حساب عقد مین داخل کرنے سے بیع فاسد ہوگی اور ایک دینا
جو آخر مین ہوا سب کی طرف سے کافی ہوگا اگر بوقت وزن وہ سب تخمینہ والا یا اوسکی قائم مقام ہو جو
معلوم ورنہ نہ بیع بل مین یزید یعنے نیلام جائز ہے اور جب بولی ختم ہو بایع بیچنے نہ بیچنے کا مختار
ہے کیونکہ یہ بولی بایع کی طرف سے نہین ہوتی بلکہ خریدار کیطرف سے ہے ہان جبکہ بایع نے اول
اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ یہ چیز ایک روپیہ کو ہے پھر خریدار نے قبول کر لیا بیع تمام ہوئی اور مبیع دیکھا نہ گیا
تو خیار رویت باقی ہے آج کل نیلام مین اکثر چند امر ہوتے ہین ۱ آخر بولی پر ضرور ختم ہو جائیگا
یہانتک کہ اگر قیمت بحسب رضای بایع نہو تو بحیثیت خریدار اپنے نام چڑہا لے مگر بیع خود ختم
یہ شرط لغو ہے اور جو مال اس شرط کے ساتھ بیچا جاوے اوسکی بیع صحیح نہین ۲ نیلام کرنیوالا
اجرت ضرور لیگا نیلام ہو یا نہو یہ شرط جائز ہو سکتی ہے اسلئے کہ وہ اجیر ہے اثر مرتب ہو یا نہو
اگر اجرت بشرط نیلام قرار پائی تب بھی جائز ہے ۳ اگر بایع نے خود خرید لیا تو اجرت نصف وا
کل یہ شرط لغو ہے جیسا کہ احکام اجارت مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی ہان بطور وعدہ بیشی
کمی کا اختیار ہے اور بایع کا خود چیز لینا اور نیلام نہونا ایک ہی تحریر ۴ یہ کہ اگر بایع نقد روپیہ
تو اجرت نیلام فی صدی عـہ اور جب ایکبارگی لے تو اجرت فی صدی عـہ ہو یہ شرط تب درست
ہے کہ بایع قبل نیلام ایک صورت اختیار کر لے جیسا کہ بیع مین ہے کہ نقد مین یہ چیز عـہ کو اور قرض
مین عـہ کو اور ایک امر طے ہو گیا تو جائز ہے ورنہ اجرت مجہول اور معاملہ فاسد ہو جائیگا
پس اگر نیلام کرنے والے نے یہ شرط مشتہر کر دی ہو اور قبل نیلام کوئی امر قرار نہ
ہو تو اجرت مجہول اور یہ اجارہ فاسد ہوگا اور اجر مثل جو اشتہار سے زائد نہو عائد ہوگا ۵ قیمت
بڑہانیکے غرض سے بایع کا یا کسی دوسرے شخص کا بولنا فریب اور ممنوع ہے اور دینا بیع کردہ استصناع
کوئی چیز بنوانا سلے جسمین مال مصالحہ کاریگر کا ہو درست اور قابل پابندی ہے یعنی آدمی اوسکا

بنوایا کرتے ہین جیسے جوتا - ٹوپی - وغیرہ ۱ صرف مہلت دیجاوے نہ مدت تاکہ سلم ہوجاوے درست ہے
پہر نہ آمر رجوع کرسکتا ہے نہ مامور مگر یہ قول ابو یوسف کا ہے اور امام صاحب کے نزدیک دونو
مختار ہین جب آمر مصنوع کو دیکہے کاریگر کو کسی اوسکے ہاتہہ بیچنے کا اختیار تہا اگرچہ اس سے پہلے
اختیار تہا کہ اوسی مبیع کو الگ کر دوسرا بنا دیتا پہر اوسکو وہی لازم ہے بنوانے والے کو خیار رویت حاصل
ہے (ہدایہ) ودر مختار ۲ واضح رہے کہ آجکل استصناع بہت مروج ہے اور بہت سی چیزین بنوائی جاتی ہین
کیونکہ کیا ایسی چیزونکا بنوانا ضروری امر ہے اور جو چیزین بکثرت پائی جاتی ہین اونمین بہی کبہی کوئی
صنعت خاص یا طرز مطلوب یا منافع مقصود ہوتا ہے اس بنا پر ان سبکا استصناع داخل ضرورت
و شامل تعامل ہے صحیحین مین منقول ہے کہ آنحضرت نے منبر چوبی بنوایا جو کہ اوس زمانے مین معروف
کیا شاید کسی کو معلوم بہی ہوگا بنظر ضرورت وکثرت معاملات استصناع مین تعیین مدت سے بہی
چارہ نہین اسلئے کہ اگر مدت معین ہو تو وقت وصول معلوم ہو نہیں کسقدر خرابیان ہونگی اور
اگر مدت قصیر مشروط ہو تو ایسی چیزین ہمین جو جلد بن نہین سکتین یا مطلوب نہین وقت ہوگی لہذا
تعارف و عدم تعیین مدت شرط ضروری نہین ہے اور مصنوعات کی دو قسمین ہین ۱ جسکی لینے
نہ لینے سے صانع کا نقصان قابل اعتبار نہین کیونکہ وہ شی بکثرت مستعمل و فروخت ہوتی ہے
اوسمین کوئی چیز نئی یا خاص طور کی نہین بنوائی گئی اور کاریگر بدون فرمایش بہی اوسی بنایا اور
بیچا کرتا تہا اسمین مشتری کو خیار رویت حاصل ہے ۲ جسکی واپسی سے کاریگر کا کہلا ہوا نقصان
ہو ۳ خواہ بک نہین سکتا ۴ خواہ قیمت کم ملیگی ۵ خواہ اسقدر روپیہ اوسمین صرف ہوا کہ
فی الحال نہ وصول ہو تو بیچ پانے کے انتظار تک اسکی دوسرے کاروبار مین نقصان و حرج ہوگا ۶
خواہ یہ بدون فرمایش ایسا مال کبہی نہ بناتا تہا علی ہذا القیاس ایسی شکلون مین بدون حجت بنوانے
والیکو خیار رویت دینا سد باب استصناع ہے اور اسی پر اقوال فقہا دلالت کرتے ہین کیونکہ وہ
استصناع مین تعامل کو شرط فرماتے ہین اور تعامل اسیطرح جاری ہے ہان یہ امر کہ تعامل اس
زمانہ کا حجت نہین تب ہی کہ مخالف قیاس یا مثبت امر جدید ہو اور یہ اون چیزون مین ہے
جنکا صحیح نمونہ دیا گیا یا ممکن نہ ہو اور اگر نمونے پر فیصلہ ہوا ہے تو خیار رویت ساقط ہوگا ایسے
معاملونمین جملہ شرائط کا طے کر لینا بلکہ لکہہ لینا ضرور ہے مگر اکثر بڑے کارخانون یا سرکارونمین یہ دستور ہے

کہ بعض چیزونکی نسبت ایک معاہدہ ہوجاتا ہے کہ اسقدر مال باقساط و اوصاف و قیمت معلوم
مقامات معلوم پر موجود کیا جاسے پس مسئلہ اگر کل قیمت فوراً نقد دیدی گئی اور مبیع بایع کے
پاس یا بازار مین موجود ہو اور مقدار اور صفت وغیرہ ممکن ہے تو بیع سلم ہو مسئلہ اگر مبیع بنوایا
جاوی تو استصناع ہو اگرچہ مدت طویل بہی ہو مسئلہ اگر مبیع نہ معین ہے نہ بنوایا گیا ہو بلکہ صرف نرخ
وغیرہ پر فیصلہ ہوا ہو تو یہ معاہدہ بیع و شرا ہے اور قضاءً لازم مثلاً زید نے بکر سے کہا کہ ہم یہ جنس و قت
تمسی خریدینگے اور بکر نے بیچنے کا وعدہ کرلیا اب اگر ضروریات بیع کی رعایت اور تفصیل کر دی گئی ہو
اور ربوٰ نوع اور مفاسد سے خالی ہو تو اس معاہدہ کی تکمیل دونون پر لازم ہو اور اگر باہم کسی عوض پر صلح
کی گئی تو حق ساقط اور عوض جائز ہوگا پس جب منظور ہو کہ مال معدوم یا مغصوب یا غیر مقبوض
یا ناتیار یا غیر معین بیچا جاسے تو بیع انکی جائز نہین اسلئے کہ مبیع کا معین کرنا شرط ہے مگر خرید و فروخت کے
معاہدہ صحیح ہو اسلئے کہ نہ ائمین کسی اصل شرعی کی ممانعت ہو نہ ایسی معاہدونکی کارروائی
ممکن اور دلائل اسکے شرط معلقہ مین گذر گئے ہین اکثر ایسا ہوتا ہو کہ بہت مال مطلوب ہو اور ادا کا
ملنا بدون ایک مدت دراز کے ممکن نہین یا ایکبار خرید لینا یا کل قیمت دیدینا اور انتظام نگرانی
کرنا دشوار ہے خصوصاً سلاطین اور امرا اور بڑے بڑے تاجرونکو ایسے معاہدونکی ہمیشہ ضرورت
رہتی ہے جو لوگ ملکی انتظامات اور تجارتی وسعت اور جنگی ضرورت اور مخلوق کی حاجت سے
واقف ہین وہ کبھی ایسے معاہدات کی صحت مین شک نہین کرسکتے مگر اس معاہدے مین تعداد
کل مبیع کی معین نہو بلکہ یون قرار پاسے کہ جبتک زید بیچا ہے ہم تولی شربت انار روز دیا کرے
یا جس قدر اس تقریب مین صرف ہو اس صورت مین ہر روز بیع جدید ہوگا یا کرنیکی اور دونون
بطور وعدہ دیانتاً پابند ہو قضاءً مجبور نہین ہوسکتا اور عقد بیع اور معاہدہ بیع مین یہ فرق ہے
کہ مبیع بعد بیع کے ملک مشتری ہوجاتا ہے قبضہ ہو یا نہ مشتری جسوقت چاہے اسکے ثمن دیکر اسکا
بایع سے جو دینے ہو یا نہ اور ان حقوق مین جو بایع کے ذمی پہلے سے تھے یا اب ثابت ہوں
اس مبیع کو کچھ تعلق نہین اور اوس سے نفع حرام ہے اور مشتری کو نفع حلال اور معاہدہ
مین وہ مال نہ مبیع قرار دیا جائیگا نہ مشتری کو اوس سے کچھ تعلق نہ اوسکے مرنے کے بعد ورثہ کو
دعویٰ اور نہ در صورت قبضہ پانیکے تصرف جائز ہے مسئلہ زید نے ایک چیز بکر سے خریدی

اور بنا اسکی ثمن دیا نہ قبضہ پایا پھر کسی صورت کسیطرح سے زید قابض ہوگیا اور اوسکی استعمال میں لایا تو یہ
تصرف زید پر حلال ہے اور بکر کو سوائے ثمن کے واپسی کا حق نہیں اور معاہدۂ بیع کی صورت میں یہ تصرف حرام
ہے اور بکر کو حق واپسی حاصل اگر معاہدہ کرنیوالا وفای عہد نکرے تو در صورت امکان وقدرت تکمیل کرالی
جائیگی اور در صورت مجبوری خواہ مدعی انتظار کرے یا معاہدے سے درگذر کرے کسی اور قسم کا تاوان عاید
نہوگا اور نظیر اسکی بیع سلم ہے جبکہ مسلم الیہ مجبور ہو اقالہ یعنی بیع تمام وصحیح ہو جانیکی بعد ایک یا دونوں کی
درخواست سے برضامندی مبیع وثمن واپس کرنا[1] جو ثمن دیا تھا اوس سے بیشی کمی نہوگی مگر جبکہ
مبیع ناقص یا کم یا زیادہ ہوجائے[2] ثمن باقی ہو یا نہ مگر مبیع کا بعینہ موجود ہونا ضرور ہے مگر بیع مقایضہ
میں ایک طرف سے مال کا باقی رہنا کافی نہیں اسلیے کہ دونوں طرف مال ہے[3] اگر قیمت بیش وکم ہوجانے
یا مبیع ہلاک ہوا یا قابل رد نرہا تو یہ بیع جدید ہے اقالہ نہیں کلیہ جن معاملات میں مالی معاوضہ ہے جیسے
بیع۔ اجارہ۔ مزارعت۔ بیع فضولی کی اجازت۔ ڈگری بری کرنا۔ معزولی وکیل۔ وقف۔ پنچایت
تقسیم۔ یہ سب معاملے تعلیق وشروط فاسدہ سے فاسد ہوجاتے ہیں اور جنمیں معاوضہ مالی نہیں
بلکہ محض احسان ہے جیسے قرض۔ ہبہ۔ وصیت۔ شرکت۔ مضاربت۔ اقالہ یہ شروط اور تعلیقات
فاسدہ سے فاسد نہیں ہوتے (کنز) مسئلہ جب مبیع بک گیا اور قبضے میں آنیسے پہلے کچھ زیادہ ہوا
مثلاً درخت میں پھل آئے یا جانور کے بچہ پیدا ہوئے وہ مالک خریدار ہے (مجلہ) مسئلہ ملک بعد ثبوت کے
اگرچہ مرتفع ہوجائے مگر جسقدر تصرفات کئے وہ باقی رہینگے اور جو منافع اوٹھائے وہ حلال ہونگے جیسے
مبیع مستحق نکلا یا اقالہ کیا گیا تو جو فائدے اس سے حاصل کیے گیے وہ سب حلال ہیں پس جبکہ زید
نے ایک گھوڑا عمر سے خریدا اور چندے اوسپر سوار ہوا کیا پھر بکر کو ہبہ کر دیا بکر کے پاس وہ گھوڑا مر گیا
بعد ازان خالد نے دعوی کیا کہ میں اصلی مالک ہوں اور عمر نے فریب یا لاعلمی سے بیچا تھا اب زید کے
وہ منافع جو حاصل کیے حلال ہیں اور وہ تصرف یعنی ہبہ وغیرہ جائز اور قیمت گھوڑے کی عمر کے ذمہ
عاید ہوگی اور گھوڑا زندہ ہو تو باوجود جواز تصرف وہ گھوڑا مالک کو دلایا جاتا اور عمر سے قیمت
لیجاتی دلالی اور اوسکی اجرت جائز ہے (درمختار) مگر شرط یہ ہے کہ دلال جس سے اجرت لے
اوسکا طرفدار وخیرخواہ ہو اور دونوں سے اجرت لینا یا فریب سے خریدار کیطرف ہوکر دربردہ بایع
کی خیرخواہی کرنا مغالطہ اور ممنوع ہے دلال پر تقاضا ہو سکتا ہے کہ ثمن یا مبیع وصول کرادے

مشتری اگر مبیع واپس کرے تو بایع دلالی پھیر سکتا ہے اور اگر خود بلا وجہ مال واپس لے یا کوئی امر
وجہ شرعی ہو تو دلالی واپس نہین ہو سکتی (عقود الدریہ) رشوت خواہ محض ظلم و حق تلفی کے
لیے دیجاتی ہے یا اپنے خلاصی اور حفاظت حق کے واسطے یا صرف اپنا نفع بدون ضرر غیر مقصود ہو
اور لینے والا خواہ خود حاکم ہے خواہ ایسا دخیل کار جسکو اس معاملہ خاص مین بوجہ اپنے منصب کے
مداخلت ہو خواہ محض اجنبی یعنے اس امر خاص مین کچھ مداخلت نہین ہے جیسے دلال وکیل مردود
پس اگر ظلم کرنے یا ظلم کرانے پر رشوت لیتا جیسے زید نے عمرو سے رشوت لی کہ بکر کے دعوے مین تجکو
بری کردونگا یا اپنے آقا کو اسکی ترغیب دلاؤنگا یا ایسی کوئی بات کرونگا جس سے میرے آقا کو تیری
طرفداری لازم ہو یا تیرے دعوے کی حقیت یا مدعی کے دروغ کا ایسا یقین آجاوے یا ایسا عہدہ یا کام
جسمین میرے آقا کا نقصان یا کسی دوسرے مستحق کا ضرر ہے دلوا دونگا یا اپنے آقا کے حقوق واجبہ
کے مطالبے اور محافظت مین تجسے اعراض کرونگا یا ایسے کامون مین کسی مقام پر سعی کرونگا
یہ سب امور ممنوع اور رشوت لینے دینے والے دونو ملعون ہین اسلیے کہ یہ محض ظلم ہے اور
ہمین اور مرتکب انکا ظالم ہے اون حقوق کے ادا کرنے پر رشوت لینا جو اسپر اصالۃً یا نیابۃً لازم
الادا ہین جیسے زید نے عمرو سے رشوت لی کہ تیری تنخواہ یا اجرت یا قیمت یا قرض یا حقوق
واجبہ جو میرے ذمے ہین یا ایسے شخص کے ذمے ہین جسنے مجکو ان امور کے انتظام اور نگرانی پر معین
اور دخیل کیا ہے دلوا دونگا اس صورت مین عمرو مظلوم اور بری ہے اور زید ماخوذ و ملعون ہے اور
اگر یہ حقوق ایسے شخص کے ذمے ہین جسنے زید کو اس امر خاص مین مداخلت نہین دی ہے اور
زید پر اونکا دلوا دینا شرعاً واجب نہین ہوا ہے تو جو لیا دیا جاویگا وہ اجرت اور حلال ہے مثل
ایسے امور مین حق السعی جو اسکے ذمے واجب نہین جیسے وکالت دلالی سفارت اجرت ہے
پس یہ اگر فریب اور اثبات باطل اور ظلم کے بنا پر ہے تو اوسکی خبیث اور ممنوع ہونے مین
کیا شک ہے جیسے جان بوجھ کر کسیکی جھوٹی دعوی کو ثابت کرا دینے کی کوشش یا کسی ظالم کو

[illegible]

تقویت یا ایسی تدبیرین جس سے کوئی امر ممنوع مقصود اور مرتب ہو اگر اوسکو اس امر کے
اطلاع نہو اور نہ ظن غالب ہو کہ خواہ مخواہ زید کاذب وظالم ہے اور تدبیر وتقریر مین کوئی امر
خلاف شرع نکیا ہو بلکہ محض وکالت یا دلالی کی ہو یا بر بنا عادہ تقریرون اور عاقلانہ کوششون
اور مستحکم تدبیرون سے سعی کی ہو تو اس اجرت کے حلال ہونے مین کچھ شبہ نہین اگرچہ زید باعتبار نیت
اور واقعہ کے عاصی ہو مسئلہ کسی فریق یا گواہ یا وکیل کو اپنے سچے بیان کے یقین دلانے یا ثابت
کرنے یا مخالف کا اعتراض یا حاکم سے شبہو نکی اوٹھانے یا بگڑے ہوئے عنوان کے بنانے کے لیے اپنی
تقریر کو الفاظ مفید اور عنوان شایستہ سے ظاہر کرنا جبتک کذب محض نہو جائز ہے اسلیے کہ
اثبات حق مین کوئی شخص ملزم نہین ہوسکتا اور امر حق کبھی بحسب ظاہر و الفاظ باطل اور مشکوک
نظر آتا ہے اوسوقت ایسی الفاظ اور عبارات سے جو اوس حق کو ثابت کرین تقریر کرنا اگر ممنوع
ہو تو بنا رو کالت اور جملہ علوم استدلالیہ لغو ہو جائین وقف اسکی تعریف مین فقہا مختلف
ہین امام صاحب کے نزدیک جو مال وقف کیا جاوے وہ واقف کی ملک سے نہین نکلتا اور صاحبین کے
نزدیک جناب باری تعالیٰ کے ملک مین آجاتا ہے لیکن بالاتفاق منافع اوس مال کا حق اوسیکو ہے واقف
اگر کسی خاص امر خیر کے لیے وقف کرے تو دوسرے کام مین صرف نہون ورنہ عموماً خیرات مین صرف ہون اور
وقف خاص مین جب مصارف وقف باقی نرہین تو عام فقرا مستحق ہو جاینگے اور جائز ہے کہ متولی وقف
کا فاسق و غیر متدین نہو وقف کے مال کا باقی رکہنا لازم اور اوس سے ایسے منافع جو اصل مال کو
ہلاک نکرین اون لوگونکو جائز ہین جنکے حق مین وقف کیا گیا پس وقف کے جانور کا دودہ اور مال
وقف کے درختونکے پہل پہول خشک لکڑیان بیچکر بحسب وصیت واقف صرف کرنا جائز ہے بلکہ
متولی وقف کو ایسی وقت تک بلا عذر توقف و تساہل کرنا کہ یہ چیزین خراب یا کم قیمت ہو جائین
یا اونکا کوئی خریدار نرہے ناجائز ہے اور وہ اصل مال ہی جو بالکل خراب یا بیکار ہو گیا ہو بیچنا
جائز ہے جیسے سوکہے درخت یا مسجد کی پرانی چٹائی چونا لکڑی اینٹ جبکہ ضرورتمند نہون (عالمگیری
و عقود الدریہ) اصل مال وقف بضرورت و مصلحت بکسکتا ہے جیسے ایک باغ یا مکان وقفی ہو اور
نہ منافع اوسکا اوسکی مرمت کو کافی ہے اور نہ بلا مرمت اوسکا باقی رہنا ممکن ہے اسوقت مین ایک
حصہ فروخت کر کے باقی کے حفظ و بقا مین صرف کرنا روا ہے مسئلہ جبکہ مسجد شکستہ ہو اور کوئی اوسکی مرمت

کا متکفل نہو تو اولاً وہ چیزین جو خارج مسجد مین جیسے حجرے وغیرہ اور آخر کو بعض حصہ اوسکی اوس مرمت
مین جو اوسکی بقا اور حفظ کے لیے ضروری ہون صرف کی جائین یا بیچکر اونکی قیمت سے درست کیجاے
مسئلہ ایک شکستہ مسجد کو دوسری شکستہ مسجد سے مرمت کرنا یا ایک درست مسجد مین دوسری شکستہ مسجد
کی چیزین بوقت حاجت سخت صرف کرنا اسمین علما مختلف ہین سنا ہے جناب استاذ ہم فیضہ سے
کہ اگر ایک شکستہ غیر آباد ہو اور اوسکی حفاظت نہو سکے تو دوسری مسجد آباد مین بوقت حاجت کے سخت
صرف کرنا بضرورت و مصلحت بہتر ہے حیلہ عقلاً و نقلاً ثابت ہوا ہے اگا اسکی دو صورتین ہین ۱
اول ممنوع جبکہ بظاہر ربٰوا کی نیت ہو اور حقیقت مین حق اللہ یا حق العباد کا کچھ خیال نکیا جاے دوم
مشروع جب معاملہ جائز کی سہولت یا وسعت منظور ہو یا حرام سے بچنے کا قصد کیا جاے یا ضرورت
یا اضطراب یا ابتلاے عام یا اور کوئی بڑا نفع پایا جاے اور حیلے دو قسم کے ہوتے ہین ۱ تغیر عنوان
جیسے گیہون اور جو ملا کر بمقابلہ گیہون یا جو کے بیش و کم بیچنا یا دوسرے شہر سے زیور یا جامہ سونا منگا یا اور
الغرض سقوط خیار یا القا العوض البدلین یا بیع سے کسی معتمد کو وکیل کر دیا ۲ تجدید عقد جیسے نفع زمین
کا مرتہن کو معاف کر دیا یا بعد بیع اثمار درخت کو ایکمدت تک بطور ہبہ یا اجارہ دیا پس ۱ دینے
مکان رہن پر لیکر راہن سے مفت رہنے کی اجازت لے لی یا نہایت مختصر کرایہ مقرر کر لیا ۲ زید
نے عسہ روپیہ بکر سے قرض لیکر ایک اشرفی قیمتی عسہ کی دی یا سترہ تولی چاندی اور تین گنڈے کے
جیسے اٹھارہ زر دیے کو سمجھکر باہم مقاصہ کر لیا تو یہ معاملہ بلحاظ و رعایت اداے ربوا و بانٹا موجب گناہ
ہین اور اگر کسینے اتفاقیہ یا کسی سخت ضرورت علانیہ حرام سے بچنے کے لیے ایسا کیا تو کوئی حرج
نہین مسئلہ زید نہایت بیمار ہے یا اوسے قرضخواہون نے تنگ کیا ہے یا مصارف ضروری کے
سخت تکلیف ہے اور کوئی صورت نہین مگر ایک مکان رکھتا ہے جسکا بیچنا خواہ نہایت مضر ہے
یا قیمت پوری نہین ملتی اور کوئی شخص ہبہ چاہتا اور بیعانہ. مگر وہ نہین رکھتا ایسی اضطرار کی حالت مین اوسنے
پہلے مکان رہن رکھا بعد ازان حق سکونت ہبہ کیا یا پہلے حق سکونت معاف کر دیا بعد ازان رہن رکھا
تو عند اللہ کیا ہوا امید عفو ہے ۳ زید کے پاس ہزار کا مال بیوع فاسدہ یا ربوا یا رشوت وغیرہ کا جمع ہو
پھر اوسنے ایکہزار قرض لیکر اس مال سے ادا کر دیا پس اگر بہ نیت دفع اتہام و طعن ظاہر ہے تو
ماخوذ ہوگا اور اگر قرضدار رہتا اور کوئی صورت ادا کی ممکن تھی یا کسی امر خیر مین اوسکو اعانت

کرنیکی ممانعت ہوا یعنی اس مال سے کچھ نہیں ہے یا کوئی کافر مسلمان ہوا یا فاسق نے توبہ کی اور ابھی قوت ایمانیہ ایسی نہیں کہ مال سے دست بردار ہو یا کسی سخت حاجتمند کی اعانت مقصود ہے یا اس مال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہے ان صور تو نمین مجبوری اس حیلہ کے اجازت ہاسکتی ہے و کلہ الحق

اگر رمضان المبارک میں ماہ صیام مین سفر کیا کہ روزہ نہ رکھنا پڑے ایام سرما مین بدفعات قضا کر لیجاوے بیشک گنہگار ہوگا اور اگر ضرورت واقع ہو یا حسب اتفاق یا بطور تفریح سفر کرے مگر نیت خبیثہ نہو تو مضائقہ نہین ہے بخوف وجوب زکوٰۃ مال تجارت مین جو تجارت کی نیت تھی یاد و ایک مہینہ پہلے سے نیت فسخ کر ڈالا یا دو نصاب مال تھا قریب ختم سال ڈیڑہ نصاب کسی معتمد کو ہبہ کر دیا یا کوئی مال خرید لیا ان سب صور تو نمین اگر ضرورۃ یا اتفاقی معمولی ہو تو بری ورنہ ماخوذ ہوگا ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین

مرض الموت یعنی جس مرض میں بدون صحت کے انتقال کرے پس اگر زید بیمار یا زخمی ہو کر اچھا ہو گیا پھر بہت جلد کسی اور وجہ سے مر گیا بعد صحت پھر بیماری عود کر آیا تو پہلا مرض مرض الموت نہین اگر مریض کے چند وارث ہین اور ایک کے ہاتھ کوئی شی بیچی یہ بیع دوسرے ورثا کی اجازت پر موقوف رہیگی اور غیر وارث کی ہاتھ بیچے تو اوسکا حکم حکم وصیت کا ہو یعنی جسقدر ثلث سے زیادہ ہو خریدار ادا کرے یا بیع فسخ کر دے مثلا زید مریض ہوا اور ایک مکان جسکی قیمت پانسو تھی دوسو کو عمرو کے ہاتھ بیچکر مر گیا اور بعد تجہیز و تکفین کل چھ سو کا مال زید کا متروکہ بچا مگر کمی قیمت مکان جو تین سو ہے ملا کر نو سو ہوے اب عمرو کو وہ مکان اوسی دوسو کو دیا جائیگا اسلئے کہ کل متروکہ زید نو سو ہے جسکی تہائی تین سو ہے اور ثلث مال تک وصیت جائز ہے اور اگر اسی صورت میں وہ مکان ایکسو چالیس کو لیا تو کل متروکہ نو سو ساٹھ ہوا یعنی ترکہ چھ سو اور کمی قیمت تین سو ساٹھ کل نو سو ساٹھ اسکی تہائی تین سو بیس عمرو کو بطور وصیت چھوڑ دیے جائینگی باقی چالیس ادا کرے یا مکان پھیر دے ایسی ہی اگر بائع قرضدار ہے اور مال متروکہ ادائے قرض کو کافی نہین تو وہ روپیہ جو عمرو نے قیمت مکان سے کم دیا ہے اگر باقیات قرض سے کم یا مساوی ہے تو بالکل ادا کرے اور اگر زیادہ ہے تو اوس زیادتی کی ایک تہائی چھوٹ جائیگی مثلا زید مریض نے ایک باغ عمرو کے ہاتھ بیس روپیہ کو بیچا اور قیمت اوسکی چالیس تھی کمی قیمت بیس ہوے اور کل قرض بیس یا تیس زید کے ذمہ اور اسکا مال متروکہ سے فاضل ہے اب عمرو کو

[illegible]

بدون پورا روپیہ ادا کیے مکان نہیں مل سکتا اور اگر فاضلات قرض پانچ تو تو یہ پانچ قرضخواہ
لینگے باقی رہے پندرہ اسمین سے دس حق ورثا کا اور پانچ عمر کو کم ہونگی تکمیل مکان نہیں ہو سکتی ہاں
ہان اگر کل قرضخواہ یا وارث ہو یا ورثا یا قرضخواہ معاف کر دین تو عمر کو کچھ نہ دینا پڑیگا وکالت ذیل
بیضہ نامہ نگار یا شریک لازم یا دوست یا عزیز جو کسی معاملہ کا کسی کی طرف سے مجاز ہو وکیل ہے اور دونوں کا
عاقل و بالغ و آزاد ہونا شرط ہے (ہدایہ) بعد بیع کے اگر بائع کو معلوم ہوا کہ وکیل نابالغ یا مجنون
یا غلام ہے تو مختار ہے کہ بیع قائم رکھے یا فسخ کرے وکیل یا موکل کا مرجانا یا مجنون یا غلام یا مرتد
ہو جانا یا اصل معاملہ کا جس کے لیے وکیل کیا تھا تمام یا معدوم ہو جانا خود بخود وکالت کو زائل اور وکیل کو
معزول کرتا ہے اطلاع دیجائے یا نہ (عالمگیری) وکیل تین چیزون کا پابند ہے احکام موکل سے غرض
و مصلحت سے تعارف اہل معاملہ سے جبکہ زید نے بکر سے کہا کہ ایک فرش پانچ روپیہ کا بنوا دو بکر نے
چھ روپیہ کو خرید لایا بڑے بنوا دی یا نستریب یا چین کا فرش بنوا دیا ان صورتون مین یہ معاملہ موکل کو
لازم نہین وکیل کیطرف منسوب ہوگا مگر جبکہ مخالفت میں کھلا فائدہ ہو اور حرف اور غرض کی خلاف
نہو جیسے یون فرش چار کو خریدا تو موکل مستحق اور وہ دار ہے (عالمگیری) اور وکیل ملزم ہوگا البتہ
جبکہ زید نے عمر کو ایک چاقو قیمتی دو روپیہ کے خریدنے کا وکیل کیا اور عمر دو روپیہ کے دو ویسی قسم کے
چاقو لایا اب زید مختار ہے کہ دونو چاقو دو روپیہ کو لے یا واپس کرے اسلیے کہ عمر نے اوسکو بڑا سودا کام
لیا مگر کیون ایک ہی چاقو ایک روپیہ کو نلیا جسمین موکل کی غرض حاصل اور ایک روپیہ واپس ہوتا
(ماخوذ ہدایہ) البتہ اگر ایسا ہو کہ بائع بدون دونو چاقو خریدے علیحدہ بیع نکرے اور وہ دوسرے
مقام پر اس قیمت پر نہین ملتا تو سزاوار ہے کہ موکل معاملہ وکیل پر مجبور کیا جاے وکیل نہ
دوسرا وکیل کر سکتا ہے نہ بعد تعیین کے معزول مگر باجازت موکل (ہدایہ) ایک ہی شخص بائع و
مشتری کا وکیل نہین ہو سکتا (ہدایہ) پس وکیل کو جائز نہین کہ اپنے وکالت سے ذاتی معاملہ
موکل سے کرے چونکہ وکالت باب امانت اور تدین سے ہے موقع تہمت سے بچنا لازم ہے
مثلا ایسے شخص سے معاملہ جو عرفا اسکی طرف منسوب ہو جائز نہین جیسے ماں باپ اولاد وغیرہ
مگر صاحبین کے نزدیک بقیمت مثل جائز ہے جب وکیل اوس مال سے معاملہ نکرے جو
اوسے موکل نے دیا تھا موکل کو اختیار ہے کہ وہ معاملہ اپنی طرف منسوب کرے یا نکرے (ہدایہ) مثلا

زید نے بکر کو ایک اشرفی یا سن ہرجو بغرض خرید پارچہ دی بکر نے اپنے مال سے کپڑا خریدا یا وہ اشرفی یا پیچکر اوسکی قیمت سے خرید کیا اب زید اوسکے لینے نہ لینے کا مختار ہے (ہدایہ) مگر جبکہ وکیل کو اسی تبدیل یا قرض کی اجازت دیگئی ہو وکیل ابتداءً امین ہے اور جب شرط کی مخالفت کرے یا جب موکل مبیع طلب کرے اور وکیل دینے سے انکار کرے اگرچہ یہ انکار اسلیے ہو کہ موکل ثمن دیدے لیکن ضامن سمجھا جائیگا (ہدایہ) بیع مال اگر خود بھی تلف ہو تو اوسے دینا پڑیگا جب زید نے بکر کو ایک معین گھوڑے کے خرید کا موکل کیا بکر کو اپنے لیے خریدنا نچاہیے کفیل وکیل نہیں ہو سکتا۔ وکیل کو خیار رویت و رد عیب کا مشتری کیطرح اختیار ہے مگر جب مبیع موکل کو سپرد کیا وکیل کا اختیار زائل ہوا اختیارات موکل کو حاصل ہونگے رسول پر نہ تقاضا ہو سکتا ہے نہ وہ کسیطرح کا اختیار رکھتا ہے صرف درمیانی اور پیغام رسان ہے (ہدایہ) مال مباح مین شرکت او وکالت باطل ہے کیونکہ یہ امور استحقاق اور ولایت سے متعلق ہین اور مال مباح مین قبض و تقدیم سے حق حاصل ہوتا ہے بخلاف اجرت کہ اوسکی منافع مستاجر کیطرف رجوع کرتے ہین باب الربوا سود لینا دینا حرام قطعی ہے اسکا منکر کافر اور مرتکب سخت گنہگار و فاسق ہے قال جل شانہ وحرم الربوا وقال الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس وقال یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات وقال یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ولعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربوا وموکلہ وشاہدیہ وکاتبہ (تیسیر الاصول) وقال لیاتین علی الناس زمان لا یبقی احد الا اکل الربوا فان لم یاکلہ اصابہ من بخارہ او غبارہ (ابوداود) سود جسطرح قرآن و حدیث سے حرام ہے ایسی ہی عقل بھی اسکو برا سمجھتی ہے اور کبھی اسکی جواز کا فتوی نہین دیتی کیونکہ بیع اسلیے موضوع ہے کہ بایع و مشتری نفع کے ساتھ اپنے حاجت کے اسباب حاصل کرسکین اگر باہم نفع نہوتا تو باہم تاجر و بیعین معاملے کی کیا صورت تھی اور حاجت نہوتی تو غیر تاجر کو خرید و فروخت کی کیا ضرورت تھی اسصورت مین معاملات بیع و شرا کم بلکہ کالعدم ہوجاتے اور اس حکمت بالغہ اور تدبیر متعلقہ مین فرق آتا مگر نفع اور حاجت کا یقینی ہونا ضرور نہین بلکہ احتمال بھی کافی ہے کیونکہ بیع و شرا تدبیر معاش سے ہین اور تدبیر کا یقینی ہونا ضرور نہین پس حاجت کا احتمال

تو کھلا ہوا ہے کہ کسیکو نقد کیسیکو مال کی ضرورت ہوتی ہے اور نفع بھی مسلم ہے کیونکہ دو مختلف
چیزون مین بیشی و کمی و برابری معلوم نہین ہو سکتی پس ہر شخص اپنی رغبت یا حاجت کے اعتبار
سے اپنے معاملے کو فائدہ مند سمجھتا ہے اور جب یہ امر مسلم ہو گیا اور ربوا مین دونو شرطین مفقود
ہین پس غرض بیع کی باطل ہوئی اور عقل ایسی بیہودہ بلکہ مخل مقصود عقد کو کسیطرح نہین
پسند کر سکتی علت ربوا کی دو چیزین ہین ۱ اتحاد قدر ۲ اتحاد جنس یعنے ذات اس اعتبار سے
کل مالونکی چار قسمین ہین ۱ متحد القدر والجنس جیسے گندم بمقابلہ گندم یا آہن بمقابلہ آہن
۲ متحد القدر فقط جیسے چاندی سونا آہن مس - سرخی چونا ۳ متحد الجنس فقط جیسے
تنزیب بمقابلہ تنزیب یا کتاب بمقابلہ کتاب جبکہ دونو ایکہی قسم اور قیمت کی ہون ۴ مختلف
الجنس والقدر جیسے زعفران گیہون یا لوہا اور اینٹ وغیرہ پس شکل اول مین فضل و نسا دونو
حرام ہین اسلیے کہ جو زیادتی بے عوض ہو وہ ربوا ہے اور نقد مین تو زیادتی حقیقۃً موجود ہے
اور قرض مین حکماً زیادتی ہے اسلیے کہ نقد کو قرض پر تفوق ہے دیکھو تاجر جو شے قرضاً اکبر
کو بیچتے ہین نقد مین (۵ ار) کو بخوشی دیتی ہین اور شکل دوم و سوم مین فضل حلال ہے کیونکہ
بدون قدر و جنس کے کمی بیشی معلوم نہین ہو سکتی اور نسا حرام ہے اسلیے کہ نقدیت سے شبہ
زیادتی کا قرض پر ثابت ہے اور باب ربوا مین شبہ بمنزلہ حقیقت ہے بخلاف فضل کہ اوسکا شبہ
سے منعدم ہو کر ساقط ہو گیا اور یہ خیال کہ قرض لینے والا کچھ زیادہ دے تاکہ زیادتی نقد کی جا سکے غیر
متصور و لغو ہے کیونکہ زیادتی نقد کی اور مشتبہ ہے اور یہ زیادتی حقیقی و متعین ہے شکل چہارم
مین فضل و نسا دونو حلال ہین اور احکام ربوا ایسی مالونسے متعلق ہی نہین **کلیات اتحاد**
جنس سے ایکہی قسم کی چیزین مراد ہین جیسے گندم بمقابلہ گندم اور جو بمقابلہ جو پس مختلف جانورونکے گوشت
کھالین مختلف درختونکے پھل پھول - لکڑیان مختلف جواہرات جیسے الماس - یاقوت - زمرد سونے
یا لوہا تانبا پیتل - رانگا - کاغذ - تنزیب - نین سکھ - ململ - اطلس - یا مختلف کتابین گلستان
بوستان - میزان منشعب - مختلف عطر - اور تیل وغیرہ باہم غیر جنس ہین مگر وہ چیزین جو ایک اصل کی
متفرع ہین انکی نوعین اس حکم مین نہین بلکہ اونکا قرضاً بیچنا دوسرے وجہ سے منع ہے
جسکا ذکر بیع متقائضہ مین کیا گیا اعتبار وزن واضح رہے کہ ہم جنس اشیا مین جو فرق اور

تبدل وصف کے اعتبار سے آتا ہے اوسکی دو قسمین ہین ایک تو جیسے گڑ سے ۔ غرض جو تفاوتات
یا فصل وغیرہ کے اعتبار سے مختلف ذائقہ یا قیمت یا صورت کی ہوتی ہین انمین وصف کے
اعتبار سے باہم بیشی وکمی ممنوع ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جید یا ردی یا سوا اس
کے کسی اور وصف جو بنانے سے خاص شے پیدا ہوئی ہون پس اگر دونون اصل و مادہ
بعینہ باقی رہے اور کوئی شے سوای صناعت کے ایسی زیادہ نہوئی ہو جسکی بلا نسبت بڑا اثر پیدا ہو
جیسے سوت اور کپڑا یا ریشم اور اطلس یا لکڑی اور لوہے اور تانبے اور چھری وغیرہ کے اشیا یا تیل اور
کھلی یہ سب ہم جنس ہین اسلیے کہ اصل و مادہ بعینہ موجود ہے اور سوائے صناعت کے کچھ زیادتی نہین ہوئی
اور اگر اصل و مادہ پر کوئی شے زیادہ کی گئی جیسے کاجل اور روشنائی یا روئی اور سوت اور کپڑا
یا رس اور شکر اور مٹھائی یا انار سیب یا انگور اور انکی شربت اور مربے وغیرہ یہ سب غیر
جنس ہین اسلیے کہ انکی اصل بعینہ باقی نہین رہی مگر سونا چاندی اگر کسے دوسری چیز مین مل جائے
تو بھی اوسکا اعتبار ہوگا اسلیے کہ سونا چاندی قلیل ہو یا کثیر مقصود و معتبر ہوتا ہے
اصالت اونکی یعنے ثمنیت کسی حال مین باطل نہین ہو سکتی بخلاف اور اشیا کے کہ وہ حالت ترکیب
مین دوسرا حکم پیدا کرتی ہین پس جائز نہین کہ کھوٹی اور کھری چاندی یا سونے کی باہم بیع و شرا مین
بیشی وکمی کرین مگر یہ کہ چاندی ایک حصہ ہو اور میل دو حصہ ۔ دوم قدر اسمین اتحاد شرط ہے یعنی
جو دو چیزین ایک پیمانے یا باٹ سے تولی جائین باہم متحد القدر ہین پس چاندی سونا ۔ لوہے تانبے
کا باہم قدر نہین ایسی ہی کیلی وزنی مین اتحاد نہین ہوتا واضح رہے کہ ہر شے مین ایک ادنی مقدار
ہوتی ہے جسکا معاملات مین لحاظ و حساب ہوتا ہے اور اوس سے کم کا حساب نہین ہوتا اور
اوسی ادنی مقدار کے اعتبار سے اتحاد قدر ہوتا ہے پس بھوسا ۔ لکڑی ۔ کانپ ۔ کوئلہ وغیرہ موزون
ہین ۔ اور ہر قسم کے اناج جو تولے جاتی ہین موزون ہین ہر قسم کی مٹھائیان روغن زرد شہد
بالائی موزون ہین ۔ لوہا ۔ تانبا ۔ سیسا ۔ پیتل ۔ رانگا ۔ وغیرہ موزون ہین چاندی سونا موزون
ہے ہر روغن خوشبو موزون ہے عطر ۔ مشک ۔ عنبر ۔ زعفران ۔ وغیرہ موزون ہے الماس
یاقوت ایک میزان ہے ایسی ہی کیلی چیزین بھی مختلف و متحد ہین اور صرف میزان کا متحد ہونا
کافی نہین اسلیے کہ بعض انکی بالکل میزانین شریک مختلف ہین جیسے لوہا ۔ چاندی اور بعض ظاہر

ایکہی تو لنے او ر ناپنے سے ملتی ہین مگر ادنی مقدار ملحوظ مین اختلاف ہے مثلاً جو ادنی مقدار لوہے تانبے
مین ملحوظ و محسوب ہوتی ہے وہ شیرینی مین غیر محسوب ہے اور جو شیرینی مین محسوب ہے وہ غلہ مین
غیر معتبر ہے اور جو مقدار الماس مین ملحوظ ہے وہ چاندی سونے مین نہین ایسی ہی عطر و مشک مین جو مقدار
معتبر ہے روغن خوشبو مین نہین ہے دیکھو عطر وغیرہ کا نمونہ مفت دیا جاتا ہے اور اسقدر اتنا ایک
مقدار مستعمل ہو جاتی ہے کبہی چاندی سونے مین ایسا نہین ہوتا اور جسقدر چاندی سونا اتنا
کسوٹی یا گلانے مین ضایع ہوتا ہے الماس مین ایسا نہین ہے مگر تمیز و فرق ایسا شیا کا بہی
غور اور کمال تفقہ سے متعلق ہے سوم گز مقدار شرعی نہین کیونکہ گز سے طول و عرض معین ہوتا ہے
مساوات ذاتی حاصل نہین ہوتی چہارم جب عمدہ اور بری چیز کا باہم مبادلہ منظور ہو تو وہ مخلص
جو حدیث سے منصوص ہے یہ ہے اشعار کہ گندم سے بدلین گندم کو بیش و کم کچہہ چیز کی بدلی مین بعوض
ہو جو منظور بیش و کم کا طور ہے سابق گندم کو تولا کم اور زیادتی نفع پہر ہو معیوب ہے دوسرے کو عوض مین
ہو محسوب ہے سیم و زر مین جو غش زیادہ ہو ہے بیع جسطور سے ارادہ ہو ہے ایسی ہی ان مین جب مبادلہ
ہو اور تخمین پر معاملہ ہو یا نہ ملیا سے تری اگر طعام ہے ایسی بیع و شرا مین تجہیز حرام مسئلہ عالمگیریہ میں
ایک چیز کے دو تیل یا ایک خوشبو اور دوسرا بے خوشبو کا باہم برابر نہین اسلئے کہ خوشبو سے ایک مین زیادتی اگئی اموال
مباح یعنی جنکا کوئی مالک نہین اور ہر شخص کو نفع اوٹہانیکا حق ہے انہین بعض وہ ہین
جنکا دوام اور بقا اور صرف انتفاع مقصود ہے جیسے شارع عام جنگل دریا مسجد پل ہینا بل بلا
اور قبض نہین اور بعضو نہین قبضہ و ملک مقصود ہے جیسے سبیل یا دریا کا پانی شکار گہاس وغیرہ
انہین سے تقدیم و ترتیب کا لحاظ کرنا چاہیے مثلاً ایک شخص مسجد مین بیٹہ گیا یا راہ مین چلا جاتا ہے یا
ظرف وضو اوٹہا لیا یا سبیل یا دریا کا پانی اپنی برتن مین کر لیا یا شکار پکڑ لیا یا گہاس کہود لی اب دوسرے کو
ممانعت و مزاحمت کا حق نہین ہے پہلا آدمی مستحق اور قابض ہو گیا ایسی ہی خرمی سیا شکر وغیرہ کہ

عہ اور نہ بسبب غصب زمین کی حرام مگر جو پانی بارش کا کنوئین یا دریا کا برتن یا حوض وغیرہ مین محفوظ کیا جاے وہ ملک

عرس یا نکاح مین لٹائی جاتے ہین تقدیم قبض سے ملک مین آجاتی ہین (عالمگیری) مگر جب وہ شی
کسی خاص غرض کیلیے مباح کی گئی ہو تو اوسی کام مین صرف ہوگی جیسے طعام دعوت کا جماعت
خاص کے کھانیکے لیے مباح کیا جاتا ہے پس جائز نہین ہے کہ طعام دعوت مین دوسرے کو خود شریک کرلی
یا کچھ اپنے ہمراہ لیجاوے یا بیچے مگر باجازت مالک (عالمگیری) یا کسی سائل یا خادم کو یا اوسکو جو اوسمی
عون پر شریک ہے دی اور یہ بھی اختیار نہین کہ دوسرے شخص کے سامنے سے کھانا اوٹھالی جسکے علیحدہ
ہون (تحفۃ البرکات) کیونکہ وہ خاص اوسکے لیے ہے اگرچہ صاحب دعوت مختار ہے مسئلہ اگر کسی نے
کوئی شی ایک جماعت کو ہبہ کی اور حصے نکیے تو امام صاحب کے نزدیک یہ ہبہ جائز نہین (شرح وقایہ)
اور اگر مباح کی جیسا کہ دعوت مین ہوتا ہے تو اوسکا استعمال سبکو جائز ہے بدون قبض وملک کے
مسئلہ مصلحت وضرورت کی رعایت ہوگی مثلاً کسی تنگ راہ مین ایک طرف سے چھکڑا اور دوسری طرف سے
گھوڑا آتا ہے اب چھکڑے کے پیچھے نکلنا ہر سوار پر لگا یا ایک گاڑی وسط راہ مین جاتی ہے جس سے
پیچھے سے راہگیر نکل جانے اور اپنی متوسط رفتار کا موقع نہین ملتا پس ضرور ہے کہ گاڑی ایک طرف
کر دیجاوے اگر کوئی دوسرا اگر گاڑی کو مضر نہو ساز اور عام یعنی سواے متعارف فائدون کے کسیکو ایسے
انتفاع یا کام کا حق نہین ہے جس سے عموما مضرت ہو جیسے راہ مین کوئی بدبو یا نجاست پھینکنا
یا درندے یا موذی جانور چھوڑنا یا ایسا بیہودہ غل کرنا جو سبب حرج وتکلیف ہو یا تالاب مین
ایسی کوئی چیز ڈالنا جس سے سب مچھلیان مرجائین یا پانی بدبودار ہوجاوے یا جنگل کی گھاس
خشک ہوجاوے یا مصنوعی اسطرح کہنا جس سے خواہ مخواہ دوسرے کو تنفر ہو اور طبیعت مائل
ہو یا استحقاق عام متنفع ہین اور مباح اموال کا بیچنا اور اجارہ پر دینا قبل ملک جائز نہین مگر جبکہ
کسی ظالم نے قبضہ کرلیا اور بیچا تو اوسی خریدنا پھر بیچنا روا ہے یا کسی شخص نے اپنی محنت وصرف
خاص سے ایسے مقامات تیار کیے تو معاوضہ اوسکا صحیح ہوگا جیسے پل تالاب نہر سڑک چراگاہ
وغیرہ اسمین حق عام ساقط اور تصرف ومعاوضہ جائز ہوا مسئلہ گھاس اپنی زمین مین بوئی یا اوسی محفوظ
رکھے تو مملوک اور قابل بیع ہوجاویگی (مجلہ) مسئلہ وحشی جانور کسی مکان مین رہین یا بچے
دین تو صاحب مکان مالک نہوگا بلکہ جو پکڑ لے وہ مالک ہے ہان کسیکو یہ حق نہین کہ اونکے شکار کے
لیے اوسکے گھر مین کسی قسم کی مداخلت کرے اور اگر یہ مکان اسی غرض سے تیار کیا گیا تھا

جیسے کبوتر وغیرہ کی چھتری تو اسکا مالک ہو جائیگا (کنز الدقائق) رکاز وہ مال جو زمین یا در یا پہاڑ سے نکلے تین اگر پیدائشی ہے جیسے جواہر۔ سونا۔ لوہا۔ سیسہ۔ چاندی۔ جست۔ وغیرہ اسی معدن کہتے ہیں اور اگر وضعی ہے یعنی کسی نے دفن کیا ہو تو کنز ہے اور کنز کی تین قسمیں ہیں۔ اسلامی جیسے کوئی علامت اسلامیہ ہو جیسے کسی مسلمان بادشاہ کا سکہ یا علامات مخصوصہ اہل اسلام سے کنز کفر جیسے کوئی نشانی کفر کی ہو مشتبہ یعنی کوئی ایسی علامت نہ ہو جس سے تمیز و تخصیص ہو سکے اور یہ بعضوں کے نزدیک کنز اسلام کی حکم میں ہے اور بعض کے نزدیک کنز کفر کے حکم میں ہے اور وہ مقام جہاں کنز یا معدن نکلے چار قسم کے ہونگے۔ مباح جیسے پہاڑ جنگل ویرانہ عشری و خراجی یعنی وہ زمین جنپر حقوق سلطنت خراج یا عشر واجب ہوتے ہیں مملوک کھیت یا باغ وغیرہ محفوظ جیسے گھر اور احاطہ وغیرہ پس مباح و عشری و خراجی میں معدن ہو یا کنز کفر پانیوالے کا حق ہے اور خمس حق بیت المال ہے اور مملوک و محفوظ میں معدن مالک کا ہے اور خمس واجب نہیں ہاں ایک روایت میں ارض مملوک میں بھی خمس ہے اور کنز کفر اوسی کو ملیگا جسکو اول فتح میں سلطان نے مالک بنایا ہو یا اوسکے ورثہ لیں ورنہ وہ مسلمان مالک مشہور جس سے پہلے کوئی معروف نہ ہوگا اور وہ موجود یا مسلمان نہ ہو تو دہقان قابض لے ورنہ حق بیت المال ہے اور کنز اسلام ہر حال میں لقطہ ہے یعنی وہ پڑا ہوا مال جسے پانیوالا ایک وقت تک مشہور کرے اگر غنی ہو تو تصدق کر دے اور فقیر ہو تو چاہے خود خرچ کرے چاہے تصدق کرے اور جب مالک مطلع ہو تو اوسے اختیار ہوگا کہ مال لے یا ثواب خمس او نہیں جو زمین سے جو پگھل سکتی ہیں جیسے چاندی سونا لوہا تانبا وغیرہ اور کسی میں نہیں آور حربدستان اگر باذن امام زمین کہودے اور کچھ پاوے تو

[illegible]

حسب شرط مالک ہوگا و رنہ نہ (عالمگیری) سوم حقوق محضہ یعنی جو کسی فعل یا بدل کے معین معاوضہ میں واجب نہ ہوئے ہوں بلکہ محض شرع یا مواعید یا عرف یا ضوابط جاریہ یا قدامت یا قرابت وغیرہ پر مبنی ہوں پس یہ حقوق خواہ مالی ہوں جیسے مہر۔ میراث وغیرہ خواہ غیر مالی جیسے اباحت کرنے اور تطلیق اور اذان دینے کا حق یہ سب سات قسم کے ہیں ۱ محض دفع ضرر جیسے حق شفعہ ۲ غیر منتقل جیسے نفقات ۳ متعلق بغیر جیسے وظائف۔ امامت ۴ متعلق بملک غیر جیسے حق تعلی حق مرور وغیرہ ۵ فارغ جیسے حق تصنیف ۶ غیر موجود و غیر مملوک جیسے مواعید قبل از وقت ۷ غیر مؤکد جیسے اموال غنیمت جو دار الاسلام میں نہ لائی گئے ہوں پس ۱ ۰ ۲ ۰ ۳ - ۴ - ۶ - ۷ میں انتقال ہے نہ معاوضہ اور (۷) میں ضمان ہے نہیں اور (۳) میں انتقال و معاوضہ شرط پر جائز ہے کہ وہ لوگ جنسے اس حق کا تعلق ہے تسلیم کرلیں اور (۵) میں مطلق انتقال و معاوضہ صحیح ہے ہر چند تفصیل اور انضباط انکا مشکل ہے مگر مختصر کچھ ذکر کیا جاتا ہے ۱ حق شفعہ کا عوض اور انتقال ناجائز ہے (ہدایہ) کیونکہ محض دفع ضرر جوار کے لیے مشروع ہے (شامی) اور جب شفیع بعوض یا بلا عوض دست بردار ہو پھر اوسکو حق حاصل نہیں ہو سکتا اسلیے کہ اختیار سے تقریر حق باطل ہوئی اور اس حق میں انتقال نہیں بلکہ اسقاط ہے و الساقط لا یعود ایسی ہی مخیرہ کا حکم ہے (شامی) اور تقسیم زوجین میں بھی یہی حکم ہے (شامی) مگر اسمیں رجوع کا حق باقی ہے اسلیے کہ یہ حق وقتاً فوقتاً حادث ہوا کرتا ہے پس عفو و اسقاط حق موجود پر ہے حق حادث پر اوسکو وہی اختیار باقی ہے ۲ نفقات ۳ میراث [illegible] الشفعہ وہاں تک ان میں انتقال باطل ہے یعنی دوسرے کو اس عوض کیا انکا کسی کو [illegible]

عوض ہو باطل ہے اسلیے کہ ان سبکا مدار نسب اور قرابت پر ہے اور وہ غیر منتقل ہان عقود قطعی جائز ہے
اور معاوضہ لازم اور جب مال معین ذمہ پر ثابت ہو جاے تو اوس مال کا منتقل کر دینا برضامندی بہی
جائز ہے وظائف سلطانی مثلا اور تنخواہین جو بلا خدمت رعایا کو ملا کرتی ہین مثلا حق امامت مثلا حق
خطبہ خوانی مثلا حق موذنی مثلا حق نکاح خوانی وغیرہ انکا انتقال اور معاوضہ بہی بشرط رضا مسلمانان
و مقتدیان وغیرہ جائز ہے جیسا کہ تصریح کی اسکی شامی نے مسئلہ نزول وظائف مین اسناد حسنہ
اور دلائل مرجحہ سے حق تصنیف یہ مسئلہ نیا اور کثیر الشیوع ہے اور قول سلف اسمین پایا نہین جاتا
مگر میرے نزدیک اسکا معاوضہ و انتقال صحیح ہے اور یہ شبہ کہ جب مصنف نے کتاب بیع یا ہبہ
کی تو مالک کو ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے مرتفع ہے بدین طور کہ مشتری کو اصل کتاب اور اوسکے ہر ہر
پڑہانے لکہنے بیچنے پر کامل اختیار ہے اور چہاپنا امر آخر ہے کتاب کی منافع بعد نقل منتہی ہو گئی اور قابل
عوض ہونا اسلیے ہے کہ جب ہمکو حق منع مسلم ہے پس اجازت دینا اوس حق کا انتقال ہے
اور نقل مستلزم ہے عوض کو پس جب زید نے عمرو مصنف سے کہا کہ اگر تم سوا ہمارے تمام عالم
کو اس کتاب کی چہاپنے سے منع کر دو تو ہم اسقدر مال دینگے اب یہ اجازت عمرو کی مخصوص زید کی نسبت
اور ممانعت اوسکی تمام عالم کو نسبت کیا ایسا فعل نہین ہے جو مستحق معاوضہ سمجہا جاے اور یہ شبہ کہ
اس اجازت سے زید کو حق منع و اجازت کما منہ پیدا ہوا صحیح نہین اسلیے کہ جب عمرو نے زید کو
اجازت اور اختیار تام دیا تو زید اپنے حق کی محافظت پر مختار ہے اور اسیطرح اوسی اپنے حق کو
چہوڑ دینے کا بعض یا کل مین اختیار ہے اور ظاہر ہے کہ حاجت اور ضرورت اسکی مخصوص اشاعت
علوم کیواسطے اشد ہے اور تعامل اسکا شائع ایسا کہ ہر مصنف یا کسی امر کے موجد کو دو دقتین پیش
آتی ہین اگر نہ چہپوائی اور شائع نکرے تو بالکل محنت ضائع ہو اور خلق کو نفع نہ مل سکے
بخلاف سلف کی کہ عادت نقل و کتابت کی رکہتے تہے اگر چہپوائی اور غیر مقبول ہوئی تو نقصان
ظاہر ہے اور مقبول ہوئی تو دوسرے تاجر فورا چہاپ لینگے اور واقف کار جانتے ہین کہ مصارف
طبع اول طبع آخر سے کہین زیادہ ہوا کرتے ہین پس اس بیچارے کو نقصان ہوگا اور منافع اسکی
ایجاد و اختراع فنون و صنائع مین ہرگز اسقدر نہین جنکو حکمت شرعیہ سرسری نظر سے دیکہے
اور اگر کوئی شبہ عدم جواز پیدا بہی ہو سکی تو دلیل جوازکی جو حاجت اور انتفاع خلق اور تصرفات مین

اور نظم و نسق ملک و باشندوں سے متعلق ہے دسوین حصہ کو بھی نہ پاوینگے سلطنت کی ۱۲ انعامات و احسانات کو دعویٰ ہبہ نہ قبل وعدہ موجود اور نہ قبل قبض مملوک ہین پس انکا پورا کرنا مستحسن اور دیانۃً لازم ہے نہ قضاءً اور جب خود حقدار کوئی شی نہین تو انتقال بعوض کیسا اسیطرح ۱۸ مال غنیمت جو دار الاسلام مین نہین آیا حاکم ہو مدم ہیں ہر اور جب دار الاسلام مین لایا گیا تو قبل تقسیم مملوک نہین ۱۸ حق ۱۹ حق تسییل ۲۰ حق شرب ۲۱ حق تلاوت ۲۲ حق خدمت و ملازمی ۲۳ حقوق زمینداری انکی بیع جائز نہین اسلیے کہ صرف حق حاصل ہے اور ملک دوسرے شخص کی ہے تو حق مجرد غیر مملوک ہے جسکا عوض نہین لیتا ہے اور اگر ملک بھی ہے تو یہ منافع بھی اجارہ مین محسوب ہونگے ہان تبعًا یہ بیع جائز ہونگے جیسے گھر مول لیا اب اوس راہ یا لاتاب پر جو غیر مملوک ہین اور اوس گھر کے رہنے والے اودھر سے چلتے تھے یا پانی اوسیطرف بہتا یا وہان سے پانی لیتے تھے اس مشتری کو بھی یہی حقوق حاصل ہونگے یا تلی کا گھر بیچا اور اوپر کچھ بنا ہوا ہے تو اب اوپر کا استثنا مع حق علو جائز ہے اور اگر اوپر کچھ نہین تو نہ استثنا جائز ہے نہ بیع ہیبت عدم جواز سے یہ مطلب نہین کہ یہ معاوضات حرام ہین بلکہ اگر باہم ایسی معاوضات قرار پا جاوین تو معاوضہ حلال اور قضاءً غیر لازم ہوگا اسلیے کہ محض وعدہ ہے تحقیق ان مسائل مین یہ ہے کہ جو فقہا نے حقوق مجردہ کی معاوضہ ناجائز قرار دیا ہین اوس سے وہی حقوق مراد ہین جو مجرد ہین ملک سے اور اونکے احکام کی تفصیل مذکور ہوئے مگر یہ مسائل محتمل التاویل اور مختلف فیہ ہین اور ارفق و اولی یہ ہے جو عاجز نے منضبط کیا اسلیے کہ عرف و حاجت و مطابقت اصول اسمین زیادہ ہے واللہ اعلم صلح مین وجہ بیع ہے اسلیے کہ بعد انعقاد صلح دعویٰ ساقط اور عوض لازم ہو جاتا ہے اور عوض اگر مستحق نکلے تو بقدر استحقاق دینے والے کے ذمے عائد ہوگا مثلاً زید نے صلح مین دو مکان دیے ایک مستحق نکلا اوسکی قیمت ادا کرے اور بدل مین رد عیب اور تعیین اور تسلیم کے قدرت شرط ہے اور یہ کہ اموال ممنوعہ محرمہ سے نہو مگر مبدل منہ مین کوئی شرط نہین اسلیے کہ وہ ساقط کیا جاتا ہے اور جب حقوق کی مقدار یا ثبوت مین اختلاف ہو تو جسقدر رقم یا زیادہ دیا جاوے عفو و احسان ہے مگر کسیکو واپسی کا حق نہین اسلیے کہ مدعی گویا اپنا حق کم کرتا ہے اور مدعا علیہ مال خرچ کرکے ذمہ پاک کرتا ہے اسصورت مین واپسی کیونکر ہو سکتی ہے مسئلہ حق مالی جس قسم کا ہو اوسی قسم کا عوض نلینا چاہیے تاکہ شبہ ربوا سے بچے مثلاً زید و عمرو نے ایک کھیت گیہون کا بویا اور صرف زید نے اوسے کاٹ لیا اب ایک مقدار غلے پر صلح ہوئی تو گیہون نقد ہون یا قرض

۱۲ کسی راہ سے ... یا اوپر منزل بنانے کا حق ... اور رستے کا حق ۱۲

خرچ کی جاوین اور دوسری قسم کا مال نقد دنیا جائز ہے ہان اگر یہ کہا گیا کہ اسقدر لینگے باقی بخشی یا کچھ جائز نہین
سے عفو و ساقط ہو جاتا ہے مسئلہ انمین حق تعلیم تو استاد و مرشد و والدین کا کسیطرح ساقط نہین ہوتا جسکو حسن
الادا ہیگا اسلیے کہ یہ اللہ کے حقوق سے ہین جو اسنے اپنے بعض بندون کے لئے منسوب کئے ہین مسئلہ اگر
استاد یا باپ نے کہا کہ ہمنے تعظیم یا خدمت یا توہین معاف کردی تو بھی ایسے معاملون جو حقیقت تک
پہنچ جاوین گنہگار ہوگا اور اگر صرف ترک خدمت کرے تو سعادت سے محروم رہیگا تصرفات جائزہ
یعنی وہ چیزین جنمین مالک کا اذن شرط نہین اسکی تین قسمین ہین ۱ وہ انتفاع جو نہ مقبوض ہے
نہ مملوک جیسے چراغ کی روشنی عطر وغیرہ کی بو آگ کی گرمی کسی چیز کا تماشا کسی آواز کا سننا ۲ وہ
جو باوجود مملوک و مقبوض ہونیکے بحکم انسانیت و مروت امتناع سے مستثنیٰ ہین جیسے پانی آگ یا ہر روزمرہ کی
ضروری استعمال کی چیزین نہ انکا سوال عار و ممنوع ہے نہ انکا محروم ۳ وہ اشیاء ہیندلہ جو باعتبار
اتحاد و مروت و روابط و قرابت کے بدون اجازت باہم مستعمل ہوا کرتے ہین اسمین اشیاء نفیس و خسیس
کا اعتبار نہین بلکہ اس امر کا ظن غالب ہونا چاہیے کہ باعتبار رسم و عادت کے مالک برضا و رغبت
دیگا یا نہین یا مالک نے عموماً اجازت دیدی ہے غرضکہ بقدر ظن رضا و اجازت کے استعمال جائز ہوگا پہلی
قسم مین نہ ملک ہے نہ حق منع اور دوسری قسم مین باوجود ملک منع نکرنا چاہیے ویمنعون الماعون آیہ
تیسری قسم مین اجازت عادی کا اعتبار ہے اور سہولت اور عرف کے لحاظ سے غلبہ ظن قائم مقام اجازت
کے کیا گیا فریب وہ امور جو اہل معاملہ کے اوس امید اور خیال کے منافی ہون جو انکو کسی قرینے یا بیان
سے حاصل ہو مثلاً شہد آٹھ آنے سیر قرار پایا اور خریدار نے کہا کہ اسمین میل ہے بایع نے دوسرا شہد
نکالا اور کہا اگر عمدہ منظور ہے تو روپیہ سیر لیجیے اس تقریر سے ضرور خالص ہونیکا خیال ہوگا یا بازاری
مٹھائی اوپر کچھ اور باسی تلی کردی جس سے کل مٹھائی تازی نظر آتی ہے یہ سب امور داخل
فریب ہین مگر جبکہ بوجہ ارزانی قیمت یا کمال رواج و شہرت یا ضرورت صناعت یا تجارت وغیرہ
کسی قسم کا میل یا عیب کیا جائے اور بوقت استفسار خلاف بیانی نہو اور نہ خود یہ کہے کہ اسمین کچھ
نقصان نہین اور نہ یہ کہے کہ ہم اسکی خرابی سے خبردار نہین تو باعتبار عرف اور شہرت کے فریب نہوگا
مشتری مطلع ہو یا نہو جیسے گوٹا جسمین ریشم بضرورت ہوتا ہے یا ظروف و زیور جسمین ٹانکا ضرور ہوتا ہے
یا گیہون پیسنے کے لیے روٹی آبدار ہونیکے لیے ترکاریان سیراب رہنے کے لیے تر کرنا یا دودھ مین بوجہ پتلا ہونے

وشہرت پانی ملانا یا شہد میں کوئی شے ملانا جبکہ عرف سے زیادہ نہو تو فریب نہیں ہے کیونکہ ہر شخص اسکی
کیفیت جانتا ہے اور قیمت خالص کے علیحدہ و گران ہے مگر جبکہ کنایۃً یا صراحۃً انکار کیا گیا خلاف کیا گیا
تو فریب و دروغگوئی سے خالی نہیں یا جو چیزیں اکثر ایک ہی صفت کی بکا کرتے ہیں اسکے خلاف بیچنا
مثلاً ایسے تہان جو نئی بکا کرتے ہیں اب کسی نے کچھ استعمال کرکے دہلوا کر پھر بازار کو بھیجے فریب ہے
یا جس آمیزش یا فریب سے غرض اصلی یا وصف مقصودہ بدلجائے یا مبطل اصل شئے ہو یا عرف سے زیادہ ہو
فریب ہے نقصانات فریب بایع پر عائد ہونگے اگر مبیع بالکل بدلگیا ہے تو بیع باطل اور اگر کچھ ناقص
ہے تو خیار عیب حاصل ہوگا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور ایسی چیز دینکی ملائی سے جو نقصان ہوتا بایع کو ذمہ
ہیں بشرطیکہ یہ ثابت ہو کہ بایع نے عمداً فریب کیا مثلاً عرق بادیان کے نام سے کوئی اور شئی دیدیا ہے کہ جس نے
بالکل خراب دیا جس سے تمام دوا ناقص ہوگئی پس بایع کل دوا کی قیمت کا ذمہ دار ہے مگر وہ نقصان
جو اوس دوای خراب شدہ کی استعمال سے پیدا ہو ذمہ بایع نہیں ہے مگر وہ جو ہو سکے جو عرفاً
حقیر و غیر معتبر ہوں جیسے روئی کے ساتھ بنولی یا گیہوں کے ساتھ کچھ اور ناقص چیزیں جنکا علیحدہ ہونا
نہایت مشکل ہے معاف ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من غشنا فلیس منا رواہ بخاری
یعنی جسنے فریب کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی مسلمان کامل نہیں ہے نعوذ باللہ منہا متفرقات

۱ جس چیز کا تجربہ خلاف مقصود یا خلاف عرف ہو جیسے دری ۔ تہان ۔ چادر ۔ ظروف
حیوانات وغیرہ وزن وصف کے اعتبار سے تب ثمن بیش یا کم ہوگا جب یوں
کہا جاوے کہ یہ برتن فی سیر ایک روپیہ یہ کپڑا فی گز آٹھ آنے کے حساب سے بیچا اور کل
اسقدر ہے تاکہ مبیع مجہول نرہے اب اگر وہ برتن یا کپڑا تول ناپ میں کم و بیش ہے تو قیمت بھی
گھٹ بڑھ جائیگی مگر مشتری کو اختیار ہوگا کہ لے یا نہ لے اسلیے کہ کمی میں شاید مبیع خلاف مرضی ہو

اور بیشی ثمن خلاف ارادہ ہو اور اگر یون کہا کہ یہ چیز اسقدر راس قیمت پہنچی تو بصورت کمی مشتری
تخمین اور تقدیر بیشی بایع کو اختیار نہین اور قیمت بیش و کم نہ ہوگی کیونکہ یہان وصف یعنی مقدار
مقصود نہین پس اوسکی وجہ سے ثمن بیش و کم نہوگا جیسے ایک غلام بیچا اور کہا یہ کاتب ہے اب
اگر وہ کاتب نہین تو خریدار واپسی کا حق رکھتا ہے اور اگر کاتب بھی ہے اور شاعر بھی تو بایع کا حق کچھ زیادتی
نہوگا ۳ ایسی بانٹ اور پیمانہ سے بیچنا جو موجود ہون اور مقدار معلوم نہو اور بیع فی الفور ہو
تو جائز ہے جیسے ایک آنی کے جو اس پتھر کے برابر یا کٹوری بھر بیچے کیونکہ گو مقدار معلوم نہین
مگر مبیع اشارہ سے معین ہو گیا بخلاف سلم کے کہ اوس مین مبیع قرض ہوتا ہے پس اگر پیمانہ سے یا
وزن سے تلف یا ناقص ہو گیا تو اندازہ مبیع کا غیر ممکن ہو گا (جامع صغیر) ۴ قاضی یا سلطان کو نرخ مقرر
کرنیکا حق نہین ہے مگر جبکہ ضرر عام اور غبن فاحش ہوتا ہو اور قاضی مسلمانون کے حقوق کی محافظت سے
عاجز ہو جاے تو مشورہ نرخ مقرر کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے ۵ اجرت وزن و کیل و شہادت بیع
وغیرہ ذمہ بایع ہے اور روپیہ کا گننا پرکھنا اور تحریر بیعنامہ وغیرہ ذمہ مشتری ہے (ہدایہ) ۶ جو شی پیمانہ یا تول
سے بکتی ہے اوسکا بیچنا منع ہے ۷ دو ہم جنس مال جیسے گندم بعوض گندم یا جو بمقابلہ جو اسطرح نہ بیچے
جائین جس سے اونکی مساوات کا یقین نہو سکے جیسے اشارۃً تخمیناً وغیرہ ۸ بایع و مشتری کی طرف سے
ایک ہی شخص وکیل نہین ہو سکتا مگر نکاح مین جائز ہے پس ولی یا وصی یا وکیل اپنے لیے اپنی توسط اور
ولایت سے نابالغ یا موکل کا مال نہ خرید سکتا ہے نہ اپنا مال اوسکے ہاتھ بیچ سکتا ہے مگر صغیر کے
باپ کو یہ سب اختیارات حاصل ہین (ہدایہ کتاب الرہن) مسئلہ زید کو بکر نے ایک مکان
خریدنیکا وکیل کیا اور عمرو نے ایک مکان بیچنے کا وکیل کیا اب زید عمرو کا مکان بکر کے لیے نہین خرید سکتا
۹ چٹھی ڈالنا قمار ہے اور بیع اسکے ذریعہ سے باطل ہے ۱۰ ضرور ہے کہ بایع مال کا مالک یا وکیل
ہو ورنہ بیع موقوف رہیگی ۱۱ جو مال بوجہ خیار عیب یا خیار رویت یا خیار پسندی کے واپس کیا جائے
اوسکی باربرداری کے مصارف مشتری کے ذمہ ہونگے (عالمگیری) مگر جبکہ بایع نے اقرار کر لیا ہو اور
جبتک مال بایع یا اوسکے گماشتے کو نہ ملجاے مشتری ذمہ دار ہے اور جس چیز کے لیے باربرداری
ضرور ہے وہ اوسی مقام پر پھیری جاے جہان خریدی تھی (شامی) یا جس مقام کا اقرار کیا گیا ہو
۱۱ امام محمد کے نزدیک ناشگفتہ پھل کی بیع جائز ہے تاوقتیکہ ہلاک کرنیوالے پر ضمان (عالمگیری)

۵۱ جانور یا زمین بکی اور اوسمین سے ایسی چیز نکلی جو اوسمین ہوتی ہے جیسے معدن زمین سے یا
بچہ جانور سے یہ مالک مشتری کی ہے اور اگر ایسی چیز نہیں بلکہ باہر سے آ کر ہے جیسے دفینہ زمین میں
یا مرغ کے پیٹ سے موتی تو وہ مال بائع کا ہے مگر مچھلی کے پیٹ میں موتی اور موتی سیپی میں نکلے
تو بھی مال مشتری کا ہے کفایہ ۵۲ کسی حربی یا ذمی کا غلام مسلمان ہو جاوے یا وہ کسی مسلمان
غلام یا کنیز کا مالک ہو تو اوسی بیچنے پر مجبور کرنا چاہیے اسی طرح مصحف پاک کے بیچنے پر بھی جبر کرنا چاہیے
(عالمگیری) ۵۳ شہد کی مکھی ریشم کا کیڑا مینڈک سا (خزانۃ المفتین) وحشی درندے سکھائے ہوئے
یا بے سکھائے ہوئے بلی (قاضیخان) ہاتھی ہاتھی دانت حرام جانوروں کی ہڈی کھال وغیرہ
(شامی) گوبر (جامع صغیر) بانس (حاشیہ جامع صغیر) کا بیچنا صحیح اور ارفق طور پر جائز ہے اور [illegible]
میں انہیں فتویٰ پر فتویٰ ہے ۵۴ حرام گوشت جانور اور حشرات الارض میں کلام کیا گیا ہے حسن
بن زیاد نے مطلقاً جائز فرمایا اور فقیہ ابو اللیث نے یہ تصریح کی کہ اگر اوس سے دوا مقصود ہے تو جائز
ہے (شامی) اور یہ قول بعین ہمارے دور کے گئے کہ حرام سے انتفاع جائز نہیں (درمختار) میں کہتا
ہوں کہ جب بیع سمیات و مفطرات و فیل وغیرہ بلا کراہت جائز ہے اور سکھائے کتے کا بیچنا روا ہے
اور بوقت ضرورت سوئر کے بال سے جوتا وغیرہ ٹانکنا بکراہت جائز ہے تو اور جانور و کسی قسم کا
منافع جائز بوقت ضرورت کیونکر منع ہوگی البتہ اکل و شرب و لباس وغیرہ جائز نہیں ہو سکتے پس
حرام گوشت جانور وغیرہ بک سکتے ہیں جبکہ کسی اور ضرورت میں بکار آمد ہوں اور حشرات الارض
جیسے بچھو سانپ وغیرہ بھی اگر بکار آمد اور مفید سمجھے جائیں تو بک سکتے ہیں اور انکار متقدمین کا محمول
ہے عدم تعارف اور حاجت پر خواہ یہ کہ مفت مل سکتی تھی اور اس زمانہ میں تعارف و حاجت اور
عدم دستیابی ثابت ہی ۵۵ آگ بھی بکتی ہے کہ جس قیمت کا خرید اور بیچنا روشنی کے لیے جائز ہے مگر

مسئلہ ۱۴ جن میں بجملہ اس کے جو معلوم ہوا کہ سوائے مواقع ممانعت کے اور صورتون مین ایسے شیئون مین
ثلث مستثنیٰ نہین اور دو صورت ثمانیہ جائز ہے اُن جزئیات کا ہر ۱۵ جس چیز کا علحدہ بیچنا منع ہو اسکا استثنا
بھی ناجائز ہے جیسے پیٹ کا بچہ یا درخت بیچکر وہ پھل جو آیندہ نکلینگے نہ بیچنا اسمیں یہ تھا کہ کوئی چیز خرید کر ثمن
ادا کرنے سے پہلے بایع کے ہاتھ کم پر بیچنا جائز نہین مگر جبکہ استعمال وغیرہ سے ایسا فرق آجاوے جس سے
قیمت کم ہو ۱۶ جو چیزین اصل غرض مبیع سے متعلق ہین جیسے کنجی قفل مین یا جزو مبیع ہین جیسے
جلد کتاب کی یا تابع مبیع ہین جیسے مکان کی کیلین یا گھوڑے کی لگام وغیرہ یہ سب چیزین مبیع کے ساتھ
بے ذکر کئے بک جاتی ہین مگر جبکہ صراحتاً علحدہ کرلے جائین یا عرف خلاف ہو اور جو شئے تبعاً داخل ہو
ثمن اوسکے مقابل مین تقسیم نہو گا یعنی بیشی و کمی سے قیمت بیش و کم نہو گی جیسے مکان بیچا اور کیلین
اوکھاڑ لین یا سب ثمن کم نہوگا البتہ مشتری کو خیار حاصل ہے کہ پورے دام دے یا مکان پھیر دے اسلئے کہ
یہ بمنزلہ وصف کے ہے اور وصف کے فوت ہونے سے خیار حاصل ہوتا ہے ثمن بیش و کم نہین ہوتا مسئلہ
کھیتی زمین کی بیع مین اور پھل درخت کی بیع مین داخل نہین اور درخت زمین کے بیع مین داخل ہے
(عالمگیری) ہر چند ان تینون چیزون مین معنی تابعیت کی موجود ہین اور مستقل قیمت رکھتے ہین مگر
درخت کو زمین سے اتصال قرار ہے اور دوام پس جانب تابعیت غالب ہے اور پھل اور زراعت کا اتصال
قرار نہین لہذا وہ مستقل مقصود سمجھے گئے مسئلہ برگ زعفران اور گلاب اور وہ پتے جو پھل کی طرح
عزیز و بکار آمد ہوں پھل کے حکم مین داخل ہین (عالمگیری) ۱۹ صرف درخت بیچا جائے تو بایع کو
حق ہے کہ فوراً اپنی زمین خالی کرالے اور خریدار درخت کاٹ لیجائے مگر برضا مندی بایع درخت
نہ کاٹنا بھی جائز ہے لیکن اس شرط کو عقد مین داخل کرنا مفسد بیع ہے نیز جب کہ بیان کر دیا جاوے کہ
درخت کہان سے کاٹا جائیگا ورنہ عرف پر حکم ہوگا لیکن جب کچھ تعیین نہوئی اور عرف پر عمل کرنے مین
مضرت ہو مثلاً کسی دیوار کے یا وغیرہ کو زیادہ کھودنے سے نقصان پہنچے تو بقدر مضرت غیر معتبر ہوگا
(عالمگیری) مثلاً ایک درخت بیچا گیا جو دیوار یا کسی دوسرے کے کھیت یا درخت کے قریب ہے اور درخت
تا کہ بالکل جڑ نکال لیجاوے اور اس صورت مین دیوار یا کھیت یا درخت یا کنوئین کا نقصان ہے تو
اسیقدر زمین کھودی جاوے جس سے مضرت نہ پہنچے اور بصورت عدم ضرر بالکل کھودا جائیگا
۲۰ زمین بیچی تو کھیتی پکی ہو یا کچی زمین خالی کرالینے کا مشتری کو اختیار ہے اور یہی حکم ہے پہلے کا

۲۱ ثمر خام یا کچی کھیتی بیچنا جائز ہے اور اسکی تین صورتین ہین ۱ قبل ظہور یعنی پھل ظاہر ہوا ۲ بعد ظہور پکنے سے پہلے ۳ جب پکنا شروع ہو پس شکل اول مین باتفاق بیع ناجائز ہے اسلیے کہ بیع معدوم ہے اگر اس سے مراد پھل بیچنا ہو تو کل باغ معد زمین اجارہ پر دیدا اور بدستا و معین کرے جسمین غالباً پھل پک جاینگے تو اسمین کوئی مضائقہ نہین اور شکل دوم مین اگر کاٹ لینے کا وعدہ کیا تو باتفاق جائز ہے اور اگر یہ ٹھہرا کہ بکنے تک درخت پر پھل رہینگے تو اسمین جمہور عدم جواز کا حکم دیتے ہین مگر حلوانی اور فضلا نے جواز پر فتوی دیا ہے اور استحسان مروی ہے محمد سے اور ترجیح دی اسی شامی نے اور فتوی نقل کیا عالمگیری نے اور ہدایہ و قاضیخان مین ہے کہ اگر اپنے حد تک پہنچ گئی ہون تو امام محمد رح کے نزدیک شرط ترک جائز ہے اور یہ اسلیے ہے کہ قلیل معدوم کثیر موجود کی تابع سمجھے جاینگے اور یہی حکم ہے گلاب کا اگرچہ اسکے پتے وقتاً فوقتاً نکلا کرتے ہین کہا شامی نے کہ ہمارے زمانہ مین سخت ضرورت ہے اسکی اور روکنا آدمیون کا عادت سے مشکل ہے لیکن ہمارے ملک مین یہ صورتین کہ صرف پھول آیا اور پھل پک گئے ۲ نہایت چھوٹے چھوٹے پھل بشرط ترک اسکی عدم جواز مین کوئی شبہ نہین ہان اگر چھوٹے پھل بیچکر بائع بخوشی یہ کہدے کہ جو پھل اور پیدا ہون یا جو بڑھوا نہین آئے وہ ہمنے تمکو عفو کیا یا تا پختگی اثمار قطع نکرو تو باتفاق جائز ہے اور اگر بعد ظہور اثمار بیع واقع ہوئے اور باقرار صریح یا بمقتضائے عرف یہ قرار پایا کہ پکنے تک پھل درختون پر رہینگے اور مشتری پھلون کی محافظت وغیرہ کے لیے درختون پر قبضہ رکھیگا تو اسکے جواز مین اختلاف ہے جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور شکل سوم مین باتفاق بیع جائز ہے ۲۲ زید نے ایک شی خریدی اور قبضہ کر لیا اور قبل ادای قیمت مر گیا اور سوا اس شی کے اور مال نہین تو بائع اور دوسرے قرضخواہ برابر ہین (مجلہ) اور اگر بائع نے مبیع نہین دیا اور ثمن وصول کر لیا اور مر گیا تو مبیع مخصوص حق مشتری ہے دوسرے قرضخواہ اسمین شریک نہین ہو سکتے کیونکہ مبیع معین موجود ہے اور ثمن غیر معین ہے اور ذمہ پر ثابت (مجلہ) ۲۳ ایجاب و قبول کسی خاص طریقہ پر قرار دینا موجب فساد بیع ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت مین تھا کہ تاکہ ہاتھ چھو لیا یا پھر بائع نے بجائے قبول کے مال مشتری کی طرف پھینکدیا یا مشتری نے اوس پر کنکری پھینکدی یا پتھر رکھدیا ایسے ہی اس زمانہ مین اور اسور بھی جاری ہین یہ سب منع ہین اسلیے کہ انمین انکار یا نزاع کا احتمال باقی ہے ۲۴ جو مال ریل یا ڈاک وغیرہ پر بھیجا جاوے وہ مرسل الیہ کے قبضے مین نہین آیا اور درصورت ہلاک بھیجنے والا ذمہ دار ہے جیسے حوالہ کہ محتال نقض حوالہ نہین کر سکتا

ف ۲۱ یعنی ثمر خام ۲۲ مشتری بیع چھوڑ کر مدیون مرے و ۲۳ ایجاب و قبول بطور خاص ہو ف ۲۴ ریل یا ڈاک مین مال کس کے ذمہ داری مین ہے ۵ یعنے جب پھل پکنے لگی ہو۔

اگر جبکہ مرسل الیہ ولینا ممکن ہو تو پیغام رساں ذمہ دار ہے اور اگر مرسل الیہ کی حکم یا ذمہ داری سے [illegible]
تو بیع جو الاہی میں ہے اور مرسل الیہ قابض متصور ہوگا اسلیے کہ ذمک یا پاس رسل کے [illegible]
مقام میں تھا جبکہ ایجاب وقبول ہوگیا پھر مشتری نے پرتال کی اور دیکھا جو عیب [illegible]
ہے جو چھپا [illegible] شرعی کردی اسصورت میں اگر بائع بحکم ضرورت بیع اچھی قیمت پر بیچ ڈالی تو بیع [illegible]
فضولی جائز وموقوف ہوگی اور اگر مشتری مفقود الخبر ہے تو بیع نافذ ہوگی رجامع [illegible]
خیر یا اول کیطرف رجوع کریگی پھر اگر مشتری مدعی ہوا اور بیع جائز رکھی اور مبیع کی واپسی [illegible]
ہوگئی تو بائع جوابدہ نہوگا کیونکہ یہ نقصان اوسیکی بے پروائی و بدعہدی سے ہوا ہے ۲۶ [illegible]
یا مبیع مستحق نکلے تو مستاجر و مشتری اجیر و بائع پر رجوع کرسکتا ہے اور صاحب حق کو اختیار [illegible]
کرسکتا اگر زمین پر مکان بنالیا یا باغ لگایا اور وہ زمین مستحق نکلے پس اگر بائع حاضر ہے [illegible]
اوس سے ورنہ وہ شی بحق مدعی کر اگر زمین صاحب حق کو دیجائے امام محمد نے امام صاحب [illegible]
روایت کی ہے اور حسن کا بھی یہی قول ہے کہ خریدار لکڑی وغیرہ محفوظ رکھکر بوقت نقصان [illegible]
کو دیکر اپنا نقصان بھر لے اور اگر لکڑی وغیرہ اپنے تصرف میں لایا تو بائع کو صرف زمین کی قیمت [illegible]
ظاہرا یہ حکم [illegible] ورنہ تو نہیں ہے بسبب مزدوری وغیرہ بالکل کم ہو ورنہ مشتری کی [illegible] مال لگایا [illegible]
مزدوری کا نقصان ذمہ بائع رہا ہاں یہ امر کہ مال قیمت خرید سے ارزاں لیکا اسمیں [illegible]
سے متعلق نہوگا چنانچہ فقہا فرماتے ہیں کہ اگر ایسی چیز مستحق نکلے جو کسیطرح مشتری [illegible]
طعام بعد کھانے یا پکانے کے اور کپڑا بعد قطع کرنے تو قیمت اسکی ذمہ مشتری ہے اور [illegible]
پس اسصورت میں ہر چند مبیع قابل رد ہو مگر جو چیز مبیع سے متصل ہوگئی یعنی مزدوری [illegible]
پس نقصان اسکا ذمہ بائع ہے ۲۷ مسلمانونکا مال ہے اگر کافر غالب ہوں تو مالک [illegible]
وہ مال کسی کے ہاتھ بیچیں اور یہ خریدار دار الاسلام میں لاوے اور وہ مالک جس سے [illegible]
اوسکا مدعی ہو تو بقیمت خرید مشتری سے دلایا جائیگا (شرح وقایہ) ۲۸ جب معلوم ہو کہ [illegible]
غصب یا سرقہ یا ظلم یا رشوت یا جبر یا کسی ناجائز یا سود ربوا وغیرہ سے [illegible]
اور بائع کو کوئی حق شرعی لازمی متعلق [illegible] ناجائز نہیں اور مشتری مالک اور انتفاع [illegible]
اسی بنا پر جوے کا جیتا ہوا مال لوٹے ہوی کنکوری یا ڈور [illegible] ہوی کبوتر [illegible]

بیع ناجائز ہے (عالمگیری) ۳۳ نقد اور ادھار کی قیمت میں تفاوت جائز ہے مگر اسطرح جیسا کہ اگر روپیہ
نقد دوگے تو دس روپیہ اور قرض لوگے تو پندرہ روپیہ قیمت ہے اور خریدار نے کچھ تصفیہ نہیں کیا اور معاملہ ختم
ہو گیا جائز نہیں ہے اور اگر ایک قیمت معین ہو گئی تو جائز ہے زید نے بکر کے ہاتھ ایک مال ادھار بیچا اور
قبل وعدہ ثمن مانگا بکر نے کہا آٹھ روپیہ کم کر دو تو اسیوقت دیدون یہ کمی ابرا ہے اور صحیح نہیں ہے زید نے
بکر سے ایک کتاب کی تحریر کا فی جزو ۴/ اجرت پر فیصلہ کر لیا پھر بکر سے اجرت قبل وقت مانگی بکر نے
کہا کہ اگر ۳/ جزو کے حساب سے راضی ہو تو کیا مضائقہ اور زید راضی ہو گیا یہ بھی جائز ہے ۳۵ اکثر
غلہ فروش چھکڑے غلہ کے بدین شرط مول لیتے ہین کہ غلہ آخر بازار تک بکا کرے اور آخر قیمت وموزن
معتبر ہو اور اوسپر مشتری اول کا نفع مرتب کیا جائے مثلاً زید ایک چھکڑا غلہ کا لایا اور عمرو نے کہا کہ یہ
چھکڑا ہمنے اس شرط پر مول لیا کہ جس نرخ سے غلہ تمہارا بازار میں بکے گا اوس سے آدھ سیر یا ڈیڑھ
سیر روپیہ ہم زیادہ لینگے اور جسقدر شام تک بکیگا وہی وزن خریدار تمکو منع دیا جائیگا اور باقی غلہ
بھی تولکر بحساب مذکور قیمت لینگے یہ بیع بوجہ جہل مبیع وثمن ناجائز ہے اور اگر نرخ معین کر لیں اور وزن
کے وقت بائع ومشتری اور یا انکا وکیل موجود رہین اگر ایک ہی وزن و قبضہ پہلا بہ نسبت مشتری اول بہ نسبت
مشتری ثانی ثابت ومتصل ہو جاوے تو مضائقہ نہیں البتہ اگر بائع اول نے مقدار غلہ کے بیان نکی تو بیع
کل کی لازم نہوگی ۳۶ جس چیز میں ذمہ داری نہیں اوسکا نفع حرام ہے لا ربح الا بالضمن ۳۷ قبضہ
کرنے سے پہلے بائع کے پاس مبیع ہلاک ہوا تو بیع فسخ ہو جائیگی (عقود الدریہ) اور اگر بائع خود ہلاک کرڈالے
تو قیمت عائد ہوگی ۳۸ مشتری کی موت سے مدت ادائے ثمن باطل ہو جاتی ہے اور بائع کے موت
سے باطل نہیں ہوتی مسئلہ زید نے عمرو سے ایک مکان بوعدہ دو ماہ خریدکر ایک مہینے کے بعد
مر گیا اب عمرو زید کے ورثا سے روپیہ فوراً لے سکتا ہے اور اگر عمرو مر گیا تو اوسکے ورثا زید سے نہیں مانگ سکتے
(عقود الدریہ) ۳۹ زید نے زمین بیچکر اپنا درخت کاٹ لیا مگر کچھ جڑ باقی رہگئی بعد چندے وہ جڑ سبز
ہوئی یہ مال مشتری کا ہے اسلیے کہ جڑ بحسب رضاے بائع رہی تھی ورنہ تسلیم کامل و تفریغ مبیع
نہوتی ۴۰ زید نے کسی تاجر سے ایک درجن چاقو کسی خاص قسم کی خریدے اور قیمت کا ذکر نہیں کیا
اگر اوس قسم و نمبر کے قیمت عاقدین کو خوب معلوم ہے یہانتک کہ ایک دوسرے سے فریب بھی
بھی نہیں کر سکتا تو بیع جائز ورنہ فاسد ہے ۴۱ مسئلہ زید نے بکر سے ایک بار سٹے کر لیا کہ فلان فلان

قسم کی کاغذات اس قیمت پر چھاپ دیا کرونگا اور برابر کاغذ چھپوائی جاتے ہین اور کچھ گفتگو قیمت
درمیان مین نہین آتی اس صورت مین کاغذات معینہ کی بیع جائز یا فاسد ہے مگر معینہ سے وہ سب
کاغذ مراد ہین جو اون دونو کی نزدیک ایک ہی قیمت کے ہین اگرچہ عبارت وغیرہ بیش وکم یا مختلف
ہو اسلیے کہ وہ تغیر معتبر ہے جس کا اثر قیمت پر پہنچے ورنہ نہ۔ سوال ۲۴۳ زید نے بکر سے ایک چیز خریدی اور
یہ قرار پایا کہ جو قیمت بازار ہوگی یا جو بائع مانگیگا یا جو مشتری دیگا یا جو فلان شخص معین کردیگا
یا جو بیجک مین لکھا ہوگا دیا جائیگا بیع فاسد ہے سوال ۲۴۴ زید نے بکر سے اس شرط پر مال خریدا کہ
اگر قیمت بازار سے گران ہوگی تو قیمت کم یا بیع واپس کردونگا بیع فاسد ہے سوال ۲۴۵ زید نے
ایک چاقو کی قیمت ایک روپیہ لگائی اور مالک نے دو روپیہ مانگی پھر زید یہ کہتا ہوا لیگیا کہ مین
ایک ہی روپیہ دونگا اور بائع مزاحم نہوا مگر کہتا رہا کہ مین دو ہی روپیے لونگا اس صورت مین رضا تحقیق
ثابت نہ ہوا اور بیع جائز اور ایک ہی روپیہ واجب ہے ایسی ہی اگر مزدور سے اختلاف رہا اور کام تمام ہوگیا
تو وہی اجرت جو آمر نے معین کی ہے دیگی غرض تسلیم معقود علیہ بائع و مزدور کے طرف سے دلیل رضا ہے
سوال ۲۴۶ زید نے بکر کو خط لکھا کہ فلان موضع مین ہزار روپیے کو بیچتا ہون بکر نے قبول کیا اور جواب لکھا
مگر وہ خط زید کو نملا یا خط نہ لکھا صرف اپنی جگہ پر قبول کرلیا بیع منعقد ہوگئی اسلیے کہ اثر قبول کا
مرتب ہوتا ہے جب دوسرا اوس پر مطلع ہو یہ قبول بمنزلہ نیت کی ہے سوال ۲۴۷ زید نے بکر کے ہاتھ
اوس قسم کا مال بیچا جو اوسکی پاس بہت متعدد موجود ہے اب زید نے بخوف ارزانی نرخ بکر سے وعدہ لیا
کہ اس مقدار سے قیمت کم نکرنا یا بکر نے زید سے ایسا معاہدہ کرالیا یا یہ قرار پایا کہ سوا ے تمہارے اور
کے ہاتھ نہ بیچینگے یا فلان مدت تک یا فلان شہر مین نہ بیچینگے یہ سب شروط فاسد ہین اگر اصل بیع
مین داخل ہین تو بیع فاسد اور اگر بطور وعدہ ہین تو وفا دیانتاً واجب ہے نہ قضاءً سوال ۲۴۸ زید نے
بکر کے ہاتھ بدین شرط مال بیچا کہ بکر اوس سے سو روپیہ ماہانہ یا سالانہ کا مال لیگا یا ہزار روپیہ
کا مال بدفعات لیگا تو اوسکی چند صورتین ہین ۱۔ یہ شرط داخل عقد ہے ۲۔ داخل نہین مگر
مال سب ایک قسم کا ہے جسمین حاجت قیمت و پسند جدید کی نہین ۳۔ مال مختلف اقسام کا ہے جنکی تعریف
و تعیین دشوار ہے اور یہ شرطین خواہ بدون کسی دوسرے غرض کے کی گئین یا کسی غرض پر مبنی ہین جیسے ارزانی
قیمت یا معاملہ قرض وغیرہ پس شکل اولین مطلقاً بیع فاسد ہے اور شکل دوم مین اگر یہ غرض

شرط ہو تو عدم ہو اور کسی وجہ سے شرط ہو تو شرط معلق ہو اور واجب التعمیل اور شکل سوم
مین بہرحال بیعدہ ہو اسلیے کہ شرط معلق واجب العمل ہے اور امر مجہول کی تعمیل غیر ممکن اور
وجوب امر مشکوک الوجود کا تکلیف مالا یطاق ہو اور یہ تکلیف مرتفع ہو اگر ایسے معاملے یون کیے جاوین
کہ اولا قیمت و قسم و مقدار مبیع و ثمن معین ہو جاوے پھر مشتری مدت معین مین باقساط معینہ
لیا کرے تو بحسب معاہدہ بیع مضائقہ نہین ۴۸ۂ زید نے عمرو سے ایک کتاب کی ہزار جلد خریدیں
جو بالفعل تیار نہین پس بعد تیاری یہ بیع بطور شرط معلق لازم ہوگی ۴۹ۂ عادت ہر کہ
مستعمل چیز دستور کہاتا (یعنی بعد قبض کچھ زیادہ لینا) اور عمدۃ السوال مین دستوری لیا کرتے ہین
پس اگر عاقدین مین مشروط یا ضرورۃً معلوم اور تعداد معین ہو گو کہ ناجائز ہو اور دستوری جزو ثمن
ہو یعنی فی روپیہ ایک آنہ دستوری ٹھہری تو جب زید نے سولہ روپیہ کا مال لیا یہ سمجھا گیا کہ سترہ روپیہ
کا ثمن قرار پایا تھا اور اگر نہ کچھ قرار پایا نہ دوسرے معمولی قرائن سے معلوم ہے تو اگر بائع
برضا دیا بطور افزونی مبیع دیکھی ثمن جائز ہو ورنہ جبر و ظلم ہو مگر بدون شرط ایسی گفتگو ذلت
سوال یا شائبہ ظلم سے خالی نہین لیکن جبکہ بائع و مشتری مین جھگڑا ہو تو بیع صحیح و لازم ہوگی
اسلیے کہ بعد ایجاب و قبول کسی نزاع اور شرط کا اثر مترتب نہین ہوتا ۵۰ۂ جن چیزونکی ناپ یا
تول یا شمار مین زیادتی باصطلاح عام معروف ہو وہ چیزین اوسی حساب سے بکین گی مثلا
خربزہ جسکی پنسیری چھ سیر کی سمجھی جاتی ہے یا آم جسکا سیکڑہ ایکسو اٹھائیس ۱۲۸ پنجوکا کین چھبیس ۲۶
پنجو کا سمجھا جاتا ہو لیکن جبکہ مقدار افزونی معین نہو جیسے گوشت جو عموماً بابت جھکتا ہوا لیتا ہو
یا ایسی اور چیزین تو بیشک زیادتی کی نسبت مشتری کو دعوی کرنا خواہ ظلم ہے خواہ سوال اور
بائع اگر اپنی رضا سے دے تو اوسے اختیار ہو لیکن عالی ہمت محتاط انسان کو کیا ضرور ہے
کہ مقدار قرار داد سے زیادہ لے اور یہ گمان کہ بائع کچھ کم تولتے ہین اسلیے زیادہ لیا جاتا ہے محض
لغو ہے اسلیے کہ یا وہ لا یقین کمی کا کیونکر ہو تو وہم مقدار کمی کے معلوم نہین ۵۱ۂ جانور حرام ہو یا حلال
اوسکی ہڈی اور اوسکا چمڑا اور ذبح کیا گیا ہو تو اوسکا گوشت بیچنا جائز ہے سوا
آدمی کے اور خنزیر کے ۵۲ۂ زید نے گوشت ۲ سیر مول لیا اور موضع قطع
معین نکیا تو بیع فاسد ہے مگر جبکہ قبل قطع تعیین ہو جاوے تو صحیح ہوگی اور بعد قطع از سر نو …

مین مضائقہ نہین اور اگر شیرینی جا ایک بتالمین ہو خرید ے مقام معین کرے یا نکرے بیع صحیح ہو اسلیے کہ شیرینی سب ایک قسم کی ہوتی ہو اور گوشت متفاوت اگر کپڑا لیا اور جانب قطع نہ معین کیا تو بیع باعتبار عرف صحیح ہوگی اسلیے کہ تھان کے دو کنارے ہوتی ہین ایک نہایت عمدہ اور دوسرا اوس سے کم اور عرفًا اسی طرف سے کپڑا اوتارا جاتا ہے پس جانب قطع معلوم ہوئی ۵۳ زید نے تھان یا ایک ٹکڑا پورا گزونکے حساب سے مول لیا اب کنارہ تھان کا بلاقیمت زید کو لینا چاہیے اسلیے کہ عرف یہی ہے کہ تھان کے کنارے کی قیمت نہین ہوتی مگر جس کپڑے مین ایسا عرف نہو اوسمین بائع کو نہ دینے اور قیمت زیادہ لینے کا اختیار ہے ۵۴ باپ اور بعد اوسکے دادا یا وہ شخص جو نابالغ کا ولی قرار دیا جاے اوسکی طرف سے خرید و فروخت کر سکتا ہے جبکہ نابالغ کو حاجت ہو یا کمال نفع ہو اور خود بھی یہ لوگ یتیم کا مال خرید سکتے ہین جبکہ غبن فاحش نہو اور اپنا مال بھی یتیم کے لیے خرید سکتے ہین جبکہ صغیر کی حاجت یا منفعت ہو البتہ اگر باپ بدچلن اور فاسق ہو تو بخوف اضرار و خیانت نہین جائز ہے (عالمگیری) یتیم کے مال اور ذات کی نگرانی اور خیرخواہی اولیا پر لازم اور جملہ مسلمانونکے لیے موجب حسنات ہے جب آدمی کسی یتیم کا ولی ہو تو نہایت احتیاط و انصاف و خدا ترسی سے معاملہ کرے اور اوسکا مال ناحق نہ خود کھاے نہ ضائع ہونے دے ۵۵ جب کوئی چیز مثلی واجب الادا ہو تو قیمت دینا جائز نہین مثلًا زید نے عمرو سے ایک سو روپیہ کو یا بعوض دس من گیہونکے خریدا یا گھی یا شکر یا غلہ اوسکا غصب کر لیا اب روپیہ یا گیہون یا گھی یا شکر یا غلہ دینا چاہیے مگر جبکہ وہ شے معدوم ہو جاے جیسے شکر ممکن نہو تو قیمت پر فیصلہ ہو سکتا ہے ۵۶ زید نے ہندوستان مین ایک کتاب چار روپیہ کو بیچی اور روم مین مشتری سے یہ تصفیہ ہوا کہ چار روپیہ کی قیمت لیلو اب قیمت باعتبار مکان و زمان بیع واجب ہوگی پس اگر ہندوستان مین چار روپیہ کا ۳ ماشہ سونا اوس دن ملتا ہے تو وہی ۳ ماشہ لیگا نہ بیش و کم (شامی) ۵۷ زید نے مال بیچکر یہ شرط کی کہ اسکی قیمت کے روپیہ کے عوض فلان مال لیگا وہ مال معلوم ہو یا مجہول شرط فاسد ہے اگر داخل عقد ہے اور بعد ختم بیع قیمت قرار داد لازم ہوگی ۵۸ اگر دونون نے تمسخر اور ہنزل مین بیع کی منعقد نہوگی اور نکاح اور طلاق اور عتاق ہو جایگا ۵۹ بہتسے لوگ مال دلالونکے پاس بھیجدیا کہ بقیمت بازار بیچکر اسکے حساب کر لو اور قیمت دونونکو معلوم ہو تو بیع جائز ہوگی ورنہ نہ (شامی) ۶۰ ہنڈی اور

تمسک اور منی آڈر اور براءت سلطانی اور رقعہ سود سلاطین کے دفتر مین مرقوم اور خزائن سے موصول
ہوتی ہین انکا بیچنا جائز نہین اسلیے کہ یہ خود مال متقوم نہین اور اصل روپیہ مقبوض ہے نہ مقدور
التسلیم اور وظائف وغیرہ مین اگر بیع حق آئندہ کی یعنی لینے استحقاق روپیہ جاریہ و آئندہ سے ہے تو لیاکرنا
تو یہ حقوق ابھی خود موجود نہین وقتاً فوقتاً حادث ہوتے جائینگے اور اگر کچھ روپیہ چڑھا ہوا ہے تو اسکا بیچنا بیع
دین ہے اور بیع دین غیر مدیون کے ہاتھ جائز نہین (شامی) ۔ زید نے بکر سے کچھ روپیہ لیکر عمرو
متولیان وظائف کے سامنے پیش کیا اور سفارش کی کہ آئندہ یہ پاپا کرے مین دست بردار ہوا
اور حاکم نے منظور کرلیا اس صورت مین زید نے جو کچھ بکر سے لیا وہ بطور رشوت وغیرہ جزا احسان ہے
نہ قیمت بخلاف اسکے کہ زید نے عمرو کے ہاتھ ایک شے بیچی اور کہا کہ بیع بکر کے پاس ہے تم اوس سے
لیلو اور بکر نے دیا اور عمرو نے اوس سے لینا منظور کرلیا تو یہ بیع صحیح ہوئی مگر اصل ذمہ داری
زید پر ہے کیونکہ یہان حق یعنی مبیع موجود و ثابت ہے اور وظائف مین مفقود اور حادث ہے ۔
زید نے ہزار کا مال بدین طور خرید اکہ فی ماہ دو سو روپیہ کا لیگا اگر کل مال موجود ہے اور شرط اقساط
صلب عقد مین داخل نہین ہو سب مال پاک گیا اور شرط کا اثر بیع کی حیثیت سے کچھ نہ پڑیگا اور
اگر مال موجود نہین تو یہ وعدہ بیع ہے البتہ یہ شرط کر بائع ضرورتاً قرض دیگا وعدہ محض ہے اور یہ
وعدہ کہ کسیقدر روپیہ مشتری کا پیشگی رہیگا بحیثیت بیعانہ صحیح ہے ۔ وہ معاملات جنکے جواز
اور عدم جواز دونو نکی تاویل ہو سکتی ہے اور کسیطرف نص صریح نہ نکلے اور فساد کا خوف نہ ہو لیس
اگر ابتلای عام اور ضرورت شدید ہے تو جواز کی تاویل اولی ہے اسلیے کہ اس صورت مین عوام مسلمان عمل
سے بچینگے اور فعل اونکی اتباع شریعت سے متبرک ہوجائینگے اور خلاف شرع امور کا رواج نہ ہو
اوٹھ جائیگا اور ممانعت مقام اشتباہ مین اگرچہ احوط ہے مگر حرج اور معاملات کا انسداد اور عموماً
فسق کا وقوع اوس سے بہی زیادہ مناسب ہے ۔ پس پراعیسری نوٹ مین اگرچہ ضرورت ہے مگر نقص شرعی
الٰہی ہے اور منافع رہن کی اجازت مین سود خواری کا انسداد اور اشاعت فساد ہے لہذا انکی
اجازت نہین ہو سکتی اور جواز ہنڈی و اجارہ اشجار و معاملات متعلقہ شروط معاملہ وغیرہ کی نہ
نص مخالف ہے نہ کوئی فساد بلکہ ترک انکا شرکل اور معاملات مین مخل اور موجب تفسیق عام
ہے لہذا تاویل جواز بہتر ہے اور صاحب منتخب مختار الاختیار نے تصریح کردی ہے کہ معاملات

(۱) قرض اور وظائف کا بیچنا (۲) شرط فروخت ... (۳) معاملات جنکی ... جواز اولی ہے

میں حکم جواز مختار و اولیٰ ہو ممانعت سے واضح رہی کہ فی الحال تاجروں میں قسم قسم کے معاملات ہوا
کرتے ہیں جنکی وجہ سے تجارت اور منفعت کی کثرت اور ہر قسم کی آسانی و وسعت حاصل ہے مثلاً
١ اس مال کی قیمت نقد نہ بیچا جائیگی بلکہ کوئی مال برضا مرجانبین لیا جائیگا (قیمت و قسم مال معلوم
ہو یا نہو) یا کوئی کام اسکی عوض کر دینگے ٢ جس قیمت بنرخ بازار لیلیا کرو ہر بار گفتگو کی حاجت نہیں
٣ مدت ادائے ثمن بیان کی اور نہ قرائن و عادت سے معلوم ہے ٤ بیچکر قبل قبض مال بیچ ڈالا ٥
مال کا مبادلہ مال سے نقد یا بلا بیان کافی پر ہے ایک یا دونو مال سے حاضر و تیار نہ تھی ٦ زید نے بکر سے بذریعہ
فہرست ایسا مال منگایا جسکا نمونہ یا اشتہار کارخانہ و تمیز و تعیین قیمت نہیں ہے مگر وہ مال بدون تفاوت
مثلاً فلان وغیرہ مساوی قیمت پر لگا کرتا تھا بکر نے روانہ کردیا ٧ فلان قسم کا مال ہمکو کہیں سے منگا دو
جسقدر ہو گا ہم خرید لینگے ٨ اگر تم خرید لو تو ہم منگا دیں یا تیار کرالیں ٩ یہ مال نہ بیچو ہم اس قیمت پر
خرید لینگے یا اسقدر مال یا نہ خرید اکرینگے ١٠ ہم اسقدر مال بیچا کرینگے میں ادا کرینگے ١١ یہ مال اسی
قیمت سے لو یا فلان وقت سے پہلے یا ہمارے مال بکجانے تک کسی اور کے ہاتھ نہ بیچنا کیونکہ اسمین
ہمارا نقصان ہے ١٢ اگر جس قیمت زیادہ لوگے یا اسکی قیمت کم کرو گے تو ہم تمسے نقصان لینگے غرضکہ یہ
سب معاملات من حیث بیع ناجائز ہیں اسلیے کہ اول میں تسلیم ثمن عقد ثانی پر موقوف ہے اور دوسرے
میں ثمن مجہول اور تیسرے میں مدت ادا غیر معین اور چوتھے میں تصرف قبل قبض اور پانچویں میں بیع
ثمنیہ ادھار میں اور چھٹی میں مبیع یا ثمن غیر معین اور ساتویں میں بیع غیر مقدور التسلیم آٹھویں میں
بیع غیر مقدور التسلیم ہے اور نویں میں خرید کا وعدہ ہے اور دسویں میں بیع موجل ہے
اور گیارہویں بارہویں میں التزام ضرر ہے کیونکہ بایع اپنی مالک کے بیچنے میں بعض امور کا پابند ہوتا ہے
اور مشتری کی ملک ناقص آتی ہے مگر جبکہ یہ معاملات صلب عقد میں داخل نکیے جائیں اور کوئی
اور فساد شرعی نہو تو پہلی شکل ٢ و ٣ میں تو اگر اونمین محض جہالت ہو جیسے شکل اولین یا نقصان
ملک و التزام ضرر ہے جیسا کہ شکل ١١ و ١٢ میں تو وعدہ ہو اور وفا کرنا عند اللہ واجب ہو ورنہ شروط
معلقہ ہے اور قضائے لازم الفعل والمسلمون عند شروطهم پس پہنچنے یہ معاہدی کیے تو
پوری کرے یا نکرے کوئی الزام من حیث بیع نہوگا

**تبرعات** یعنے بلا معاوضہ
احسانا کسیکو کچھ دینا اسکی دو قسمیں ہیں اول محض احسان و مروت جیسے ہدیہ ہبہ دعوت عاریت

ان مصارف میں باعتبار نیت و عمل کے ثواب ہو اور لینا دینا انکا عموماً جائز ہے مسلم ہو یا کافر فقیر
ہو یا غنی دوم خیرات اور یہ خواہ ضروری ہو جیسے زکوۃ - قربانی - فطرہ - نفقات واجبہ - نذر
- کفارہ خواہ غیر ضروری جیسے صدقہ و تبرعات جن میں ثواب مقصود ہو - غنی کو انکا لینا نہ چاہیے اور جب تک حالت اضطرار نہ ہو سوال
کرنا حرام ہے ان کے احکام مختصراً بیان کرتا ہوں ہبہ یعنی اپنا مال ہمیشہ کے لیے بلا عوض دینا اسمیں
قبول شرط ہے اور جب تک قبضہ نہ ہو ملک نہیں آتی واہب کو ایسی ہبہ کا اختیار ہے مگر اسجگہ کہ ذی
رحم محرم کو دیدیا ہو یا مال ہلاک یا زیادہ ہو گیا جیسے مکان گر گیا یا خام چیز سلوا لیا گیا جس حالمیں
موہوب لہ کا فقیر ہو یا موجب عار ہو مناسب وقت تک توقف لازم ہوگا مثلاً زید نے عمرو کو ایک
شئ لدی کچھ پیسے قدر برتن ہبہ کئے عمرو نے کشتی پر مال لادا اور ابھی کسی مجمع یا بازار میں گیا یا برتن کو
تقریب میں خرچ کیے ہوئے ہیں اب جب تک وہ کشتی گئی یا عمرو بازار سے گھر میں واپس نہ آسکے یا تقریب
تمام نہ ہو واپسی نہ ہوگی ہے جبکہ کچھ معاوضہ ہبہ کا دیا گیا ہو تو وہ ہبہ بالعوض کہلائیگا اور بعد معاوضہ کے ایک
قسم کی بیع سمجھا جائیگا مسئلہ زید نے بکر سے شرط کی کہ تو میرا فلاں کام کر دے یا اپنی کسی حق سے دستبردار
یا فلاں چیز دیدے تو میں تجکو یہ مکان ہبہ کر دونگا اگر بکر نے شرط پوری کی تو زید پر ہبہ لازم اور واپسی
ممتنع ہو ورنہ ندر ہبہ کا پھیر لینا جائز اور مکروہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العائد
فی ہبتہ کالکلب یعود فی قیئہ شئ موہوب کو موہوب لہ سے خریدنا مکروہ ہے مگر جبکہ کمال لینا تہمت و احتیاج کیوجہ سے
موہوب لہ واہب کو دیدیلے یا واہب بغرض حاجت روائی و اعانت موہوب لہ بنرخ مناسب
مول لے تو حق تعالی سے امید عفو ہے مسئلہ ایسی اقارب و احباب میں جنہیں کمال ربط کیوجہ سے
غیریت نہیں رہتی اور ایک دوسرے کا مال بے تکلف مستعمل کیا کرتا ہے وہیں نہ سوال ممنوع ہے نہ شئ
موہوبہ کا استعمال مکروہ بلکہ یہ باہمی بے تکلفی اور اجازت اور انبساط کا نتیجہ اور موجب ازدیاد محبت ہے
اور آنحضرت نے اکثر خدام خالص سے کھانا وغیرہ طلب فرمایا ہے البتہ جبکہ ایسی لفظ بولے جائیں جو
سوال یا ہبہ پر صاف صاف دلالت کرتے ہوں تو اوسکا حکم دیا جائیگا صدقہ واپس نہیں ہو سکتا
حدیث میں وارد ہے کہ خرچ کرنا اپنے نفس اور عیال اور ازواج پر بھی صدقہ ہے اور موجب اجر عظیم
غنی کو صدقہ لینا جائز نہیں سوال جو محتاج کسب پر قادر ہو یا جسکے پاس ایکدن کی قوت موجود ہو
اوسے سوال حلال نہیں اور سائل جو کچھ مانگ مانگ کر جمع کرے وہ مال خبیث ہے دعا مانگے

عاریت اپنے مال پر چند دن کے لیے کسیکو قابض کر دینا کہ وہ نفع حاصل کرے پس یہ اجازت
اگر معین وموقت ہو تو شرط سے زیادہ تصرف نکرے ورنہ عند الفقد ماخوذ اور در صورت کسی نقصان کے
ضامن ہوگا اور معین اور موقت نہون تو جبتک مالک طلب نکرے استعمال جائز ہے اور دوسرے کو
بھی مستعار دے سکتا ہے اگر وہ شے اختلاف استعمال سے خراب نہو مالک کو ہر وقت اختیار ہے کہ اپنا مال
واپس لے مگر موقت مین قبل وقت وعدہ خلافی ہے ہان جبکہ وہ ایسی ضرورتون مین ہو جنکا ذکر ہبہ
مین گزرا یا زمین بغرض زراعت لی تھی اور کھیت ابھی تیار نہین تو وہ مال یا زمین با جرت مثل
وقت حاجت تک مستعیر کے پاس رہیگی مسئلہ زمین موہوب پر باغ لگایا یا مکان بنوایا تو اگر زمین
موقت تھی اور مالک نے قبل وقت واپس طلب کی یا کوئی مدت معین نتھی ان صورتون مین مالک زمین
کو مع باغ یا مکان کے لے لے اور مستعیر کو قیمت حوالہ کرے اسلیے کہ اسنے اوسے مغالطہ دیا مگر یہ کہ مستعیر اپنا
عمل کھود لینے یا باغ کاٹ لینے پر راضی ہو اور زمین کا کچھ نقصان نہو اور اگر بعد مدت طلب کی تو
ضرور ہے کہ مستعیر اپنا عمل لیجائے اگر زمین کا نقصان نہو ورنہ قیمت کٹی ہوئی درختون اور کھدے ہوئے
عملوں کی ملیگی اسلیے کہ مالک پر کچھ الزام نہین ہے (یہ سب ہدایہ سے ماخوذ ہے) جن چیزون سے بدون
ہلاک عین نفع نہین مل سکتا جیسے روپیہ پیسا غلے انکی عاریت نہین وصیت مین شرط ہے کہ
موصی حربی نہو اور وارث نہو تہائی مال سے زیادہ وصیت نکلی ہو تو بعد موت موصی و بعد
تکفین و ادائے دین واجب الادا ہے اگر وصیت تہائی مال سے زیادہ کے اور وارث راضی
ہوگئے یا اور کوئی وارث نہین تو بیشک بقدر وصیت ملیگا ورنہ وہی تہائی ملیگی احکام سکہ جات
سکہ ایسا حاکم نافذ ہے جسکے ذریعے سے مسکوک ایک قیمت معین پر مروج ہوتا ہے پس اگر مسکوک ثمن
اصلی یعنے چاندی سونا ہے تو اس سکے کے جائز ہونے مین کچھ کلام نہین اور اگر ثمن حکمی یعنے صرف
سکے کے وجہ سے یا اصطلاح عام یا بحکم سلطان ثمن قرار پایا ہے تو اوسکی دو قسمین ہین اول
مال متقومہ جیسے فلوس و خرمہرہ وغیرہ کہ اگر وہ ثمن نرہین تب بھی قیمت اونکی قیمت رواجی
قریب قریب ہے دوم اموال بمنزلہ جو بنفسہ کوئی مال نہین اور جب رواج نرہے تو بہ نسبت ثمن بالکل
منعدم سمجھے جائین جیسے شاہی نوٹ پس سکہ اول یعنے فلوس وغیرہ ثمن صحیح ہین اور جملہ احکام
ثمن اصلی انپر مرتب ہونگے مگر تقابض البدلین قبل الافتراق شرط نہوگا (عالمگیری ہ ۳

اگر اسنے کچھ خریدا اور مبیع پر قبضہ یا پیسہ یا پیسونکا رواج جاتا رہا تو بیع فسخ ہوگئی ہے کسی عوض میں اگر پیسے
واجب ہوں اور رواج نہ رہے تو مفتیٰ بہ یوسف کے نزدیک قیمت یوم قبض اور امام محمد کے نزدیک
قیمت آخر یوم رواج ہے جائز ہوگی (قاضیخان) اور اسی پر فتویٰ ہے (خزانہ) اور امام کے نزدیک
بیعیہ دیا جاتی میں (ہدایہ) ہاں کچھ نرخ کم جاتی تو کچھ ایسے معاملات میں فرق نہ آئیگا (قاضیخان)
ایک پیسہ سے دو یا تین پیسہ نقد بطور تعین خریدنا جائز ہے (عالمگیری) کیونکہ سکہ میں وزن کا
لحاظ نہیں رہتا اب یہ معدود ہوگئے اور علت ربوا سے صرف جنسیت باقی رہی ہے پس تفاضل
حلال ہوا بخلاف اثمان اصلی کے کہ انمین سکوکیت سے کوئی اثر نہیں ہوتا واضح رہے کہ ہندوستان
مین پیسونکا دو طرح پر حساب ہوتا ہے گنڈوان یا تکون یا پیسونکے اعتبار سے مثلاً ایک چیز چار گنڈی کی
یا دو گنڈی یا آٹھ پیسہ کے سامین باہم خرید و فروخت مین بیشی کمی جائز ہے اور آنہ کے اعتبار سے روپیہ
کے مقابلہ مین قرضاً یا نقداً جسطرح چاہے ہے آنہ آدھ آنہ یا آنہ کے اعتبار سے مثلاً ایک چیز
ایک آنہ ۳ یا پائی سے بیشی کمی جائز نہیں اسلیئے کہ یہ حقیقت میں روپیہ کو جز ہین پیسونکا نرخ
ارزان ہو یا گران مگر روپیہ کو سولہ آنہ ہمیشہ رہتے ہیں اسلیئے آنہ کی کوئی تعداد معین نہین کبھی دو
کبھی تین کبھی چار کبھی پانچ کبھی چھ پیسونکا آنہ ہوتا ہے اور اسلیئے دو انی چونی آٹھنی کہتے ہین
نصف و ربع روپیہ نہین کہتے پس جب آنہ بمقابلہ دو آنہ یا ۱۰ بمقابلہ ۱۰ بیچا تو گویا روپیہ کا جز
بمقابلہ دو چند بیچ دیا اور یہ قرض مین بیشک ممتنع ہے مگر نقد مین بوجہ نہونے جنسیت حقیقی کے منع
نہین آنہ روپیہ دو دو دونو سکی چیز کیطرف منسوب ہین نہ پیسون اور اشرفیونکی طرف اور جب وزن مقصود
نہ ہو اور نقد معاملہ کیا جائے تو یہ سکے اپنی جنس سے متفاضلاً بھی بک سکتے ہین جیسے فلوس سے ظروف
مسی خریدنا اسلیئے کہ اب فلوس عددی ہوگئے وزنی نہین رہے انکی قیمت باعتبار عدد اور ظروف کی
قیمت باعتبار وزن ہوگی لہذا تفاضل حلال ہے مسئلہ زید نے صراف کو ایک روپیہ دیا اور کہا کہ ہم
گنڈے ۱۰ لینگے یا بھر تکی یا ۱۰ پیسے لینگی یہ معاملہ جائز ہے اور سو وقت لیا ہو دوسرے وقت مسئلہ زید نے
صراف سے روپیہ کی ۱۷ آنہ یا ۱۵ آنہ لینے کا اقرار کیا تو یہ معاملہ نقد مین صحیح ہے اور قرض مین فاسد
واضح رہے کہ بحکم سرکار و رواج حال ڈبل پیسے ہو یا دو آنہ کے حکم مین داخل ہین اسلیئے کہ وہ ہمیشہ یا آنہ
آنہ کے ہی حکم مین بیشی کمی اونکی حسب حکم سرکار ممنوع اور جرم ہے ہان اگر یہ قید اوٹھ جائے تو اونکا حکم

دوسرے فلوس کا ہو جائیگا سکہ رقسم دوم یعنے اموال مفقود لہ بیشک سکہ جات ناجائز ہے ہیں کیونکہ ہو
سکتا ہے کہ کسی مستحق کو ایسی چیز دیجائے جس سے بدون لزوم شروط زائدہ و صرف کے وہ اپنا حق نہ پاسکے
اور ان سکوں سے نفع کثیر لینے کیواسطے ضرورت ہے کہ اوس قلم دست سے صفر نکرے سکہ فوراً صرف کر ڈالے ورنہ انقلاب
سلطنت یا منسوخی حکم کا خوف ہے پس ایسے سکوں کا ایجاد اور وضع کرنا سلطان وقت کو ماخوذ کریگا
اگرچہ بعد تحکیم رعایا کے حق میں ضرورتاً جائز ہے لیکن سب سے اول اوس شخص کو جسنے اوسے وضع کیا یا جس سے
اشو ہوا ہے اور کیسکو تحکماً دینا اور بصورت انکار بحکم رواج مجبور کرنا یا بیت المال اسلامی یا اموال یتیم و وقف
یا دوسرے امور حسنہ کا اجرا و اعانت یا کسی مستحق کی حق میں ایکو تکی سیلیے جمع کرنا بخوف ظن اضاعت ناجائز ہے
اور مرتکب ضامن اور نوٹ وغیرہ میں زکوٰۃ چاندی کی واجب ہو اور التقابض البدلین ساقط اور جس
صورت میں ایسی ناجائز سکے بعینہ واجب الادا ہوں اور رواج نرہے قیمت دینا پڑیگی جیسے زید نے ایکہزار
کا نوٹ قرض لیا یا کسی معاوضہ یا اجرت میں اسپر عائد ہوا یا اسکے پاس رہن یا امانت رکھی گئی اور
اسنے ضائع کر دی یا ادای امانت یا رہن میں تاخیر کی یا ضامن ہوا اور رواج جاتا رہا اب قیمت اوسکی
یعنے ایکہزار دینی ہوگی نہ وہی شئ بعینہ کیونکہ اگر وہی کاغذ جو ایک وقت میں ہزار کا مقابل تہا دلا یا جاے
تو مستحق بالکل محروم رہیگا اور مدیون پر نفس الامر میں ہزار واجب تہا اور رواج رہتا تو مدیون کو
روپیہ اور نوٹ کسی چیز میں عذر ہوتا نہ نفع نہ نقصان پس اب بھی اوسکا نقصان نہیں ہے اسلیے کہ
مقصود ان سکوں میں صرف ثمنیت اصطلاحی ہے اور اسی لیے مستحق اونکے لینے میں عذر نہیں کرتا پس
جبکہ رواج جاتا رہا اور سکوں سے ثمنیت مرتفع ہوگئی ثمنیت بھی نرہی اب اگرچہ صورتاً باقی ہیں مگر حقیقتہً
ضائع اور ہلاک ہوگئی پس کوئی مستحق کبھی مال بیکار شدہ نہیں لیتا جیسے میوہ یا جانور جو سڑ یا مر جاے
قابل استرداد نہیں رہتا ہاں اگر یہ سکے بطور ذمہ داری نہوں جیسے امانت یا مال میراث یا عاریۃً یا ایسی
مرہون وغیرہ تو وہی سکے بعینہ دیجائینگے مسئلہ مستحق کے حکم یا رضا سے کہیں جمع کر دئے یا روانہ کیے
یا اپنے قبضہ سے خارج کر دیا اور قبل از وصول رواج جاتا رہا تو مدیون ذمہ دار نہیں بخلاف قسم اول کہ
کہ محض رواج اور سکہ سے مقصود نہیں بلکہ اصل میں مالیت ہے اور ثمنیت عارضی اور جسطرح اثمان
وسیلہ حصول اموال ہیں مال سے بھی مال اور ثمن ملسکتا ہے اب اونکی غیر مروج ہونیمیں ایسا نقصان
نہیں آسکتا کہ بالکل معدوم سمجھے جائیں بلکہ بوجہ مخالفت جنس بیشی و کمی کی تمیز مشکل ہے اور سکہ جات

کو جائز ہے کہ خرید اور چلن جاتا رہا تو مبیع قبضہ مین آیا ہو یا نہ مبیع باقی اور قیمت سکہ واجب الادا
ہو گی بخلاف فلوس وغیرہ کے کیونکہ وہ حقیقۃً مقابل مبیع کے ہین اور نوٹ وغیرہ باعتبار اپنی
قیمت کے ثمن قرار پاتے ہین **کاغذات زر** اول وہ نوٹ جو تمام ملک سرکار مین روپیہ کی
طرح ایک معین قیمت پر چلتے ہین اور نہ لینے والا مجبور کیا جاتا ہے یہ مسئلہ نا جائز ہے اور نوٹ
کی حیثیت سے مطلق ہلاک اوسمین فنا ہے آپس مین کمی اوسکی روپیہ سے جائز نہین اور اشرفی سے
جائز ہے کیونکہ اثمان حکمی بالضرور کسی اصلی ثمن کی فرع ہوتے ہین اور نوٹ روپیہ کے نام سے وضع کیا
گیا ہے اور حقیقت اسکی روپیہ کے اعتبار سے معین ہے اور اشرفی کا مستحق لینے پر مجبور نہین ہو سکتا
جب ایک شہر کے نوٹ پر دوسرے شہر مین بٹا پڑے پس اگر بٹہ معین ہے تو بعد منہائی بٹہ وہ
قیمت اصل سمجھی جائیگی اور اگر بٹہ معین نہین بلکہ بائع و مشتری کی رائے پر ہے تو یہ مثل تمسک کے
ہے حکم اسکا اسی صفحہ مین مذکور ہوگا دوسرے وہ نوٹ جو ایسے نہین اور اون کے چار قسمین ہین
[illegible] نوٹ امانتی ان دونون قسمون مین بہت تھوڑا فرق ہے انکے بیچنے رہن رکھنے ہبہ کرنے کی
سرکار سے ممانعت ہے اسلیے کہ اصل روپیہ دینے والے کی یہ غرض ہوتی ہے کہ سود اسکا اسکی اولاد کو
نسلاً بعد نسل ملے اور کسی قسم کا انتقال اختیاری و اضطراری اوسمین نہو [illegible] سودی جنکا سود سرکار
سے ملتا ہے اور قیمت کم زیادہ ہوا کرتی ہے اور بدون رجسٹری سرکار بک نہین سکتا [illegible] نوٹ قسم اول
جیسا اور انکا رواج نہ ہے یہ چارون نوٹ مثل تمسک کی ہین انکا بیچنا ہبہ کرنا رہن رکھنا ممنوع ہے
اگر [illegible] کیون خریدا اور قیمت مین بیشی و کمی ہو ہان بائع بجنسہ عقد کرے تو مضائقہ نہین اگر
جسقدر روپیہ بطور سود وصول کیا گیا ہے وہ اصل روپیہ مین محسوب کرنا لازم ہے اور زیادہ لینا حرام
اگر مدیون لینے سے انکار کرے تو مالک زر سود اصل مین شمار کرتا جاوے جب پورا ملجاے پھر نہ لے اور اگر
مدیون سود کے نام سے دیتا ہے لینے والے کو مضر نہین **مسئلہ** زید نے میراث مین عمرو کی طرف سے ہزار
کا نوٹ سودی پایا اب زید کو ہزار روپیہ کامل لینا جائز ہے اسلیے کہ عمرو نے جو روپیہ بطور سود لیا
نہ وہ عمرو کے ملک مین آیا نہ اصل روپیہ مین محسوب ہوا **مسئلہ** جو روپیہ سودی نوٹ مین لیا دیا جاتا ہے
وہ سود ہے اصل روپیہ نہین مگر یہ کہ لینے والا یا دینے والا اصل روپیہ کی نیت کرے اور دوسرا اسے
مجبور کرے تو نیت قضاءً رد و دیانۃً معتبر ہے **مسئلہ** ہر قسم کے نوٹ مین زکات واجب ہے مگر سودی کے نوٹ مین جو [illegible]

بلکہ یہ سود ہوا ور اسمین زکوۃ نہین ہان اصل بالمدین ہے جب یہ نوٹ اسی مقام پر جائین جہان رواج
نہین تو بھی تمسک کی طرح فروخت نہین ہو سکتا ہان اگر اصل ہیون یا اوسکا گماشتہ خریدے تو نوٹ
نہین مگر زیادہ لینا منع ہے اور کمی بطور استقاط قرض جائز ہے نہ بطور نرخ وغیرہ اور شامی وغیرہ
کل سکجات کا یہی قیاس ہے اگرچہ کاغذ کی نوٹ ہون مگر حقیقت مین ایک تمسک یا معاہدہ ہے چونکہ
پالیسی اور چیز پر کندہ کیا گیا ہے مسئلہ زید نے سو روپیہ کا نوٹ چار اشرفیان جو ۶۰ روپیہ نقد کی ہوتی ہین
خریدا یہ معاملہ نقدا جائز ہی اور قرضا فاسد اور اگر یہ نوٹ ماعہ یا لعہ روپیہ کو خریدا تو قرض و نقد دونو
جائز نہین مسئلہ زید نے صہ کا نوٹ ہے یا ۹۰ آنی کو نقدا بیچا جائز ہے اور قرض بیچا تو جائز نہین اور
گنہدون یا گلون یا پیسون سے جسطرح چاہے بیچے جائز ہے مسئلہ زید نے ہزار روپیہ کے نوٹ خریدے
اسپر روپیہ یا نوٹ فی الفور دینا شرط نہین ہان قیمت مساوی ہو استامپ اسکی دو قسمین
ہین ایک اجرتی جیسے ریل یا ڈاک کی ٹکٹ یہ ایک رسید ہے جسکا روپیہ ایک جائز اجرت مین لیا گیا بیع و شرا
اسکی ہر طرح جائز ہے اسلیے کہ حقیقۃً اجارہ ہے اور صورتاً بیع اور یہ عروض ہین ثمن نہین پس انمین
زکوٰۃ بدون نیت تجارت کی جائز نہین بخلاف نوٹ کی لیکن جب کوئی مانع قومی پیش آئے یا یہ ٹکٹ
قبل از حصول منافع معینہ بیکار ہو جائین تو بیع انکی صرف محکمہ ریل و ڈاک مین جائز ہوگی اسلیے کہ
وہ فی الحقیقت فسخ اجارہ ہے سوا ہے اوس شخص کے جسنے زر اجرت لیا ہے دوسرے متوسطین اوسکے
ذمہ دار نہین ہو سکتے اور یہ شرط کہ اگر اتنی مدت مین نفع حاصل نکیا جاوے تو کچھ حق نرہیگا اگر بصراحت بیان
کی گئی تو صحیح ہے ورنہ لغو ہوگی کیونکہ حق انتفاع قطعی اور منصوص ہے اور شرط اسقاط صرف
ذہنی البتہ وہ لوگ جو ایسی قوانین سے خوب واقف ہین پابند ہونگے کیونکہ سوا ے شریعت اسلامیہ
دوسرے حکام کی قوانین عام اور قوی النفاذ نہین مگر زیادہ نفع اوٹھانا انسے حرام ہے جیسے ٹکٹ
ریل کے ذریعے سے دوبارہ سوار ہونا یا کسی فریب سی حد معینہ سے آگے نکل جانا یا اعلیٰ درجے مین بیٹھ
جانا یا بوجھ اجازت سی زیادہ ہمراہ لیجانا یا ٹکٹ کسی فریب سی مکرر استعمال کرنا یا وہ چیز جسکو ممانعت
ڈاک کی قانون سے بھیجنا یا جسکا محصول گران ہے اوسکو کم محصول والی چیز مین مخفی کر دینا
جبتک ثابت نکر دیا جاوے کہ ان ٹکٹون سی ہرگز نفع نہین اوٹھایا گیا اور یہ کہ اب بحسب قوانین
معینہ واجب الرد نہین یا اسوقت تک تردید قیمت لازم نہین ہے دوم استامپ

حکام جنکا کوئی معتبر معاوضہ نہین دیا جاتا ہے انکی بضرورت ومجبوری جائز ہے نہ تجارۃ اور
حقیقت مین یہ مال نہین مسئلہ مختار الاختیار مین بعض کا قول یہی نقل کیا ہے کہ اگر مدعاعلیہ
سرکشی وشرارت سے دار القضا مین حاضر نہین ہوتا یا دین جو اوسکی ذمہ ثابت ہو ادا نہین کرتا تو
قاضی پیادہ وغیرہ کار برآری کرائی اور خرچ اوس سرکش سے لے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعی
کو خرچہ اشاعت مدعاعلیہ سے لینا جائز ہے اگرچہ حکام کی نسبت جواز شرعی ثابت نہو مگر لیکن جبکہ
دعوی ایسی ظاہر بنا پر ہو جس سے مدعی کے صدق اور مدعاعلیہ کے ظلم پر ظن غالب ہو جائے جیسے
تمسک جسٹری شدہ یا مدعاعلیہ کی طرف تحریر وغیرہ سے سے مدعاعلیہ نے بدون کسی معقول عذر کے
ادای حق سے انکار کیا ہو اسوقت تمرد وشرارت مدعاعلیہ کے معلوم ہو جائیگی کیونکہ وہ یقین کر سکتا ہے
کہ ایسے صورت مین مدعی ضرور اپنا حق بذریعہ حکام وصول کرلیگا اور حسب قانون سرکار اوسے امقدار
خرچ کا بوجہ متحمل ہونا پڑیگا پس یہ تمرد باعث نقصان ہوا اسکی نظائر مسائل غرور وغیرہ سے نکل سکتے
ہین لیکن وہی مصارف لینا جائز ہے جنپر بنا دعوی موقوف ہو نہ مصارف زائد جیسے بعض نقول
وغیرہ جو صرف تائید وکلا یا استنباط دلائل کے لیے ہوتے ہین اور احتراز اس سے محتاط ہو واللہ اعلم
ہنڈوی ومنی آرڈر ہنڈوی ایک سند ہے کہ تاجر کسی شخص سے روپیہ لیکر لکھدے کہ یہ روپیہ فلان
تاریخ فلان شہر مین فلان شخص کو بمعائنہ اس سند کے اتنی اجرت پر دیا جائیگا اور منی آرڈر کا بھی یہی
منشا ہے مگر یہ حکام کیطرف سے ہوتا ہے انکی جواز اور امتناع مین بہت تاویلین ہین اور اقوال مختلف
اکابر سے اسمین کوئی روایت نہین اسلیے کہ کراہت سفتجہ کتب فقہ مین منقول ہے اور ہنڈی
دوسری شی ہے پس قیاس ہنڈی کا سفتجہ پر صحیح نہین ہو سکتا پس ضرور ہے کہ بنظر وسعت معاملات
وکثرت منافع وحفظ اموال وامن وراحت تمام وابتلاے عام تاویلات جواز پر زیادہ توجہ
کیجاے کیونکہ سفتجہ مین قرضیہ اور مساویہ مین وجہ ترجیح ضرور ہے اور تنقیح جواز معاملہ اہل اسلام ہے
اور ترجیح امن وراحت عام پس کیا ضرور ہے کہ امانت یا بیع قرار دیکر ممنوع کردین بلکہ وہ
خواہ قرض ہے کہ دائن نے روپیہ دیکر مدیون سے اوسکے گماشتے کے نام جو مثلاً کانپور مین ہے حوالہ کرایا
یا یہ کہ مبادا تم یا تمہارے گماشتے سے ہمکو روپیہ لینیکا اختیار ہو اب یہ قرض جر نفع نہوا کیونکہ
مدیون سے کسی مقام پر روپیہ لینا یا کسی شخص کے نام دلا شدکر لینا جائز ہے اور فی الحقیقت

ہنڈی و منی آرڈر کسی مقام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جہاں اوسکے گماشتے ہوں روپیہ مل سکتا ہے
اور جو کچھ دینا پڑتا ہے وہ ڈاک کا خرچ اور محنت تحریر کا معاوضہ ہے جو مہاجن سے لیا جاتا ہے خواہ اجرت ہے
اور اسمیں جو شبہے پیدا ہوتے ہیں اونکے جواب یہ ہیں شبہ اول اجیر پر لازم تھا کہ وہی روپیہ بعینہ پہونچا دے
جواب ۱ یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ وہی روپیہ نہیں دیا گیا ۲ یہ شرط مفسد اجارہ نہیں بلکہ اجیر پر
لازم ہے پس اسکی مخالفت میں اجیر پر لازم ہوگا شبہ دوم اجیر پر ضمان نہیں ہے جواب ۱ یہ مسئلہ مختلف
فیہ ہے ۲ مفسد اجارہ بھی نہیں ہاں مستاجر کو ایسا ہی کرنا چاہیے ۳ اگر مدعوی خلط وغیرہ ضمان سے
لوگیا [illegible] ہے شبہ سوم ہنڈی بکار روپیہ تاریخ ادا سے قبل بدون سود کے نہیں دیا جاتا ہے جواب ۱ اجرت
مین تعیین وقت ظاہر ہے قبل از وقت مستاجر کو کوئی حق نہیں اب اگر طلب کیا تو معاملہ جدید ہوا
اور روپیہ بطور اطمینان مستغرق رہا اور سود کی شرط اس معاملے سے متعلق نہیں غرضکہ یہ سب شروط
فاسدہ نہ اصل عقد میں داخل ہیں نہ مضر ہیں جسطرح وکیل اور مضارب اگر خود ضامن نہیں بنائے
جائیں تو ضمانت باطل ہوگی وکالت اور مضاربت میں خلل نہ پڑیگا (ہدایہ) بہر نوع ہنڈی اجرت
ہو سکتی ہے اور جو کچھ دیا جاتا ہے وہ خواہ اجرت تحریر یا محل وغیرہ ہے لیکن اسکا پیشہ کرنا ایسی لغو شروط کے ساتھ
[illegible] اگر بدون اجرت یہ کام کیا جاوے تو موجب انتفاع عام ہوگا پھر اسکی چند شکلیں ہیں ۱ ایک یہ
رقعہ بھیجنا یہ ہے بشرط کہ فلان تاریخ دیا جاوے ۲ اس سند کو دیکھتے ہی دیا جاوے ۳ یہ کہ مہاجن ہمکو روپیہ
دیدے اور وہ روپیہ [illegible] بعینہ ہمارے رقعہ کو فلان شخص سے فلان شہر میں فلان تاریخ تک وصول
کرلے اسمیں اگر مکتوب الیہ نے قبول کیا تو جسقدر زیادہ دن گذرینگے سود ماہوار بڑھتا ہے اور بصورت واپسی
یا ادا ہی سود جو اول لیا گیا کافی ہے ۴ یہ کہ کسی شخص کے نام بقید تاریخ رقعہ لکھکر حوالہ مہاجن کردیا
مہاجن بشرط وصول کاتب کو روپیہ دیگا ورنہ رقعہ واپس کریگا یہ سوا ہی شکل سوم کے جسمیں قرض
بشرط ربو ہے باقی سب صورتیں جائز ہیں اور جو دیا جاتا ہے سود نہیں ہے اجرت تحریر وغیرہ کے طور پر دینا
پڑتی ہے کتاب الدیون اسکی پانچ قسمیں ہیں ۱ وہ جو کسی مال یا فعل کے عوض میں لازم ہو جیسے
ثمن بیع یا کرایہ یا اجرت یا ضمان متلفات ۲ وہ جو صرف اقرار یا غیر فعل سے ہو جیسے دیت ارش
جنایت ضمانت وغیرہ ۳ جو احسانا قرض دیا جاوے اسمیں قرضخواہ ہر وقت تقاضا کرسکتا ہے بخلاف اور
قرضونکے اونمین بعد مدت گذرے حق طلب نہیں ۴ رہن جو کسی حق کی اطمینان کے لیے مدیون اپنا مال گرو کرے

فی حق اللہ بغیر عذر کے کفارہ۔ زکوۃ قربانی فطرہ وغیرہ تو بس قرض لیکر ادا کرے یتیم کا مال بھی جائز ہے یعنے
انتشار کرو جانور یا کوئی اسباب نذر مانی یا اوس کو دینے کا وعدہ کرے اور باقی حقوق میں قرض دار تاوان او کر
وزنی اور کیلی اور عددی متقارب میں قرض جائز ہے کیونکہ دوسرے اعیان کا معاوضہ کافی ممکن نہیں
اور قیمتوں میں بھی جہل ہے قرضکا بیع یا ہبہ کرنا جائز نہیں مگر اوسی مدیون کو تحفہ دینا اور ہبہ کرنا اور مدیون سے
مقاصہ کر لینا جائز ہے مسئلہ زید کی سو روپیہ عمرو کے ذمہ ہیں اور عمرو کے پانچ اشرفیاں زید پر ہیں جائز
ہے کہ باہم بطور بیع صرف کے معاوضہ کر لیا جاوے اور اگر مال عمرو کا زیادہ قرار دیا جاوے تو لقب زیادتی زید
کے ذمہ باقی رہیگا یا صرف زید قرضدار رہتا اب عمرو نے زید سے کچھ عمل لیا یا کام کرایا اور اپنا قرض اوسمیں
محسوب کر دیا جائز ہے اسلیے کہ بیع قرضکی مدیون سے صحیح ہے شامی لیکن شخص ثالث کے ذمہ محسوب ہونگا
مثلاً زید نے عمرو سے ایک شی خریدی اور کہا کہ بکر میرا قرضدار ہے میں سو روپیہ تیرے سے اس قرض مینا ادا کرتا
ہوں اب عمرو بکر دونوں راضی ہو جائیں تب بھی زید بری اور عمرو مدیون نہ متصور ہوگا ہان حوالہ
یا ضمانت جائز ہے (عالمگیری) اور ایسی ہی دو شریک ہیں جنکا کچھ مال موجود ہے اور کچھ قرضدارونکے
ذمہ اب ایک شخص قرضہ لے اور دوسرا شخص مال موجود لے یہ جائز نہیں قرضکے ذریعہ سے کوئی
نفع سودی یا منفعت حاصل کرنا جائز نہیں استقاط قرض جائز ہے کل ہو یا جز قرضدار کو ایسی چیز جو اوسکی قرض
کے مثل ہے اگر ملی اور وقت ادا آگیا ہو تو اوس چیز کو اپنے حق میں لے لینا جائز ہے (قاضیخان) قرضدار
جب قرض پر قبضہ کر لے پھر قرضخواہ کا دعوی عین قرض پر نہیں رہتا مثلاً دو انار گیہوں قرض لیکر قبضہ کر لیا
اب قرضخواہ کو حق نہیں کہ وہ گیہوں لے وہ ملک مدیون کا ہے اور اوس قدر کا قرضدار ہے (عالمگیری) القتال سو روپیہ پرسنا کر
سیے اوسکو پاس چھوڑ دینا تاکہ تھوڑا تھوڑا لیا کرے جائز نہیں ہان سب روپیہ وصول کرکے امانت رکھوا دے تو مضائقہ
نہیں پھر قرضکی تین قسمیں ہیں ۱ متعلق بعین شے جیسے زید نے عمرو کے پاس ایک باغ رہن کیا
یا مکان ایک سال کو لیکر کرایہ پر دیا اب عمرو کو حق ہے کہ اولاً اوسی چیز سے اپنا حق وصول کرے
تب مالک کو حق تصرف ہوگا چنانچہ تجہیز و تکفین پر بھی مقدم ہے ۲ وہ جو صرف مدیون کے
ذمہ ثابت ہیں کسی جائداد سے متعلق نہیں تو اگر مدیون مرگیا اور بحالت صحت ان قرضونکا
اقرار قاضی کے سامنے کر چکا ہو یا شاہد عدل موجود ہیں یا معاینہ سے ثابت ہوتا ہو تو دین
صحت ہوا اور بلا عذر مدیون کے مال سے واجب الادا ہے ۳ صرف میت کے اقرار ہی سے ثابت ہو

اور ایسی قرض ہیں جنمیں وہ مرا تو یہ دین قرض ہے اور یہ دین صحیح سے ہو تو ادائے قرض مال مدیون
سے لازم ہے اگر میت مفلس ہے تو ورثا پر ادا کرنا لازم نہیں اور اگر ادا کریں تو ذمہ میت سے ساقط ہو جا
مختلف فیہ ہے بہر حال ادا کریں امید عفو ہے اور ادا کرنے کے لیے مال حلال شرط نہیں مگر وصول میں اسکا
لحاظ ضرور ہے مثلاً اگر زید نے بکر سے دس روپیہ قرض لیے اور کسی مال حرام سے ادا کر دیے قرض ادا ہو گیا
مگر بکر کو معلوم ہو تو لینا نہ چاہیے اور یہ فعل خالی از گناہ نہیں اسلیے کہ کسی مسلمان کو مال حرام دینا
ایک قسم کا مغالطہ ہے کیونکہ اگر وہ جانتا تو ضرور انکار و نفرت کرتا مسئلہ زید مسلم کے سو روپیہ عمر مسلم اور بکر
ہندو دونو پر قرض ہیں پھر عمر و بکر سو روپیہ لائے جنمیں سے پچاس روپیہ سود اور رشوت وغیرہ سے
جمع کیا تھا اور پچاس شراب کی قیمت سے اس صورت میں اگر عمر مسلم اس روپیہ سے زید کا قرض ادا کریگا
تو زید کو جان بوجھ کر لینا جائز نہوگا اور لیا تو عمر بری ہو جائیگا اور اگر بکر ہندو ادا کرے تو وہ پچاس جو
شراب کی قیمت سے تھے لینا جائز ہے اسلیے کہ یہ اونکی حق میں جائز اور مملوک ہیں اور دوسرے پچاس کا جو رشوت
سے لی ہیں لینا حرام ہے اسلیے کہ اسمیں ملک ہی نہیں آئی رہن یہ قرض کی چوتھی قسم ہے جسمیں مدیون
اپنا مال دائن کے اطمینان کے لیے اوسکی حوالے کر دیتا ہے اسمیں ایجاب و قبول اور مرتہن کا قبضہ کامل
شرط ہے پس ایسی چیز جو راہن کی تعلق سے علحدہ ہو کر مرتہن کی قبضے میں نہ آسکے رہن نہو سکیگی جیسے نصف
مکان یا شاخ درخت وغیرہ اور جسکا بیچنا منع ہے اسکا رہن رکھنا بھی منع ہے (عالمگیری) رہن اگر
ضایع کیا گیا تو قیمت دینا پڑیگی اور اگر خود ضایع ہوا پس اگر قرض کے برابر ہے یا زیادہ یا مقدار قیمت
معلوم نہیں تو قرض کا معاوضہ ہو گیا اور اگر قرض سے کم ہے تو بقدر کمی کے قرض باقی رہا کیونکہ مرہون
بقدر زیادتی امانت اور بقدر قرض مضمون ہوتا ہے مرتہن اگر فک رہن کا دعوی کرے تو پہلے مرہون
کو حاضر کرے تعیین مدت از جانب راہن معتبر ہے تاکہ ادائے زر کی قوت حاصل کرے بخلاف مرتہن
کے کہ اوسے ہر دم واپسی پر قدرت ہے رہن میں کسی قسم کا تصرف راہن یا مرتہن کی طرف سے جائز نہیں
پس اجارہ یا عاریہ اور بیع اور رہن وغیرہ رہن کا بدون اجازت فریقین ناروا ہے کیونکہ یہ تصرفات
از جانب راہن قبضہ مرتہن کو مانع ہیں اور از جانب مرتہن ملک راہن کو منافی مسئلہ زید نے عمرو
کے پاس اور عمر نے بکر کے پاس اور بکر نے خالد کے پاس ایک مکان رہن رکھا ہے وہ مکان گر پڑا یا
گرایا گیا تو زید کو حق ہے کہ خواہ عمر و خواہ قابض سے اوسکی قیمت وصول کرے کیونکہ یہ سب اس تصرف

مین غاصب اور خائن ہو گئے ۳ عمر و مفقود الخبر ہوا یا لاوارث مرا یا زندہ ہے مگر شرارت سے سماعت نہین کرتا زید کو حق ہے کہ زر رہن ادا کر کے وہ مکان خالد قابض سے لے یا کسی اور قسم کا تصرف کرے لیکن اگر خالد کا قرض اوس مکان پر بہ نسبت قرض عمرو زیادہ ہے تب بہی خالد کو بمقابلہ زید عذر نہین ہو سکتا اپنا دعوی بکر سے کرے کیونکہ عمر غاصب اور خالد شی مستحق کا قابض ہے اور یہی حکم ہے شئے مستعار کا زید نے ایک گہوڑا عمر کے پاس رہن رکہا اور شرط ہو گئی کہ بکر وکیل بیع ہے یا بعد اتمام عقد رہن بکر کو وکیل کیا تو شکل اولین بالاتفاق اور ثانی مین باختلاف زید کو حق نہین ہے کہ بکر کو وکالت سے معزول کرے (۵) ہدایہ منافع مرہون راہن کے مملوک اور مرتہن کے پاس امانتاً محبوس رہتے ہین مبنا اسکا یہین کہ یہ منافع مرتہن کو حلال ہے یا نہین بڑا اختلاف ہے مگر مذہب مختار بلکہ امر حق وہی ہے جو جناب استاذی و مولائی سند الاماثل فخر الاکابر ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی عمم فیضہ الخفی و الجلی نے اپنے رسالہ الفلک المشحون فیما یتعلق بانتفاع المرتہن بالمرہون مین بدلائل واضحہ تحقیق فرمایا ہے کہ نفع مملوک راہن ہے پس اگر راہن نے بعد تکمیل عقد و قبضہ تامہ بخوشی اجازت دی تو بطریق ترک اولی جائز ہے اور اگر اجازت مقصود رہن یا داخل عقد ہے تو کہلا کہلا سود ہے اور بلا اجازت خیانت اور غصب ہے اور یہ بہی فرمایا کہ بحسب عادت و عرف زمانہ موجودہ اسکی قطعی ممانعت لازم ہے کیونکہ منہ سے جو چاہین کہین لیکن دلمین رہنکو موجب نفع اور تجارت اور تدبیر معاش اور منافع کو سود حسنہ دین تصور کرتے ہین و اللہ تعلیم باقی الفسام اگر سو مین ۹۹ ایک نیک نیت ہون تو بہی عام فتوی نہین ہو سکتا پس اگر راہن نے مرتہن کو اجازت دی تو اوسے اختیار باقی ہے کہ جب چاہے رجوع کرے اور کوئی اثر اس سے عقد رہن پر نہین پڑ سکتا ہان وہ مصارف جو مرتہن نے بغرض نفع رہن کئے ہین راہن سے لیسکتا ہے مثلاً زید نے باغ عمرو کے پاس رہن کر کے منافع اوسکا عمرو کو معاف کر دیا عمرو نے جو کچہ اوسکی پرورش اور عمدگی مین صرف کیا ہے وہ زید سے لیسکتا ہے اگر زید نے قبل از حصول نفع رجوع کے یا رہین چہڑا کر اپنے قبضے مین لایا اور مرتہن کو نفع لینے سے روکا ورنہ نہ مصارف مرہون مصارف دو قسم کے ہین ۱ وہ جو مرہون کی بقا و اصلاح سے متعلق ہین جیسے چارہ گہاس ۔ نوکر ۔ باغبان ۔ سائیس ۔ سینچنا ۔ بونا ۔ مکان کی مرمت وغیرہ ۲ جو حفاظت اور واپسی سے متعلق ہین جیسے کرایہ مکان دوا وغیرہ پس مصارف اول راہن کے ذمے ہین اور قسم دوم

مرتہن کے ذمی مگر ابو یوسف کے نزدیک کرایہ مکان بھی راہن کے ذمی ہے (ہدایہ) ہان اگر قیمت رہن دین سے
زیادہ ہے یا کچھ منافع اوسکی حاصل ہوتے ہیں تو یہ امانت ہین اور انکا کل خرچ بھی راہن کے ذمی
رہیگا اور مرتہن کو لازم ہے کہ خواہ خود رہن کی حفاظت کرے یا اپنے معتبر نوکر یا عیال کے پاس رکھوائے
غیر کے پاس رکھیگا تو ذمہ دار ہوگا اور جب راہن مرتہن کو نفع حلال کر دے تو کل مصارف ذمہ
مرتہن ہونگے پس اگر راہن ادائے مصارف سے انکار کرے یا غائب ہو حصول اجازت تک
مرہون کے ناقص یا ہلاک ہونیکا خوف ہو تو مرتہن بلا استفسار قاضی ضروری خرچ کر کے راہن سے وصول
کرلے اور قاضی نہو تو مرتہن اپنی راے سے وہ کل خرچ کر سکتا ہے ہرچند یہ حقوق مختلفہ قضاء قاضی
پر موقوف ہین مگر ایسی حالت مین مرتہن اپنے حقوق کی محافظت مین مضطر ہے اور مثل حق خاص
کے مستقل و مختار اور راہن ظالم تائید اسکی ہدایہ صفحہ ۵۳۰ آخر باب تصرف و جنایت مرہون
مین امام صاحب کے مذہب سے منقول ہے اسیطرح منافع اوسکی اگر جمع نہ رہ سکین جیسے دودہ میوہ جات
تو مرتہن بطور فضولی بیچ بھی سکتا ہے اور قیمت منافع رہن کی اگر اوسی جنس سے ہے جو بعوض رہن دیا تھا تو اوسمین وصول
کرے ورنہ وہ بھی رہن محبوس رہیگی البتہ منافع مفقودہ کی تحصیل نہ اسکے ذمے ہے نہ اوسکی اختیار جیسے مکانکو
کرایہ پر چلانا کھیت یا باغ کی درستی وغیرہ اور اگر یہ عذر نہون اور مرتہن اپنی راے سے کچھ خرچ کرے تو تبرع ہے
اور راہن سے نہین پاسکتا اور وہ منافع جو باقی رہسکتے ہین جیسے جانور کے بچے اگر بیچ ڈالے تو بیع صحیح نہین مسئلہ
زید نے ایک مکان یا ایک گاے چوبیس روپیہ کو رہن رکھی اور کرایہ یا دودہ اوسکا تین روپیہ ماہوار ہے اور
مصارف ایکروپیہ ماہوار یہ مکان یا گاے ایک برس مین چھوٹ جائیگی اسلیے کہ اصل زر رہن للعہ اور خرچ
عہ اور کل آمدنی ہے اب کچھ مرتہن کا باقی نہ رہا مسئلہ راہن کو مرتہن سے اور مرتہن کو راہن سے مرہون
بطور کرایہ لینا جائز نہین (عقود الدریہ) اسلیے کہ راہن نے اگر لیا تو قبضہ مرتہن نہ رہا اور مرتہن نے
لیا تو یہ قبضہ باستحقاق رہن نہوا بلکہ نیابتاً قبضہ ہوا مرتہن اپنے روپیہ یا قبضہ کا دعوی کر سکتا ہے مرہون
کو بکوالینیکا حق نہین یہ شرط کہ اگر اتنے دنو نمین روپیہ ادا نکیا تو بیع ہوجائیگی باطل ہے عقود الدریہ مسئلہ
اگر مرتہن نے باجازت راہن مرہونکو عاریت دیا اب مرتہن ضامن نرہا اور اگر راہن کی اذن سے بیچا یا کرایہ
پر دیا تو رہن باطل ہوگیا (ہدایہ) مسئلہ ہمارے شہر مین اکثر مکان یا باغ رہن رکھے جاتے ہین اور کبھی بشرط
اور کبھی بدون شرط مرتہن کے قبضے مین نہین دیے جاتے ان سبھو کو نہین بلکہ قرض ہوا اور رہن باطل اسلیے کہ رہن بلا قبضہ شرط

یعنی جسمین ... قضا شرط ہے

# کتاب الاجارات

یعنی بیع منافع پس جو اجارہ جسمین اصل معقود علیہ مملوک ہو جائز نہیں مثلاً ایک باغ اجارہ پر لیا کہ اتنی مدت میں جسقدر اسکی خشخاش ہو یا پھل پیدا ہو وہ میرا ہو یا بکری گائے دودھ یا بچے کے لیے اجارہ پر لینا درست نہیں۔ ایسے معاملات میں اگرچہ تعداد معقود علیہ کے معلوم ہونے تسلیم ہو سکنے سے بیع کی اور شروط لے بھی مخالفت ہو بیع کا حکم دیا جائیگا اجارہ کی نہیں جسکے آٹھوں شرطیں معتبرہ لیکن اول جبکہ اجارہ میں اصل شی مملوک نہیں ہوتی تھی محل منافع مال اسکا قائم مقام کیا گیا (ہدایہ) جیسے مکان کرایہ لیا اصل مکان پر کوئی حق نہیں کرایہ دار صرف نفع سکونت وغیرہ کا مالک ہے اسکے ذکر کرنا لازم لینے کا اختیار ہر ذات ملازم پر اختیار نہیں اور ایسی ہی ضرور ہے کہ منافع مال متقوم و مفید بھی ہوں پس جو منافع شرعاً حرام ہیں جیسے اجرت زنا و رقص وغیرہ یا جو منافع عبث و لا یعنی ہیں جیسے درخت خاص کپڑے اختشاء کرنے کو یا بعض ظروف چاندی سونے کے یا شیشہ آلات وغیرہ صرف دکان و مکان کی زینت کے لیے کرایہ لینا یا بہ نیت نفع بدون ہلاک میں بیٹھے جیسے درہم دینار بیٹ نا جائز ہیں دوم منافع غیر محدود ہوتے ہیں جیسے مکان کہ نفع سکونت برابر حادث ہوا کرتے ہیں اور بیع مجہول فاسد ہے لہذا استثناء کے بعض متعلقات کے تعیین سے منافع کی تعیین کیجاتی ہے (ہدایہ) جسطرح بیع ظرف وغیرہ سے معین ہوتا ہے مثلاً یہ گھوڑا اتنے روپیہ کے دو کوس یا دو دن کے لیے یا یہ زمین بعوض دس روپیہ کے ایکسال کے لیے۔ یا یہ کپڑا اگر رنگا جائیگا تو دو آنہ اور سرخ ہو تو چار آنہ غرض کسی قسم کے تعیین سے رفع جہالت معقود علیہ شرط ہے ورنہ اجارہ فاسد ہوگا (ہدایہ) جب کوئی زمین یا جانور اجارہ پر دے تو ان سب امور کی تصریح ہونا چاہیے جو اس اجارہ سے مقصود اور متعلق ہیں جیسے اس گھوڑے پر دو آدمی سوار ہونگے یا فلاں چیز اس قدر لادی جائیگی اور فلاں مقام تک فلاں راہ سے فلاں وقت لیجائینگے یا اس زمین میں فلاں چیز بوئی جائیگی یا فلاں قسم کے آدمی بسائے جائینگے۔ اور اگر بعض متعلقات کی تصریح نہ کی اور معقود علیہ ہلاک یا ناقص ہوا تو اسکی قیمت دینی ہوگی

---

باغ سے آم یا جامن اور بعض [illegible] متعلق یا دونوں کی [illegible] ہوں ۱۲
سلف جب کہ اجارہ میں ہوں اور بعض [illegible]
لیکن اس کے زمین میں [illegible] ۱۲
لہذا اسکی تنقیح شرع کی ۱۲ سلف [illegible]
[illegible] بعض شرطیں [illegible] احکام مختلف ہیں
[illegible] عالمگیری [illegible] اول [illegible] سلف
العینیہ [illegible]
[illegible] مطالب [illegible]

خواہ وہ امر متعارف ہے یا متعارف کی قریب قریب ہو یا بالکل خلاف ہو۔ شکل اول مستاجر کے ہو جیسے ایک چھکڑا کرایہ پر لیا اور اوس مقام میں چھکڑو نیز ۵۰ من غلہ لادنیکا عام قاعدہ تھا اور وہی ۵۰ من یا کم غلہ لادا گیا اور چھکڑا الوٹ گیا یا بیل ہلاک ہو گیا یا باعتبار عرف دس کوس چھکڑو جا یا کرتے تھے اور پھر چھکڑا دس کوس یا اوس سے کم میں ٹوٹ گیا اسکا کرایہ دار بری الذمہ ہے المعروف کالمشروط شکل دوم میں بقدر تجاوز ذمہ دار ہو جیسے اس صورت میں ۶۰ من غلہ لادا یا اور ایسی چیز جو مثل غلہ کی ہو لادی اور مثلاً بیس روپیہ کا نقصان ہوا اب کرایہ دار دس روپیہ ادا کرے شکل سوم میں بصورت نقصان ذمہ دار نقصان اور بصورت عدم نقصان عنداللہ ماخوذ ہو اسلئے کہ اسنے مال غیر میں تجاوز کیا جیسے پتھر یا لوہا لادا یا پندرہ کوس لیگیا یا ۱۰۰ من بار کردیا (ماخوذ از عالمگیری) مسئلہ جبکہ باہم کچھ تعین نہوا ہو تو اجیر ضرر رسان اور خوفناک امور سے اپنی ذات اور مال کو باز رکھ سکتا ہے اور مستاجر متعارف کاموں میں مختار ہو مثلاً محرر سے جملہ امور متعلقہ محرری اور خدمتگار سے ہر قسم کی خدمت لیسکتے ہیں مگر اختیار نہیں کہ محرر سے خدمتگاری یا معلم سے محرری کرائیں یا اوسی خوفناک راہ یا معرکہ جنگ میں بھیجیں مگر یہ کہ اقرار ہو گیا ہو یا ملازم راضی ہو جائے اور زمین میں وہ چیز بو سکتا ہے جو اوس میں بوئے جاتی تھی یا اوسی ضرر نہ پہنچا تو اور خلاف عرف اور ضرر رسان کاموں کی تو اذن صریح مشروط ہو اگر مالک نے عموماً اجازت بھی دی کہ تجھو اختیار ہے جس قسم کا نفع منظور ہو حاصل کر تو خلاف عرف اور ضرر رسان امور بدلالت عقلی مخصوص اور مستثنی ہونگی سوم بیع میں بعد اتمام عقد تسلیم مبیع ممکن ہو لہذا ثمن اوسیوقت واجب الادا ہوتا ہے اور اجارہ میں منافع مستاجر کے متعلق بعد گذشتہ مدت حادث ہوتی ہیں صرف عقد سے نہ تسلیم ہو سکتا ہے نہ وجوب اجرت ہاں اگر پیشگی دیدیا تو حق تردید نہ رہا اسلئے کہ یہ ایک حق ہے اور عوض شرعی میں ادا کیا گیا اور مستاجر نے اپنا حق خود باطل کیا۔ اجیر جب کام کر چکے اوسوقت اجرت فوراً دیدینا چاہیے اب کوئی مدت ادا کے لیے معین کرنا رضامندی اجیر پر موقوف ہے کیونکہ جب وہ مستحق ہو گیا تو اوسے اختیار ہے کہ مہلت دے یا نہ دے چہارم عقد اجارہ خود بخود ہر نفع پر منعقد ہوا کرتا ہے کیونکہ منافع معدوم ہوا کرتے ہیں اور معدوم کی بیع منع ہے لہذا بالضرورت صحت عقد یہ فرض کیا گیا کہ جس قدر نفع پیدا ہوتا گیا بعد قبول صحیح ہو جاتا ہے مثلاً جب

ایک مکان ایکسال کے لیے کرایہ پر دیا اب بعد نفع سکونت پر اوسی قبول کی تجدید ہوگی خواہ مستاجر
نے مدت گذرنیکے بعد سکوت کیا اور یا مالک نے منع نکیا گویا یہ عقد جدید ہوگیا تجھ عقد اجارہ ایجاب
وقبول کے بعد لازم ہے پس اگر مکان ایکسال کے لیے کرایہ پر لیکر درمیان مین چھوڑ دیا تو مالک تمام مدت کا
کرایہ لینیکا مستحق ہے مگر خود قبض و دخل نکرے مسئلہ ایک شخص نے ایک گھوڑا دن بھر کے لیے ایک روپیہ پر
کرایہ لیا اور دوپہر سے چھوڑ دیا اب مالک اگر سوار ہوا یا اوسنے اور کسی قسم کا نفع حاصل کیا تو وہ روپیہ
وہی بعد عائد ہوگا مگر کسی ایسے کام کے لیے سوار ہوا ہو ۔ قبضہ اوسکا حفظ و نگہداشت سے متعلق ہے مضائقہ نہین
جیسے پانی پلانیکو دریا پر لیجانا یا کسی خوف اور ضرر کے سبب مقام سے کسی مقام پر لیجانا تا [illegible] شبہ اجارہ مانع
نہی تو فسخ ہوسکتا ہے (ہدایہ) مسئلہ عاقدین سے کوئی مرگیا یا عذر صحیح جسکا بیان آئیگا لاحق ہوا
تو اجارہ فسخ ہوجائیگا بخلاف بیع کے کہ وہان دفعتہ مبیع مشتری کی ملک مین آجاتی ہے اب ہونا غیر
ممکن ہے اور منافع آئندہ تو ابھی مستاجر کے ملک مین نہین آئے ورثہ کا کیا ذکر اور تجدید عقد تو ایک
ضروری امر تھا ایسے مقام پر منحصر رہیگا نہ ورثا و مستاجر سے متعلق ہوسکتا ہے نہ حالت عذر صحیح مین جبر
بلکہ صرف بحالت ضرورت اجارہ خاص مستاجر سے متعلق ہوگا اور معاہدہ لازم اسکا معارض نہین
کیونکہ وقوع اور اقتضاء وقوع مین فرق ہے مگر ہاں جبکہ یہ معاہدہ ہوگیا ہو کہ نفع لیا جاوے یا نلیا جاوے
اجرت ضرور دیجائیگی ۔ اجیر کا کوئی ہرج متصور ہوا ہو جیسے زید ایک گاڑی عمر سے باجرت لیتا ہے
اور بکر نے کہا کہ زید سے معاملہ نکرو ہم اسقدر اجرت دینگے یا عمر نے بکر سے کہا کہ مین دوسری جگہ سے [illegible]
قطع کرکے تمسے اس شرط پر معاملہ کرتا ہون کہ تم اسکی فسخ کرنیکے مجاز نہو یا عمر بطلب زید کہین دوسرے
آیا یا اوسکی فرمائش سے کوئی شئ خاص بنوائی اب شکل دوم مین کل اجرت اور باقی شکلو مین بقدر
ہرج عمر و بکر سے پانیکا مستحق ہوگا اور یہ شرط اسکے ذمہ لازم اور متممات عقد سے ہے کیونکہ اول اطمینان و آرام
سے متعلق ہے اور ثانی آسایش آمر و نفاست معقود علیہ کا سبب ہے جب کسی وجہ سے اجارہ فسخ ہوجا
یا مدت گذر جاوے اور معقود علیہ متعلق ہو تو مہلت مناسب شرط ہے پس اگر زمین یا کشتی یا کوئی برتن
کرایہ لیا اور مدت اجارہ ختم ہوگئی یا دونون سے ایک مرگیا اگر زمین کھیت کیا ہے یا کشتی دریا مین ہے یا دوسرا
سفر چلتا ہو تو ایک مناسب مہلت ضرور دیجائیگی اور اتنے دنونکا کرایہ بحساب کرایہ سابق عائد ہوگا اور
مالک کو اپنی چیز واپس لینے کا ہرگز حق نہین [illegible] اسی بنا پر اگر کوئی نوکر یا مزدور ضرورت کیوجہ سے

عذر کرے یا قطع تعلق چاہے تو ایک معین وقت تک مجبور کیا جاویگا سپاہی بوقت خیال جنگ یا وکیل
بوقت حضور حکام یا مزدور راہ میں یا کسی خوفناک مقام پر قطع تعلق نہیں کرسکتے مگر جبکہ اوسنے ضرر کی حد
ہو کیونکہ ہر وقت اختیار ہے اگرچہ ضرورت بھی ہو جن امور اور خدمات کا ذمہ کیا تھا اوسکی خلاف کرے
یا کہیں یا خلاف شرع احکام دیے جائیں مسئلہ جو مزدوری یا نوکری ایسی ہو جسمین ہمیشہ کام کرنا نہ پڑے
یا وہ کام لیا جاوے وہ بہت کم یا غیر مقصود یا صرف تعلیم و مشق کے طور پر ہو جیسے سپاہی یا بعض اہلکار جنسے
ہر خاص وقت پر کام لینا منظور ہوتا ہے اور جو کچھ کیا کرتے ہیں وہ مقصود نہیں ہوتا یہ لوگ عین ضرورت
کے وقت عذر نہیں کرسکتے اسلیے کہ اسی واسطے اونکو مدتوں سے اجرت دیگئی ہے بشرطیکہ وہ کام اونکے منصب اور
شرائط کے خلاف نہو اور یہ بھی معلوم کرا دیا گیا ہو کہ تمکو کسی ضرورت پر اس قسم کا کام کرنا پڑیگا مگر جبکہ مدت مدید
یا غیر معین درکار ہو تو البتہ مناسب انتظار کے بعد وہ مختار ہوگا مثلاً ایک سپاہی نوکر رکھا اور لڑائی کا
ایسا خیال ہے جسکا وقوع غالباً برسونمین ہو یا زمین پانچ برس کیلیے کرایہ لی اور ایسا باغ لگایا
جو دس بیس برس میں تیار ہو اور لکڑی اوسکی بکار آمد ہو یا اور کوئی ایسا کام کیا جو ایک مدت میں
پورا ہوگا یا کشتی کسی مقام پر راہ میں ٹھیرا دی اور مالک اوتر گیا اور کہہ گیا کہ ہم برس چھ مہینے میں
واپس آئینگے تو ایسی صورتوں میں انتظار لازم نہیں ہے اقسام اجارہ اسکی تین قسمیں ہیں
اول محض منافع اشیا جیسے مکان یا زمین کرایہ پر دینا ایسی چیزیں استعمال مناسب میں جسقدر
خراب ہوں مستاجر سے کچھ تعلق نہیں بلکہ بقدر ضرورت مالک سے مرمت کرا لینیکا اوسکو حق ہے
دوم محض عمل جیسے مزدوری یا نوکری اسمین یہ شرط کہ اسقدر وقت میں یہ کام ضرور
ہو اور اگر وقت یا کام کسی میں کمی ہوگی تو اجرت کم ہوگی مفسد ہے کیونکہ ایک اجرت کے مقابلہ میں
دو معقود علیہ نہیں ہوسکتے یا وقت یا کام اور اگر یہ قید کام لینے اور تاکید کے لیے ہو اصل عقد
میں داخل نہو اور ایک امر پر کل اجرت اور دوسرے پر صرف عتاب کیا جاوے جائز ہے جیسے وکیل سے
ہم کہیں کہ ضرور حاضر ہو اور اسقدر کام کرو اب تنخواہ باعتبار حاضری ہے تو کام کی کمی بیشی محسوب نہوگی
اور کام پر نظر ہے تو حاضری سے تنخواہ نہ گھٹیگی البتہ اگر حاضری کی اجرت علیحدہ اور عمل کا عوض
علیحدہ ہو تو حسب اتفاق کمی ہو اوسکی اجرت کم ہوسکتی ہے مزدور اجرت میں مال نہیں روک سکتا
...

مفسد عقد ہے مگر نفس الامر مین مقامات عقد سے ہے کیونکہ دہقان کا سہ کشتی مین بڑا اہرج اور بحث یہ انتظامی
اور کمال بے اطمینانی کا احتمال ہے ظاہر ہے کہ صاحب کشتی دریا مین اور صاحب زمین قبل پختگی زراعت
مجبور کیسے جا آ رہے ہین اسیطرح آقا مرد ہوشیار و معتبر ملنے تک نوکر کو روک سکتا تھا لیکن جبکہ ویسے آدمی کا
ملنا کسی مدت پر موقوف نہ تھا اور مدت غیر معلوم تک پابندی مشکل ایک مدت خاص کا تعین ہرچند جائز نہین
اوسکے قائم مقام ہے اور درصورت عجلت نوکر کو تنخواہ ایام موعود کا اسی طرح دینا پڑیگی جسطرح صاحب
ارض زراعت کا نقصان دیتا اور بیع مین مشتری سے شرط کفیل یا رہن یا عقد رہن مین راہن سے
وکیل بالبیع کا لزوم مفسد نہین اور بیع مین یہ شرط کہ اگر فلان وقت تک قیمت نہ دیگی تو بیع نہ ہوگی
جائز ہے اسیطرح یہ لزوم بھی مخالف و ممنوع نہین ہو سکتا جرمانہ تین قسم پر ہے [۱] معاوضہ
جو کسی صریح شرط کی مخالفت سے عائد ہو [۲] شرط یعنی اگر آئندہ نوکری منظور ہے تو گذشتہ عدول حکمی یا خطا کی
نسبت جرمانہ دو ورنہ اختیار ہے اسیطرح اور قسم کی سزا نہین [۳] بجبر یعنی بوجہ فلان مخالفت کے تنخواہ سے
جرمانہ لیا جائیگا پس قسم اول کی دو صورتین ہین [۱] وہ مخالفت جس سے کچھ نقصان مال یا عمل ہو جیسے
کوئی شے ضائع کردی یا غیر حاضری یا کسی خود رائی سے کام پورا ہوگا یا ایسی کام پر نوکر تھا جسے چند دنوں
انجام دیسکتے ہین تنہا نہین ہو سکتا جیسے چھاپنا یا صحت کرنا یا دوسرے کا کام اوسپر موقوف ہے جیسے
کسی کارخانہ کا مہتمم وغیرہ اس صورت مین جرمانہ جائز ہے اور ثبوت اوسکا جواز ضمان سے کتب فقہ
مین موجود ہے [۲] وہ مخالفت جسمین سوائے ناخوشی و نافرمانی و شرارت کے کوئی نقصان نہین ہوا تو
اوسکا حکم مثل قسم دوم کے ہے اور قسم دوم بوجہ شرط و رضا کے جرم و انتظام و ضرورت جائز ہے
اور سوم محض ظلم و ممنوع نوکر کو اوقات نوکری مین کوئی کام اپنا کرنا جائز نہین مگر [۱] اسامی فرائض
و سنن [۲] حاجات ضروریہ جیسے کھانا پینا وغیرہ مگر نوافل باتفاق منع ہین اور عبارت مسجد دور ہو تو
بمقدار مناسب اجرت کم ہوگی (عالمگیری) امیر مسئلہ دیکہ اگر دو نو مسلمان ہین تو نماز جمعہ و نوافل وغیرہ
کا پہلے ہی لحاظ کر کے معاملہ کرین کیونکہ مبادا مزدور بطمع مال سے جمعہ ترک کر دے اور آقا کو بھی بہت با
فرائض و عبادات تخفیف اجرت شان اسلام سے بعید ہے اور یہ قیود تب ہین کہ مالک اوسکا ہونے
منع کر دے یا بوقت اطلاع ناخوش ہو یا اوسکے کام مین نقصان کا خیال ہو ورنہ بحسب عرف
و تعامل بلد مضائقہ نہین ہے اور ایسی نوکریان جنمین دوسرے کام مخل نہین ہوا [illegible] زمستانہ یا [illegible]

رہتی ہے ایسی امور کے مانع نہین جیسے ایک شخص بہرا بھی دیتا ہو اور کچھ پڑہتا یا سیتا ہی **سوم**
**بیع و عمل** جیسے کپڑا رنگنا جسمین رنگ کی بیع اور رنگنی کی اجرت ہے اسمین اگر مال مالک کا
ہے اور اجرت خردوری کی تو اجارہ ہے ورنہ استصناع ہوگئے اور وصف کی تعیین بغرض رفع نزاع
ضرور ہے یہ لوگ بعوض اجرت مال روک سکتے ہین جو مال انکا صرف ہوتا ہے وہ معقود علیہ نہین تاکہ
ہلاک مین لازم آئے بلکہ آلہ و ذریعہ التسلیم معقود علیہ ہے (ہدایہ) **عذر ہای فسخ اجارہ**
۱ **مجبوری** جیسے گاڑی کرایہ پر لی اور گھوڑا مرگیا گاڑی ٹوٹ گئی حاکم نے ممانعت کردی خود بیمار
ہوگیا یا وہ مریض جسکے لیے طبیب بلایا گیا تہا مرگیا ۲ **فوت غرض** جیسے مریض اچھا ہوگیا مقصد سفر فسخ
کردیا یا جس صنعت اور جس قسم کا نفع معقود علیہ سے منظور تہا وہ اسمین نہین ہے ۳ **موت احد
المتعاقدین** اب اجارہ باقی نرہا البتہ ورثا میت اور فریق ثانی راضی ہون تو یہ معاہدہ جدید
ہوا **مسئلہ** جیسا کہ معمول ہے کہ بعد موت کے تمام معاملات اور ملازمین اور معاہدے قایم
اور باقی رہتے ہین اسکا جواز بحکم تعارف ہے اور سکوت قایم مقام رضای جدید لیکن جبتک کوئی
امر متضمن رضا و رد لو طرفین سے معلوم نہو اختیار باقی ہے مثلاً کوئی مکان ایکسال کے لیے کرایہ پر لیا
یا دیا یا کسی کو سال بہر کامل کی شرط پر نوکر رکھا یا نوکری کی اب ایک شخص مرگیا تو دوسرے کو مکان
یا نوکری چھوڑنے یا چھوڑا دینے کا اختیار رہو گیا مگر جبکہ کوئی نقصان معتبر ہو تو اوسکی رعایت
کیجاییگی مثلاً کشتی یا زمین یا مکان یا ظروف متعلق ہین تو رفع تعلق تک اجارہ باقی رہیگا یا ملازم وغیرہ
سے اگر اقرار تہا کہ عین ضرورت کے وقت یا بدون مہلت چند یوم نوکری نچھوڑ سکینگے تو اوس ضرورت
یا مہلت کی رعایت لازم ہو اسلیے کہ یہ شروط اصل اجارہ سے متعلق نہین بلکہ بغرض حفظ حقوق و اموال
و اغراض متعاقدین کیجاتی ہین اور یہ حقوق میراث اور مملوک ورثا ہوتی ہین **اجارات مشروطہ**
یعنی بشرط اثر تقدیر اجرت دیجاییگی جیسے طبیب - وکیل - عامل جنسے بشرط کامیابی ایک مقدار اجرت کا
جمہور علما تعریف کرتے ہین ۱۲
تصفیہ کیا جائے انہین کسی قسم کا تعین مدت وغیرہ شرط ہی کیونکہ اثر کا ہونا نہ ہونا کسی کے اختیار مین ہی
نہ کسی وقت خاص سے متعلق اور نہ معلوم ہو سکتا ہو کہ اب اثر مرتب ہوگا پس بدون تعیین کے
نزاع قائم ہے اسلیے کہ آمر کبتک انتظار کرے اور اگر بوجہ کسی پیچیدہ ہوئی خرابی کی جسکا رفع مشکل ہو
معزول کرنا چاہیے تو اجرت کس اعتبار سے دیجائے اور اگر آمر کو مطلقاً اختیار دیا جائے تو وہ ہر وقت اسکی

معزولی اور حق تلفی پر قادر ہو کہ **تسلیم معقود علیہ** کے یہ معنی ہیں کہ مستاجر نفع لینے پر قادر ہو جائے مگر جبکہ بعض مدت یا تمام مدت میں کوئی مانع قوی پیش آیا مثلاً مکان غصب کیا گیا۔ غرق ہو گیا مستاجر بیمار ہوا۔ بقدر حصہ اجرت کم ہوگی (عالمگیری) فسخ اجارہ میں حضور عاقدین شرط ہے عام ازین کہ خود ہوں یا وکیل انکا یا تحریر **تعیین معقود علیہ** کبھی باعتبار عمل ہوتی ہے جیسے یہ کام اسقدر کردو اور کبھی باعتبار وقت کہ جیسے صبح سے شام تک موجود رہو اور کام کرو اسمیں اجیر پر تمام وقت متوسط قوت سے کام کرنا اور کام نہو تو حاضر رہنا لازم ہے مگر نماز و قضائے حاجت و ضروریات میں ہو سکتی **متفرقات و اجارات فاسدہ** اجارہ شروط فاسدہ سے فاسد ہوتا ہے اور شروط فاسدہ کا ذکر بیع میں ہو گیا لیکن معقود علیہ ایسی چیز نہیں جو بیع کیطرح واپس ہو سکے پس جبکہ بوجہ جہل اجرت اجارہ فاسد ہوا تو اجرت مثل دلائی جائیگی اور اگر دوسری وجہ سے فساد آیا تو اجرت قرار دادہ اور اجرت مثل سے جو کم ہو وہی دلائی جائیگی محل مسئلہ اکل تک رسید و توعہ عدم اجارہ فاسد ہوا ان میں کہ ماجور اجارہ ہر حالمیں ہے اور زیادتی بطور انعام و شرط معلق میں ہو یا یہ کہو کہ اگر کل نہ رسید دی تو توڑ لینگے مگر صاحبین ایسی شرطیں استحساناً جائز رکھتے ہیں اور عالمگیری میں اسیکو ترجیح دی ہے درختوں کا اجارہ لیکر فقہا نے باتفاق منع فرمایا ہے اور وجہ اسکی ہے عدم تعامل عدم حاجت قرار دی ہے میں کہتا ہوں کہ عدم تعامل حجت نہیں خصوصاً اموال امردن میں جو نصوص قولی و فعلی دونوں سے ثابت ہوں باقی رہے حاجت وہ ہمارے زمانہ میں اشد ہے کہ اور زمانہ میں نہو اور جب درخت باجارہ لیا اور جو پھل کہ خریدیں گے وہ اسے بغرض پکنے کے چھوڑ دی تو نمو جو شجر سے مستفاد ہو منافع شجر ہے اسلیے کہ نمو ایک قوت ہے جو زمین سے حاصل ہوتی ہے نہ ہلاک عین شجر زائد ورنہ بالیگی زراعت جائز نہو اور یہ شبہ کہ درخت تابع ارض ہے اور تابع کا اجارہ غیر ثابت بلا اضافت کی اجارہ سے پہلی وارد ہوتا ہے جو باتفاق جائز ہے اور جبکہ شجر اعیان سے ہے تو اوسے تابع قرار دینے کی کیا ضرورت ہے اور امام محمد سے شرط ترک اثمار مروی ہے (ہدایہ) مآلی اجارہ میں جہل مشاقاً مفسد ہے پس جبکہ زید نے عمر کو ایک مکان یا زمین سو روپیہ سالانہ کرایہ پر دیا میں شرط کہ جسقدر مرمت ہو یا جو اوسکی تعمیر میں خرچ ہو وہ بھی تمہارے ذمہ ہے پس اگر مقام اور تعداد اور لاگت معین اور معلوم ہو تو خیر ورنہ اجارہ فاسد ہے کیونکہ مرمت و تعمیر کے احوال مختلف ہیں اور اسمیں تعیین جو بنایا جائے وہ ملک

[illegible]

مالک ہو اسلیے کہ یہ تعمیر و مرمت داخل اجرت ہو اور اگر یون کہا گیا کہ مکان یا دکان اپنی طرف سے بنوا لو عام از انکہ
دو یا وقت خاص معین کر یا نکی اجارہ جائز ہے اور کرایہ حق زمین کا ہوگا اور عملہ ملک مستاجر او شرط
دوام ہو تو بھی مالک کرایہ نہین بڑہا سکتا اور نہ مستاجر کم کر سکتا ہے اور بغیر رضامندی مستاجر اگر زمین
واپس لیجاوے تو قیمت عملہ معہ اجرت تعمیر ذمہ مالک ہوگی وقت اور کام کا جمع کرنا موجب فساد ہے جیسے
دیکھو یا فلان بھی رہو اور اسقدر کام بھی کرو اور ان دونو مین جسمین کمی ہوگی اجرت کم کر لیجاویگی مباح
یا اشیا کا اجارہ اسکی دو قسمین ہین (۱) مباح مال کو اجارے پر دینا یہ باطل ہے (۲) مباح مال
حاصل اور جمع کرنے پر کسیکو باجرت معین کرنا یہ جائز ہے تفصیل شکل اول شارع عام - دریا جنگل
پہاڑ شکار وغیرہ کو اجارے پر دینا جائز نہین مگر جبکہ ایسی چیزین اپنی محنت اور صرف سے تیار کرے
جیسے نہر کھودے پل بنایا چراگاہ بنائی یا مسکلہ دریا یا شاہراہ کا بند کر دینا بضرورت عام و مقتضائے انتظام
جائز ہے جیسے ناو کا پل بنا کہ جسے کشتیونکی راہ بند ہو جاتی ہے یا پل کیوجہ سے دوسرے گھاٹ روک
دیئے جاتے ہین اگرچہ یہ مقام نہ مملوک تھے نہ ممنوع لیکن اگر پل کشتی کا بنایا جاوے تو بڑا ضرر ہے
پس بغرض نفع عظیم و راحت عام کے یہ بدانتظامی نہین اسیطرح پہاڑ کی پیداوار جنگل کی لکڑی - دریا
کا پانی - سونے چاندی کی معدنیات - مٹی - ہر قسم کے شکار اور جسقدر چیزین جنس و نفیس ان مقامات مین پائے
جاتے ہین وہ سب عام خلائق پر مستحق اور جو پہلے قبضہ کر لے وہ مالک ہے مگر جبکہ حاکم وقت محافظت اور انتظام
کرے اور خلق اللہ کو خوف و نقصانات سے بچائے باہم جنگ و جدل ظلم و تعدی سے روکے تا ایسا
محصول جو قیمت کے قریب قریب ہو جاوے اور ایسا تحکم و قبضہ جو حد ملک تک نہ پہنچے اور اون
مقامونکو عام اباحت سے خارج نکرے جائز ہے تفصیل شکل دوم نوکر یا مزدور نوا اپنے کام کے واسطے
جو کچھ حاصل ہو اسکی چار قسمین ہین (۱) معاوضہ جیسے خرید فروخت وغیرہ مگر لازم ہے کہ یہ معاوضہ
اسکی خدمت کی جنس سے ہو جیسے ایک شخص نوکر کپڑا بیچنے اور خریدنے کا ہے تو وہ سوا اسکے
مصارف خانگی کے بطور تجارت اپنے لیے کپڑا خرید فروخت نکرے (۲) سبب خاص یعنے ایسی وجہ
سے ملے جسکو بعینہ خدمت سے تعلق ہو جیسے میراث ہبہ وغیرہ (۳) سبب مشترک و مشتبہ یعنے جسکو ادھر
بھی اور ادھر بھی منسوب کر سکے جیسے خاص تجارت کیوجہ سے کسی شخص سے ملاقات ہو گئی اور کچھ
نفع ہوا اسمین اولاً لحاظ تجارت اور ثانیاً مراعات ذات اجیر دونون ہین تو اسمین غلبۂ ظن پر

عمل کرے اور ضروریات مثل طعام دعوت وغیرہ پر صرف میں اسکو حق ہے مسئلہ۱۲ حسب خدمت و حکم اجیر خاص کو
حاصل کرے وہ ملک آقا ہے پس جبکہ آقا نے حکم دیا کہ ندی سے موتی نکال یا جنگل سے لکڑی کا جمع کر یا شکار
پکڑ تو اگرچہ یہ چیزیں اولاً ملازم کے قبضہ میں آئینگے لیکن وہ قبضہ حقیقت میں آمر کا ہے اور دلیل
اسکی ارشاد نبوی علیہ السلام ہے لیکن ہماری عرف کے اعتبار سے معلمین اس کلیہ میں داخل نہیں اسلیے
کہ جب معلم ملازم ہوا اور دوسرے لڑکے بھی اوسکے پاس پڑھتے رہے یا اسکے پڑھانے کو ضرر دیتا رہے تو ہر چند وہ آمدنی
معاوضہ اون نہیں وقتوں یا اوسی محنت کا ہے جسکی تنخواہ اوسکو دیجاتی ہے اور بیشک بوجہ تعلیم
دوسرے شاگردونکے کچھ حرج بھی ہوتا ہے مگر بوجہ عرف کے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے کہ گویا اوسکی عادت
ہوگئی ہے اور اسلیے جبکہ نوکر رکھنے والا ممانعت کر دیتا ہے تو اونکو لینے کے حقوق نہیں رہتے اور دوسرے
ملازمین کا بھی ایسا ہی قیاس ہے متفرقات الاجارہ میں خیار رویت و خیار عیب خیار
شرط حاصل ہے (عالمگیری) اور تفصیل اسکی مثل تفصیل بیع کے ہے مگر ایسے اجارہ میں جنکا دیکھنا
اولاً ممکن نہیں صرف بیان یا نمونہ کافی ہے جیسے کپڑا رنگوانا و بکرا نا سلوانا وکیل سے کام لینا
طبیب سے علاج کروانا مسئلہ اجارہ میں نفع موجود مقصود ہوتا ہے اور بیع میں ملک پس جو چیز
نہیں جو شے بک سکتی ہے اوسکا اجارہ بھی صحیح ہے (عالمگیری) جیسے بچہ شتر و اسپ بک سکتا ہے کیونکہ
ملک حال اور نفع مآل یا نفع تجارتی موجود ہے مگر اجارہ جائز نہیں کیونکہ انتفاع موجود نہیں جیسے
سواری وغیرہ آن اگر کوئی نفع خاص ملک کے ترمشا لقہ نہیں مسئلہ اجارہ پر اجارہ جائز ہے مثلاً
زید نے عمر سے ایک مکان کرائے پہ لیکر بکر کو کرایہ پر دیا مسئلہ۱۲ مال کو بھی مال اجارہ پہ دینا جائز نہیں اگرچہ بیچ میں
شخص بھی متوسط ہو جیسے زید سے عمرو نے ایک مکان کرایہ لیکر بکر کو دیا اب بکر وہ مکان زید کو نہیں
دیسکتا مسئلہ مساوضہ ہم جنس منع ہے جیسے زید کو ایک مکان عمرو نے کرایہ پر دیا اور عمرو نے اوسکا عوض
اپنا مکان زید کو دیا مسئلہ ایسے شخص کو کرایہ پہ دینا جس سے گناہ یا فساد کا احتمال ہے حسب تفصیل بیع کے
منع اور ناجائز ہے جیسے طوائف یا قمار باز یا شراب فروش کو مکان یا دکان کرایہ پہ دینا مسئلہ غیر مقدور
التسلیم یا بعض معقود علیہ کو اجرت قرار دینے سے اجارہ فاسد ہوتا ہے جیسے دس من گیہوں فلانے مقام پر
لیجا اور اسمیں ایک من اجرت تمہاری ہے اور نو من ہمارا اسلیے کہ حقیقت میں مزدور نے نو من گیہوں
لیگیا اور دس من کی اجرت پائی اور مستاجر اوسی اجرت سے متفید ہے کیونکہ اجرت وہ گیہوں ہیں

اجیر لیجا ؤ اور یہ امر مستاجر کے اختیار مین نہین اور اگر یہ کہا کہ دس من گیہون لیجا ؤ ایک من گیہون اجرت دینگے یہ جائز ہی اسلیے کہ اب دس من پورے اجیر کو لیجانا اور بعد وصول اپنی اجرت طلب کرنا لازم ہی اور مالک کو اختیار ہی کہ جو گیہون چاہی دے اگر چہ ادرشکل اول مین اجیر خود مختار رہتا اوسے اجرا سے مالک کا حق منقطع ہو گیا تھا ایسی ہی سوت بنکر لیجیو دیا اور کہا کہ بعد تیاری اس قسم کا اسقدر سوت یا کپڑا دیا جائیگا جائز ہی اور اگر کہا کہ ربع یا نصف خود لیلو ناجائز ہی جیسے یعنی فروخت یا سواری بلائی اور قرار پایا کہ یہ کام کیا جائے یا نہ اجرت ضرور دیجائیگی لازم الادا ہی مسئلہ ۹ اجرت تعلیم علوم دین یا اعمال یعنی ادعیہ و اذان وغیرہ جائز ہی اور واجب الادا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ اور فرمایا اضربوا لی سہما (رواہ البخاری) اور یہہ معاوضہ صرف و حبس وقت کا ہی ذکر پاک سبحانہ تعالیٰ کا عوض نہین ایسی گواہی کی اجرت بمقابلہ صرف وقت جائز ہی مسئلہ ۱۰ اقرار موت جائز ہی حدیبیہ مین اصحاب رضی اللہ عنہم سے موت پر بیعت ثابت ہی مگر ایسی عقد کی غرض یہہ نہین ہی کہ مر ہی جائے بلکہ کمال ثابت قدمی و سعی و جانفروشی لازم ہی پس نوکری فوج کی اور اونکو اقرار کہ سر بازی اور جان نثاری کرینگے جائز و صحیح ہین بشرطیکہ جائز معرکے نہین لڑین اور ظلم و کفر کی اعانت نہو اور تا بامکان کوشش و شجاعت اونپر لازم ہوگی نہ مر جانا مسئلہ ۱۱ نوکر کو آقا کی تعظیم اور بعد معزولی مراعات اور لحاظ حق نمک امر شرعی نہین مگر متعارف ہی اور مروت کی اعتبار سے مستحسن مسئلہ ۱۲ ملازم پر جبر نہین ہو سکتا کہ وہ خواہ مخواہ کسی ایسے شخص کی اطاعت کرے جسکی اطاعت اوسکی شرط مین داخل نہ تھی کیونکہ مزاج مختلف ہوتے ہین اور آدمی ہر مزاج کا متحمل نہین ہو سکتا مگر جن سرکارون مین قواعد اونکی معین ہین وہان بحسب قواعد اون سپاہ افسرون کی اطاعت جنکا وہ ماتحت ہی بلا عذر لازم ہی مسئلہ ۱۳ گناہ مین نہ اطاعت ہی نہ اجرت جیسے گانا بجانا نوحہ گری ناجائز پیغام رسانی ظالم حکام کے احکام کی تعمیل نامشروع قوانین کا اجرا سود خوارونکی طرف سے سود کا تقاضا اوسکی وکالت حرام چیزون کو بیچنے یا بنانے یا اوسمین کسی قسم کے اعانت کی نوکری یا مزدوری یہ سب ممنوع ہین اور بعض ایسے امر ہین جنمین نہ اجارہ منعقد ہوتا ہی نہ اجرت لازم ہوتی ہی اور اگر اجرت دیدی گئی تو اوسمین ملک نہین آتی جیسے اجرت شراب کشی و قتل نفس مظلوم وغیرہ اور بعض مین بعد قبضہ کے ملک خبیث آجاتی ہی اور مرتکب عاصی ہوتا ہی جیسے فساق اور ظالمون کی ممنوع امور مین نوکری اسے

بنا پر کفار کی نوکری یا مزدوری اگرچہ صحیح ہے اور آثار صحابہ سے ثابت ہے لیکن جبکہ انکی شوکت اور
قوت زیادہ ہو یا اسلام کو ضرر پہنچے یا غلبۂ اسلام کا مانع ہو یا انکو مذہبی عقائد اور اعمال کی اعانت ہو یا
شرایع اسلام کی مخالفت لازم آئے یا ضروریات دین مثل جمعہ و جماعت وغیرہ کی ادا کرنے میں مانع ہو تو ناجائز
ہے اور موجب معاصی اور اگر تمام بلاؤں سے خالی صرف مزدوری ہے تو جائز ہے اور حکم ایسی ممنوع نوکری یا
مزدوری کا حالات یا اوقات کے اعتبار سے بدلجایا کرتا ہے اور اسی بنا پر فجار و فساق کی نوکری اور
اجرت میں زیادہ اہتمام اور احتیاط لازم ہے کیونکہ غالباً کام انکے ممنوعات سے خالی نہیں ہوتے اور انکی صحبت
سے ایمان ضعیف ہوتا ہے میرے نزدیک کفار و فساق کی نوکری سے انکی مزدوری اولیٰ ہے اسلیے کہ آقا
کو نوکر پر شفقت و اعتماد اور نوکر کو آقا سے محبت اور اعتقاد ہوتا ہے اور بحکم الناس علی دین ملوکہم اثر
زیادہ پڑتا ہے مزدور کو اسقدر تعلقات نہیں ہوتے پس جسقدر ایسی خراب تعلق قوی ہونگے ایمان ضعیف
ہوگا فافہم واعمل [illegible] جب کوئی اجیر کسی شرط کی مخالفت سے معزول کیا جاوے پس اگر وہ مخالفت خفیف
نہو اور اجرت اجزاے عمل یا وقت پر منقسم نہو بلکہ مجموع کی اجرت ہو تو بالکل اجرت ضائع ہو جاویگی اور
اگر [illegible] خفیف یا اجرت منقسم ہے تو بحسب تفصیل و تقسیم دینا چاہیے [illegible] جو اجارات محض
اطمینان اور اعتماد اور پسند خاص پر مبنی ہیں جیسے وکیل۔ طبیب۔ معلم۔ عامل۔ وغیرہ انکے فسخ کرنے کے
لیے عذر صحیح کی ضرورت نہیں اسلیے کہ یہ امور قلبی ہیں اور دلیل اسپر قائم نہیں ہو سکتی لیکن جبکہ میعاد
کے اندر اجارہ فسخ کیا اجرت بقدر عمل یا وقت یا اثر عائد ہوگی مثلاً زید نے طبیب سے جسکو علاج سے آرام
مرض دور ہوا علاج ترک کیا یا کسی عامل سے چالیس دن کا اقرار تھا بیس دن قطع کیا یا کسی وکیل کو جو چار روپیہ کا [illegible]
[illegible] اجرت کا مستحق تھا دو روپیہ [illegible] معزول کیا نصف اجرت دینا پڑیگی [illegible] جہالت ناجائز ہیں جیسے کہ [illegible]
میں معمول ہے کہ کمینہ پیشہ ور حجام۔ دھوبی۔ چمار۔ پاسی وغیرہ زمینداروں کے ہر قسم کے کام کرنے پر لازماً
مجبور کیے جاتے ہیں اور صرف بعض تقریبات میں انکو کچھ بطور انعام ملا کرتا ہے کوئی اجرت اور عمل
مخصوص اور معلوم نہیں یہ سب شروط واہیہ اور لزوم فاسد ہیں اگر کچھ معاوضہ قلیل و کثیر معین
ہے اور کسی قسم معلوم کے کام کے وہ ذمہ دار ہوں اور تقریبات اور فصل میں بطور انعام ملا کرے تو مضائقہ
نہیں اسلیے کہ وہی معین اصل اجرت ہے اور باقی انعام مثلاً زید نے ایک مکان عمرو کو کرایہ دیا تو عمرو نے
[illegible] کے ہاتھ بیچا یا کسی اور کو کرایہ دیا بعض کے نزدیک صرف اجارۂ اول لازم ہے [illegible] اجارہ

اجارۂ فضول

بشروط مذکورہ بیع صحیح ہے ۱۹ شریک اجرت کا مستحق نہین ہوسکتا جیسے زید وبکر ایک صندوق
مین شرکت مالک ہین پھر زید بحکم بکر اوسے دوسرے شہر مین لیگیا اور اگرچہ اجرت قرار پائی اب بکر مستحق
اجرت نہوگا اسلیے کہ بکر ہر جز مین صندوق کا مالک ہے پھر اپنے چیز کی اجرت کیونکر لیسکتا ہے (ہدایہ) سئلہ
جس کام کا کرنا واجب ہو اوسکا اجارہ صحیح اور اجرت ساقط ہے اسلیے ہان اگر لڑکے کو دودھ پلانیکا اجارہ
کرے تو اجرت کی مستحق ہوگی اگرچہ اولاً ماں پر دودھ پلانا واجب نہین مگر جبکہ پلایا تو گویا امر واجب ادا کیا
جیسے غلام پر نماز جمعہ اور حج ادا کرنیسے واجب ہوجاتا ہے سئلہ ۲۱ زید نے بکر کو کسی کام کا ٹھیکہ دیا کہ جسقدر کام
ہو اوسقدر اجرت دیجائیگی مگر اس غرض سے کہ نہین معلوم کسوقت ضرورت ہو تمکو فلان وقت تک
حاضری ضرور ہے اب بکر کو کام ہو یا نہو حاضری لازم ہے اسلیے کہ گویا بکر نے یہ شرط کی ہے کہ فلان وقت
سے فلان وقت تک ہرج نہونے پائیگا سئلہ ۲۲ زید نے ٹھیکہ لیا کہ اس تمام مکان مین جسقدر چیں یا خس کی
ٹٹیان مطلوب ہونگی یا جسکی ٹٹیونکو چھڑکنے کو یا فلان باغ سینچنے کو یا فلان حمام کی ضروریات کو جسقدر
پانی مطلوب ہوگا یا ان سو آدمیونکے لیے جسقدر طعام یا فلان کتاب چھپنے مین جسقدر سیاہی یا فلان
مکان کی آرایش مین جسقدر فرش درکار ہون یا اس جلسے کی روشنی مین جسقدر فتیل صرف ہو وہ
سب اپنے پاس سے صرف کرونگا پس اگر مقدار اور وصف اون چیزونکا جو خرچ ہونگی بیان یا عرف
سے معلوم ہے جیسے اس قسم کا کھانا یا فلان قسم کا فلان فلان مقامات کا فرش اور معاوضہ بقدر اموال ہے
جیسے فی سیر عہ یا فی چاندنی عہ یا فی سیر طعام ۲ تو یہ معاہدہ بیع ہے اور انعقاد اسکا روزانہ ہوا کریگا
اور نمونہ معین ہے تو خیار رویت ہوسکیگا اور اگر قسم و مقدار معلوم ہے مگر ایک معین معاوضہ ہے
جیسے ہزار روپیہ ماہوار تو یہ اجارہ ہے اور معقود علیہ فقط اثر ہے نہ وہ اشیا یعنے اوس مکان کا خس پوش
ہو جانا یا ٹٹیونکا تر ہونا یا باغ یا کھیت کا سیراب ہونا یا کتاب کا چھپ جانا یا آدمیون کا آسودہ ہونا
یا روشنی کا ہونا اور اوسکی نظائر کتب فقہ مین بہت ہین جیسے کپڑا زرد زعفران سے رنگدو یہ کپڑا سرخ
ریشم سے سیدو یا یہ کتاب شنجرف سے لکھدو یہان بھی مال ہے اور اوسکی حد معلوم نہین مگر اصل
معقود علیہ وہی اثر ہے یعنے رنگنا سینا وغیرہ اور یہ اموال موقوف علیہ یا آلات یا توابع معقود علیہ
ہین اور پانی پینے اور حمام مین جانے کا عوض بالاتفاق جائز ہے باوجودیکہ کوئی شخص پانی کم پیتا ہے اور کوئی
زیادہ اور حمام مین بعض آدمی پانی کم گراتے ہین اور جلد فارغ ہوجاتے ہین اور بعض آدمی دیر تک

ف ۱۹ شریک مستحق اجرت نہین ہوتا ف ۲۲ وہ اجارے جنمین اثر کا لحاظ ہوتا ہے
لہ خلاصہ یہ ہے کہ بکر اجرت کی حیثیت سے زید کا مطیع اور رال سے اپنے مشتغل ہوگا اور سفر الواقعہ وہ مالک زید کا شریک ہے پس یہ اجتماع ضدین منع ہے باقی تشریح اسکی باب شرکت مین آتی ہے ۱۲

رہتی ہین اوسپانی زیادہ صرف کرتے ہین اسلیے کہ ایسا جانور بسبب بچانے شکل مکھی بمنزلہ آدمی اوسکی
پینا مکر لی ہون معاف ہے کلام طیبی از حاشیہ ترمذی شریف ص ۲۰۹ اور اسی بنا پر دودھ پلانیکا
اجارہ دایہ کو درست ہے اسلیے کہ معقود علیہ پرورش یا خدمت ہے اور دودھ اوسکا تابع ہے یا موقوف علیہ
غرضکہ جب عین شی معقود علیہ کی موقوف علیہ یا آلہ یا تابع ہو تو اوسکا بھی داخل ہوجانا مضر نہین
البتہ مجرد عین شی پر اجارہ نہین ہوسکتا جیسے چرائی کا اجارہ جسمین گھاس عین معقود علیہ ہے اور یہ
تقریر کہ اسمین بھی جانورکی پرورش مقصود ہے باطل ہے کیونکہ یہان پرورش صرف گھاس سے ہوتی ہے
موآجر کا کوئی فعل نہین البتہ اگر مالک زمین یہ کہے کہ مین تیری اتنے جانور اتنے روپیے پر اپنی اس زمین مین
چرایا کرونگا تو معقود علیہ چرانا ہوگا اور گھاس آلہ ہے اور اجارہ صحیح (مفہوم از عالمگیری) یا زمین کا اجارہ دلا
اور گھاس وغیرہ پر بطور منافع تصرف کرے مسئلہ ایسے اجارہ مین جو مال لگایا جاوے وہ بعد تمام
یا فسخ اجارہ کے جسقدر باقی رہے اجیر کی ملک ہے اسلیے کہ مستاجر کو صرف انتفاع اور اثر سے تعلق تھا مثلا
شیشے سے بیس خس کی ٹٹیان یا کھانا یا سامان روشنی وغیرہ بچا ہوا یا وہ پرزے جو کسی آلہ مین لگائی
تھی سب کے سب اجیر لیجائیگا مسئلہ زید نے بکر کو ایک کتاب چھاپنے کا ٹھیکہ دیا اور پیچ اور رتبہ چھاپنے کی
انجن پاس سے دیا اور قرار پایا کہ جو مرمت مطلوب ہوگی وہ بکر کے ذمے ہے پس بکر نے جسقدر روشنائی
اور کاغذ وغیرہ مطلوب تھا خرچ کیا اور پیچ کے بعض پرزے کی مرمت کرائی اور کچھ پرزے جو بیکار ہوگئے
تھے انجن پاس سے نئے بنوائی پھر ٹھیکہ تمام ہوا اب سیاہی اور کاغذ بچا ہوا اور وہ نئے پرزے جو بکر نے
لگائے تھے بکر کے ہین مگر وہ پرزے جنمین صرف مرمت کی تھی اوسمین بکر کو کچھ حق نہین اسلیے کہ بکر نے اپنی
غرض سے اپنا مال صرف کیا اور زید نے کوئی کرایہ انجن آلات کا بکر سے نہین لیا پس زید اس نئی مرمت کا
ضامن نہین اور اگر کرایہ بھی لیا ہوتا اور وہ پرزے بدون اس مرمت کے بھی بحسب قرارداد نفع دے سکتی
اور صرف زید کے ذمے تھی تو بھی زید ضامن نہوتا لیکن اس صورت مین بکر کسی نقصان کا جو اسکو تقصیر سے ہو
ضامن نہین اسلیے کہ اشیاے مستعار یا اجارہ جو استعمال شروط مین ناقص ہون اونکا ضمان نہین ۲۳ نہر کو کنوین
دریا نیکا اجارہ روا ہے تالاب یا کنوان یا نہر کل یا اوسکا کوئی حصہ کرایہ پر لیلیا تو پانی تبعاً داخل ہوگا (عالمگیری)
٢ مواجر انجن کل سے پانی مقام مسعود پر پہونچا دے یہ صحیح ہے ٣ جہر کہ مالک کسی کل یا بند مین کو توڑ دے
کے ذریعے سے پانی ہو اور یہ بھی من قبیل اجرت ہے کہ مرضا یا اجازت دیدے اور مستاجر انجن کل سے

یا نہر کاٹ کر پانی لیکر یہ جائز نہین مسئلہ زید کا مکان ایک بلند دیوار کے پاس ہی اسطرح
کہ صاحب دیوار اگر دروازہ کھولدے تو زید کے مکان مین روشنی یا ہوا آسکے اسکا معاوضہ جائز ہی
ہرچند روشنی اور ہوا مملوک نہین مگر زید کو ایک مرغوب فائدہ پر قدرت دیگئی اور حق امتناع جو زید کو
حاصل تھا اوٹھالیا گیا مسئلہ ۲۴ چراگاہ اور شکارگاہ اور تالاب وغیرہ کا اجارہ بدین نظر کہ گھاس یا
شکار یا مچھلیان یا اور کوئی شے حاصل کرے جائز ہی مگر معقود علیہ زمین ہی اور دوسری چیزین
عقد مین داخل نہونگی مسئلہ ۲۵ زید نے عمرو سے کچھ اشعار کہلائی یا نثر لکھوائی یہ اجارہ صحیح و لازم ہی
اور نظیر اسکے اجارہ مصنوعات ہی جیسے کھانا پکانا رنگنا دھونا یا وکیل کو تقریر یا طبیب کا علاج
کیونکہ ان سب مین تو وصف کافی معلوم ہوسکتا ہی اور نہ آخر کار یہ چیزین قابل رد رہتی ہین مسئلہ ۲۶
اجارہ بطور تعاطی بھی منعقد ہوجاتا ہی جیسے کشتی پر بیٹھ گئی (عالمگیری) یا ریل پر بلا ٹکٹ بیٹھ گئے
اور دوسرے مقام پر اجرت دیدی مسئلہ احکام وجوب تنخواہ و استحقاق تعطیلات ملازمین ۱؎ ایام تعطیل
و رخصت جبکہ مشروط و معین ہون انکی تنخواہ تابع اور فرع ایام خدمت کی ہے یعنی اگر ایام خدمت
کامل ہین تو پوری تعطیلین ملینگی ورنہ کم مثلاً زید فی ماہ چار دن تعطیل کرتا ہی پس کل ایام خدمت
غالباً ۲۶ یوم ہونگے اب اگر زید نے صرف ۱۳ دن نوکری کی ہی تو دو ہی یوم تعطیل ملنا چاہیے اسلیے کہ
اگر تنخواہ تعطیلات تبرعاً و انعاماً سمجھے جاوے تو واجب الادا نہوگی کیونکہ احسان و انعام واجب نہین ہی
اور اگر مستقل ہی تو بے خدمت لازم نہوگی اسلیے کہ عوض بدون معوض کے ثابت نہین ہوتا اور ان
دونون صورتون مین لازم آئیگا کہ اگر کوئی شخص تمام ماہ غیر حاضر رہی تو بھی تعطیلات کی تنخواہ پاسکتا
ہی حالانکہ یہ سب بالاتفاق باطل ہی ہرچند ان معاملات مین عرف معتبر ہی مگر ۲؎ اسکا عرف مختلف ہی اور یہ غیر معتبر ہی جیسا کہ
بحث عرف مین گزرا ہی ۳؎ اگر مختلف نہوتا تو بھی معتبر نہین ہوسکتا کہ جو عرف عقل و انصاف و اصول شرع کے خلاف ہو
وہ مردود ہی ۴؎ ہمارے زمانہ کا عرف قیاس پر راجح نہین ہوسکتا پس اس مقام پر اوسیقدر عرف
جو انصاف سے متجاوز نہو ملحوظ ہوسکتا ہے ۵؎ سبب استحقاق تعطیل کا مجموعہ ایام
خدمت ہے اور وجوب ادا جزو متصل سے ہوگا مثلاً جمعہ اسکا استحقاق کامل تب ہوگا

[illegible]

جبکہ شنبہ سے پنجشنبہ تک متصل خدمت کرے اور جب جزو متصل یعنی یوم پنجشنبہ تمام ہوا اجرت یوم جمعہ کے
واجب الادا ہوئی اسلیئے کہ کوئی شخص راضی نہیں ہوتا کہ عرف و دستور میں نوکری میں تمام یوم جمعہ کے
تعطیل دیں بلکہ چھ یوم کامل کے بعد ایک یوم دیا جاتا ہے ایسی ہی دوسری تعطیلیں مثل عید وغیرہ کے
انکو مہینے کی طرف منسوب اور ایام سابقہ سے متعلق ہیں پس تعطیل عید الاضحیٰ تو نوذی الحجہ سے متعلق ہے
اور تعطیل عید الفطر آخر یوم رمضان یا رویت ہلال پر موقوف اب اسکی الگ شکلیں ہیں مثلاً زید
متعہد یومی ہفتہ یا ماہ ہے پس ۱ ابتدا میں غیر حاضر رہا جیسے شنبہ سے دوشنبہ تک ۲ انتہا میں غیر حاضر
ہوا جیسے شنبہ سے پنجشنبہ تک ۳ درمیان میں غیر حاضر رہا جیسے دوشنبہ سے چہارشنبہ تک ان صورتوں میں
ملیگی ۴ آخر یوم میں نوکر ہوا ۵ آخر و اول میں نوکر تھا صرف درمیان میں برطرف ہو گیا تھا تعطیل
کامل ملیگی ۶ آخر یوم یا پنجشنبہ کو برطرف ہوا تعطیل بالکل نہ ملیگی ۷ رخصت سے وقت یوم متصل تک لی
اگر بلا وضعات ہے تو کل تعطیل ورنہ بقدر خدمت (اگر کی ہو) ملیگی ۸ عید وغیرہ کی تعطیلات کے یوم
متصل میں حاضر تھا اور اول سے کچھ غیر حاضری تو اگرچہ ہو کر تعطیل وضع نکی جاوے ۹ تقسیم حسب
تنخواہ کا ان ایام کے اعتبار سے ہوگا جو بعد وضع تعطیلات باقی رہیں پس زید سے روپیہ ماہوار کا نوکر
ہے اور مہینا ۲۹ یوم اور چار جمعوں کا ہے اب ۲۵ یوم خدمت ہے تو للعہ یومیہ لیا دیا جاوے اور اگر آخر
۱۰ یوم غیر حاضر بھی ہے تو للعہ وضع ہونگے ۱۰ اگر کٹ تقسیمیں ہیں ۱ دونو طرف سے مال
۲ دونو طرف سے عمل ۳ دونو طرف سے مال و عمل ۴ ایکطرف سے مال و عمل اور

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسری طرف سے صرف عمل ۵ ایکطرف سے مال و عمل دوسری طرف سے صرف مال ۶ ایکطرف سے
مال دوسری طرف سے عمل ۷ کسی طرف سے مال نہین ہے قرض لیکر تجارت کرتے ہین تین قسم اول و سوم
و پنجم مفاوضہ یا عنان و قسم دوم صنایع ہے یا وجوہ و قسم ششم مضاربت ہے اور ہفتم شرکت فی الوجوہ
و چہارم فاسدہ اصول شراکت ۱ چاہیے جسقدر آدمی باہم شریک ہون جائز ہے ۲
شراکت عروض مین جائز نہین اگر جانبین سے نقد نہو تو ہر شریک اپنا نصف مال دوسرے کے ہاتھ بیچکر
شراکت کرے مثلاً زید و بکر برابر کی شرکت چاہین اور زید کے پاس دس تھان پارچہ قیمتی سو روپیہ اور
بکر کے پاس پچاس دریان قیمتی سو روپیہ کی ہین اب زید نصف دریان پچاس کو بیچے تاکہ بکر
مین برابر کا شریک ہوجاے اور بکر بھی وہی تھان زید سے بیچکر اوسے شریک کر لے تاکہ ۳ جبتک
اصل مال مین نہ ہے کچھ تفاوت حساب مین نہ رہے ۴ مقدار مجہول سے شرکت جائز نہین مثلاً
اس شیرینی مین شکر زید کی اور روغن وغیرہ جسقدر مطلوب ہو بکر کا ان عمل مین جمل مفرین
مثلاً جسقدر کوشش اور محنت ہو وہ بکر کرے اور زید ہزار روپیہ دیگا یہ جائز ہے منافع مین تعیین
اور تخصیص جائز نہین مثلاً دس روپیہ ماہوار یا فلان کھیت یا درخت یا مال کا جو نفع ہو وہ زید کا یا
نصف منافع اور پانچ روپیہ اسلیے کہ ممکن ہے کہ نفع مقدار معین سے کم یا برابر ہو یا اوسی شی خاص
مین نفع ہو اور مال مین نہو یا بالکل اوسمین نفع نہو پس یہ سب صورتین موجب نزاع اور قاطع
شراکت مین شرکت ایسی فاسد و واجب الفسخ ہو جاتی ہے ۵ نفع یا مال یا عمل کم ہو یا زیادہ
ہر شخص اپنے معاملے کا ذمہ دار اور اپنے شریک کا وکیل و کارگزار ہے مگر شرکت مفاوضہ مین کفیل و ضامن
ہر پس جو شی ایک شریک کو ہاتھ بیچے اوس سے تقاضا کرے اور وہ اپنے شریک سے بقدر حصہ وصول کرے
مگر مفاوضہ اور شرکت صنائع مین دونو مستحق اور مستحق ہین ۶ شرکا باہم امین ہین پس جو شی ایک
شریک کے پاس ضائع ہو اوسکا تاوان نہ دینا پڑیگا مگر جبکہ اسکا قصور ہو یا شرط و قرار دادہ یا عرف
تجار کی مخالفت کی ہو ۷ شرکا مختار ہین کہ بحسب عرف تجار و امور قرار یافتہ ایک دوسرے کی غیبت
اور حضور مین معاملات کیا کرین اور جو نفع و نقصان اوسسے ہو وہ مشترک ہے ۸ کسی شریک کو
اوس امر خاص مین جسمین شریک تنہا اختیار نہین کہ کوئی علاوہ معاملہ کرے اور جسمین نفع اوٹھانا
۹ جسطرح اپنے جلنے یا ڈوبنے کے خوف سے اجنبی کو مال حوالہ کر دینے سے تاوان نہوگا شریک بھی

حالت ضرورت و اضطراب مین کوئی امر خلاف قرارداد کر بیٹھے اس خیال سے کہ بے اسکی یا تو
مشکل یا محال ہے تو لازم نہین ۷ تقسیم شرکت کو باطل کرتی ہے ۸ کسی شریک کو اپنے شراکتی حصہ کے
ہبہ یا فروخت یا رہن کرنیکا اختیار نہین ہے جبتک دوسرے شرکا منظور نکرلین اور خریدار کیطرف
پر قبضہ ندیدین اور بعد قبضہ شرکت اول فسخ ہوگی اور مشتری سے ازسرنو معاہدہ ہوسکتا ہے اسلیے کہ
فروع بشرط شرکت جائز ہے نہ شرکا فی الفور او استحقاقاً قبول کیا ۹ غیر مذہب سے شراکت نکرے
اسلیے کہ مفضی الی الشرع ہے اشباہ مین ذمی کی شراکت کو مکروہ لکھا ہے عالمگیری مین ہے کہ نصرانی سے
مضاربت مکروہ ہے اور معاملات فاسد کرے تو نا جائز ہے چونکہ غیر مذہب والے سے خلاف شرع
سود ضرور ہی اور رد المحتار ہوگی لہذا اوسکی شرکت سے احتراز لازم ہے واللہ اعلم ۱۰ اجسمین وکالت نہین شراکت نہین
پس عقد گو بعد قرارداد شرکت جائز نہین ۱۱ استحقاق نفع کا بواسطہ عوض مال ہوتا ہے جیسے رب المال کو خواہ
بوجہ عمل کے جیسے مضارب کو خواہ بوجہ ضمان و ذمہ داری کے جیسے شراکت فی الوجوہ مین اگر ان تینون
سے کوئی بات نہو تو نفع کا استحقاق نہوگا مسئلہ زید نے بکر کو عمرو سے سو روپیہ قرض دلوا دیے
پس اگر خود ذمہ دار ہے اور عمرو کو بکر پر کچھ دعوی نہین تو زید بکر کا نفع مین شریک ہوسکتا ہے ورنہ نہین
۱۲ نفع مین مال اور محنت کا اعتبار نہین بلکہ اول ضمان بعد ازان شرط معتبر ہے دیکھو مجلہ اگر دو
شریکون نے یہ قرار پایا کہ جو مال ہے روپیہ قرض لیا جائیگا اوس مین زید چہارم یا نصف کا ضامن ہے باقی کا بکر ذمہ دار ہے
اسصورت مین زید بقدر ضمان و بکر بقدر ضمان نفع پائیگا اور جو عہد و شرط اسکے خلاف ہو معتبر نہوگی اور اگر ضمان نہو بلکہ
زید کا مال سو روپیہ اور محنت چار گھنٹہ یومیہ ہے اور بکر کا مال پچاس روپیہ اور محنت دو گھنٹہ یومیہ ہے اور نفع
باہم برابر قرار پایا تو جائز ہے غرضکہ شرط و عہد کا اعتبار ہے مگر جبکہ روپیہ مین ضمان ہو مثلاً زید و
بکر سو روپیہ قرض لائے اور زید تہائی کا اور بکر ۲/۳ کا ذمہ دار اور ضامن ہوا تو اسصورت مین بکر کو
۲/۳ اور زید کو ۱/۳ نفع سے ضرور ملیگا اور جو عہد اسکے خلاف ہو وہ معتبر نہین غرضکہ مال مین ذمہ داری ہو
تو نفع بقدر ذمہ داری ہوگا دیکھو مجلہ ۱۳ نقصان بقدر مال ہے دیکھو مجلہ یعنے اگر تجارت مین
نقصان ہو تو نفع خواہ برابر ہو خواہ بیش و کم مگر نقصان مال پر تقسیم ہوگا جیسے زید کا سو اور
بکر کا پچاس روپیہ ہو تو دو حصہ نقصان کا زید پر اور ایک حصہ بکر پر عائد ہوگا ۱۴ شریک اپنے شراکتی
معاملات مین نا جائز نہین سکتا ہے نہ اوسکو اجرت کا مستحق ہے اسلیے کہ شریک ماجور نہین ہوسکتا بلکہ جو

یا کوئی چیز اپنے ہاتھ سے بنا کر یا شریک کو یا ہاتھ بیچے اور یہ چیز اوسی شرکت کی تجارت مین داخل کیجا سکے اور
وار جیسے اجارہ لیجا عقد مین بعض شرکا ہی بطور اجیر کام کرین اسلیے کہ ایسی جہا عقد مین کسی شریک
کو اختیار نہین رہتا بالکل سب ایک قاعدہ کو فرمان پذیر قرار پاتے ہین اور منتظم امر مقصود ہوتا ہے
اسلیے کہ اگرچہ زمانہ سابق مین یہ نہین ہوسکتی مگر بعض خلفا کا اپنے لیے وظائف معین کرنا یا اپنے سوالیے
مین دوسرے کیو قاضی بنانا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ کسی قاعدہ کا واجب العمل ہوجانا اوسکی پابندی
امریت کی حد سے گرادیتا ہے - اور ظاہر ہے کہ خاص شراکت مین اگر کسی شریک سے حیثیت آمریت سلب
نہ کیجائے تو امر بدون آمر کے رہجائے اور صرف دوسرے شریک کو آمر قرار دینے سے ترجیح بلا مرجح
لازم آئیگی بخلاف تجارت عام کے کہ اسمین کسی شریک کو ہرگز کچھ مداخلت نہین ہوتی ہے [١٨٦] اسلیے جس چیز مین وکالت باطل
ہو شرکت بھی باطل ہے پس اگر شرکا دین یا در المعین مین برابر ہین اور جملہ کاروبار مین شریک ہین تو یہ شرکت مفاوضہ ہے شکل پنجم
مفاوضہ مین داخل نہین ہے نفع و نقصان اسمین مساوی ہوگا [٢٣] اسمین دونو باہم کفیل
ہین یعنی جو دیون و دعاوی من حیث تجارت عائد ہون اونمین دونو شریک ہونگے اور ایک
نے اگر کچھ خریدا یا بیچا یا ضمانت کی یا قرض لیا و یا دوسرا بھی ماخوذ و مستحق ہوگا بخلاف ان معاملاتکے
جو حیثیت تجارت نہون جیسے صدقہ ہبہ یا اذن بہ دیون ادای قرض یا ضمانت یا بدل خلع یا دین
جنایت یا میراث یا انعام وغیرہ لینا دینا یا جو معاملات ذاتی خانگی طور پر کیجائین جیسے غلہ لباس
وغیرہ خریدنا ان سے دوسرے کو کچھ واسطہ نہین مگر جبکہ کسی وجہ سے ایک شریک کا وہ مال جو اس تجارت
مین شراکت کے قابل تھا کم زیادہ ہوگیا تو یہ شرکت عنان ہے شکل ششم بھی اسمین داخل ہے
اسمین اختیار ہے کہ بعض انواع مین شرکت کرے اور بعض مین نکرے اور اگر ایک طرف سے عمل اور
دوسری طرف مال ہے تو اسی مضاربت کہتی ہین [٢٥] شرط ہے کہ مال مضارب کے قبضے مین دیدیا
جائے اور حسب قرارداد یا عرف تجار اوسی ہر قسم کے تصرف کا موقع ملے پس رب المال کو یہ شرط
کرلینا کہ مین بھی عمل مین شریک رہونگا یا تمام امور میری اجازت پر موقوف رہین یا مال میرے
قبضے یا حفاظت مین رہیگا یا اور ایسی شرطین جو مضارب کو پوری کوشش و تدبیر سے روکدین
یا باب تجارت سے ہون مضاربت کو فاسد کرینگی ہان بدون شرط مالک کوئی کام کرے یا اپنے
مال کی حفاظت کرے یا احتیاطاً کسی خاص قسم کی تجارت یا مقام وغیرہ معین کرے یا مالک بعض معاملا

تجارتی یا قرض یا سفر وغیرہ سے منع کر دے تو جائز ہے اور شرطین لازم ہے مضارب امین ہے مگر جبکہ کسی
شرط کی خلاف کرے اور کوئی شرط نہو تو عرف تجار کے خلاف کرنے مین ضامن بنایا جائیگا مسئلہ مضارب
نفع مین کسیقدر قرار داد شریک ہے اور نقصان اوسکے ذمہ نہین ہان اگر مال مین کچھ نفع ہو تو اوسی
نفع نقصان مین وضع ہوگا پھر کچھ بچے تو مضارب اوسمین شریک ہے ورنہ اپنے پاس سے نہ دیگا
مدت بالقضاء مدت ہو شرکت فسخ ہو جاتی ہے مگر جبکہ رب المال قبل مدت یا بعد مدت نہو تو اپنی خوشی
سے مضارب کو معزول کرے تو مضارب کو اختیار ہے کہ مال بیچکر روپیہ کرے نفع و نقصان کا حساب کرا دیوے
مضارب کو وقت قبض مال امین اور بوقت معاملہ وکیل اور بسبب نفع ہونے شریک اور بعد مضاربت
فاسد ہو تو اجیر اور بعد مخالفت کرے تو غاصب و ضامن ہے مسئلہ مضارب ایسی سفر کرے کہ شب کو
گھر مین نہ رہے تو خرچہ ذمہ راس المال ہے مسئلہ رب المال کو اختیار نہین ہے کہ کوئی چیز کم قیمت
مثل سے بدون رضا مضارب کے بیچے یا خود خرید لے مسئلہ اگر مضاربت فاسد ہو جاوے تو اجرت مثل دلوائی
جائیگی اور اگر دونو طرف سے عمل ہو جیسے خیاط و نان پز وغیرہ یہ شرکت صنائع ہے ہر ایک دوسرے کے
تقاضے اور اجرت کا ماخوذ و مستحق ہے۔ اور جو نفع قرار دین صحیح ہے۔ شریک بعذر یا بلا عذر کام نکرے
تو بھی نفع کا مستحق ہے اسلیے کہ نفع عوض ضمان مال ہے (احکام العدلیہ) ایسی صورتمین چاہیے کہ
شریک سے اجازت لیکر اوسکی طرف سے دوسرا اجیر معین کر دے اور اگر چند آدمی کوئی مال قرض لیکر
تجارت کرین تو یہ شرکت فی الوجوہ ہے اسمین نفع بقدر ذمہ داری ہے اور ہر ایک دوسرے کا وکیل ہے مسئلہ
مباح مالونمین شرکت جائز نہین جیسے جنگل کی گھاس شکار دریا کی مچھلیان کیونکہ یہ کسی کے
مملوک نہین اور تقدیم سے حق قابض کا متعلق ہو جاتا ہے مسئلہ زید نے جب عمرو کو ایک مال مین شریک کیا
اور زر حصہ بطور قرض رہا تو عمرو مال مشتری کا مستحق اور [illegible] اور زر شرکت کا ذمہ دار ہے
مزارعت آپس مین زراعت کرنا ایک قسم کی شرکت ہے اور محل اسکا زمین اور زمین کی تین
قسمین ہین مملوک مگر سلطانی خراج یا عشر دینا پڑتا ہے غیر مملوک جو اجارے پر لیجاتی ہے خواہ
مملوک ہو یا کسی سے بعاریت لی ہو مگر خراج وغیرہ اوسمین نہو پس اول و دوم مین تمام شروط مثل
تعیین وقت و مقدار اجرت و تعیین قسم منفعت وغیرہ کا لحاظ لازم ہے اور سوم مین اگر مملوک ہے تو
مختار ہے اور مستعار ہے تو اوسکی لوازمات کی پابندی ہوگی پھر اگر کھیتی شرکت کیجاوے تو اوسکی پانچ

واجب سمجھی مفسد عقد مین البتہ اگر کوئی امر معین و معلوم طے ہو کر شامل اجرت ٹھہرا دیا جاسکے
مثلاً اسقدر نوین مسئلہ سلاطین اور زمیندار اکثر زمین وغیرہ معاف کر دیتے ہین یعنی اگر کسی قسم
اعانت اور خدمت غیر معینہ کی شرط ہو تو ناجائز ہے اسلیے کہ عمل اگرچہ معلوم نہین مگر مثل نوکری کے ہے
جسکا ذکر اجارہ مین ہو گیا ہے۔ خراج و شرکت مین زمین کا قابل زراعت ہونا شرط ہے اور اگر بنجر
اور یہ شرط ہو کہ جب نفع چاہو حاصل کرو تو قابلیت شرط نہین تیسا اور سر وغیرہ کا اجارہ صحیح ہے
اور شرکت باطل ہے عاقدین کو عذر صحیح پیش آئے تو صرف عقد سے مجبور نہین ہو سکتا ہے
صاحب زمین قبل تخم ریزی کے مانع ہو تو مزارع کو اجرت مثل درستی وغیرہ کی دلائی جاویگی
اور تخم ریزی کے بعد لازم اور مالک زمین مجبور یا ضامن نقصان مزارع ہوگا

**خاتمۃ الطبع** الحمد للہ والمنہ ناچیز جمع و تحریر تاب نہ فقہا کی تصنیف مگر اکابر کی کم التفاتی اور زمانہ کا انقلاب
حوادث کی تحقیق معاملات کی کثرت زیادہ دیکھا گیا ایک بسیار رسالہ اردو مین جمع کر دیا جاے جسمین مسائل حلال
معاملات مین حکم حلال و حرام جانتے آسکین کیونکہ اب ایسی صورتین پیدا ہو گئی ہین جنکا نام و نشان بھی سابق مین نہ تھا
احکام کا کیا ذکر ہے اہل اسلام ایسے ہو گئے ہین کہ شاید و بالکل آزاد اور خود مختار ہین معاملات کا دار
صرف عقل پر ہو ہر قسم کے معاملہ ہر طرح جس قدر صرف عقل کے اجازت سے کر سکتے ہین سو بفضلہ تعالی
بکمال عجز و خاکساری ہو اس رسالہ کی بین و توفیق طلب کی اور ہر مقام پر قرآن و حدیث کو برعایت مدلل کیا گرام
ایثار ہر قرار ہے الحمد للہ کہ یہ آرزو پوری ہوئی اور کتاب چھپ گئی حق تعالی اسی مقبول کرے اور ملحوظ رہے
کہ نئی اور پیچیدہ مسائل بالقصد لکھے ہین لیکن مشہور مسائل بتاکید ہو گئے صریح مسائل میری وہی مقام پر
دخل دیا ہے جہان علت و ضرورت ملحوظ مین تغیر پایا گیا ہے اتباع قواعد شرعیہ وسعت تجارت و منفعت تمام
اہل اسلام کا زیادہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ جن مسائل مین عدم جواز و جواز دونون ہو اولین مکروہ ہین اور
سلف سے کہ ایسے تصریح نہ تھی وہان برعایت سہولت و استنباط اہل علم تاویل جواز کو مقدم کر رکھا ہے کتب
مختار الامام المسلمین حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موافق یہ رسالہ لکھا گیا معتبر رسائل حوالہ بند مین
سہو سے بینا دقیقین رہ گئی ہے کہ مین شامی کی جگہ در مختار اور در مختار کے جگہ شامی لکھ دیا گیا ہے
صفحہ اور باب کا ذکر نہین کیا گیا ہے اکثر مسائل بطور اخذ لکھے گئے ہین اور بعض مقام دوسری کتابون سے
استنباطاً نقل کیے گئے الملتمس چونکہ خاص غرض اس کتاب کی یہی ہے کہ تمام مسلمان معاملات